

البشارات العالیہ لمن احب سیدنا امیر معاویہ

مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مجلد اول

مفتی اعظم پاکستان

حکومتی شرفیات احمد رضا شہیدی کی جانب سے

تیسرا شمارہ

ڈاکٹر محمد رفیق رحمانی



والضحیٰ پبلیکیشنز

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے

”فقہ حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

<https://archive.org/details/>

@zohaibhasanattari

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زویب حسن عطاری

البشارات العالیہ لمن احب سیدنا امیر معاویہ

مناقب سیدنا
رضی اللہ عنہ
امیر معاویہ

ترجمہ

مفتی اعظم پاکستان

حکیم مفتی شرفقات احمد نقشبندی کراچی

ترجمہ

ڈاکٹر محمد شرف جلالی

والضحیٰ پبلیکیشنز

NafseIslam

Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

رشحات قلم

تحت الاشراف

حسب رضا

ناشر

لیگل ایڈوائزر

تاریخ اشاعت

صفحات

قیمت

ملنے کے پتے

مکتبہ فیضانِ مدینہ امدینہ ناؤن، فیصل آباد 0312-6561574-0346-6021452

مکتبہ نور یہ رضویہ پبلی کیشنز؛ فیصل آباد، لاہور دارالاسلام؛ دار تادربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ بہار شریعت؛ دار تادربار مارکیٹ، لاہور انوار الاسلام؛ چشتیاں، بہاول نگر

مکتبہ غوثیہ ہول سیل؛ کراچی رضا بک شاپ؛ گجرات

اسلامک بک کارپوریشن؛ راول پنڈی مکتبہ شمس و قمر؛ بھائی چوک، لاہور

مکتبہ قادریہ؛ لاہور، گجرات، کراچی، گوجران والا مکتبہ اہل سنت؛ فیصل آباد، لاہور

مکتبہ امام احمد رضا؛ لاہور، راول پنڈی نظامیہ کتاب گھر؛ اردو بازار، لاہور

انجیری بک شاپ؛ سچ بخش روڈ، لاہور ضیاء القرآن پبلی کیشنز؛ لاہور، کراچی

احمد بک کارپوریشن؛ راول پنڈی مکتبہ برکات المدینہ؛ کراچی

عددہ فضل حق بی کیشنز لاہور

فہرست مضامین

تقدیم حضور قبلہ حضرت صاحب
مدظلہ
صرح تامص

صراوات، ت، ہ

معنون - بنام حیدر کرار رضی اللہ عنہ ص ۲
فرمان تاجدار سیال شریف ص ۳ تاجدار گورنمنٹ
خواجہ غلام فرید ص ۵

باب ۱

صحابہ کی شان قرآن کی زبان ص ۶

صحابہ افضل الامت ہیں ص ۹

صحابہ اور انکے متبعین پر خدا راضی ص ۱۰

ایمان صحابہ، معیار ایمان ص ۱۱

صحابہ کے گناہ معاف ہوں گے ص ۱۱

صحابہ امتحان تقویٰ میں کامیاب ص ۱۲

صحابہ کی ایک گھڑی غیر صحابی

کی تمام عمر سے افضل ص ۱۲

صحابہ کے دل ایمان سے معمور ص ۱۳

صحابہ کو کفر، فسق اور عصیان

سے نفرت ص ۱۳

تمام صحابہ ہدایت والے ص ۱۴

تمام صحابہ یقینی جنتی ص ۱۴

صحابہ کو حضور نے پاک فرما دیا ص ۱۹

ایمان والے آپس میں لڑیں

تو کافر نہیں ہو جاتے ص ۲۰

مصطفوی فیصلہ زمانے والا

مومن نہیں ہوتا ص ۳۱

ایمان امیر معاویہ پر مہر حیدری ص ۳۱

منکر صحابہ کافر ص ۳۲

اصحاب النار کے الفاظ کی وضاحت ص ۳۲

جناب رسول اللہ اور جناب علی

پر اعتراض آتا ہے ص ۳۳

حضور نے تمام مناقق نکال دیئے ص ۳۴

صحابہ اسلام کی لہلہاتی فصل ہیں ص ۳۸

روزِ عشر صحابہ نوروں میں گھرے ہوئے ص ۴۱

نعت خوان اور خطیب صاحبان

کے متعلق ایک گزارش ص ۴۲

مذکورہ باب کے تحت دعوت انصاف ص ۴۳

باب ۲

صحابہ کی شان حدیث کی زبان ص ۴۸

صحابہ کا دشمن حضور کا دشمن

اور دوزخی ص ۵۰

صحابہ کے دشمن پر لعنت کرو ص ۵۱

شام صحابہ سے مکمل بائیکاٹ کا حکم ص ۵۲

ایک غیر منصفانہ نظریہ اور
 اس کا جواب ۵۳
 صحابہ کے متعلق فرمانِ حیدر کرارہ ۵۴
 صحابی کی ایک گھڑی غیر صحابی
 کی تمام زندگی سے بہتر ۵۵
 گستاخ صحابہ کے متعلق امام مالک کا فتویٰ ۵۴
 گستاخ صحابہ کے متعلق فرمانِ نبویؐ ۵۵
 ایک عام ولی کے دشمن سے
 اللہ کا اعلان جنگ - تو - ۵۶
 شدید مفسر کا اعلان و قبول حق ۵۷
 تمام صحابہ کے متعلق اہلسنت
 کا اجتماعی عقیدہ ۵۸
 فرمانِ نبویؐ - گستاخ صحابہ آپ
 کی بارگاہ کا مردود ۵۹
 اللہ کا پیارا حکم خداوندی سے
 کائنات کا پیارا ۶۱
 توحید جبریلی اور توحید اہلبیسی ۶۳
 منکرین اولیاد کو مخلصانہ مشورہ ۶۵
 صحابہ کرام امت کیلئے باعث امن ۶۶
 تمام صحابہ و دوزخ سے مأمون ۶۸
 تمام صحابہ نجوم ہدایت ۶۹

الصحابۃ کا حد عدول ۷۱
باب ۳
 شانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۷۲
 آپ کا نسب حضورؐ سے ملتا ہے ۷۳
 آپ حضورؐ کے سلاہ صاف ہیں ۷۳
 آپ حضورؐ کے کاتب وحی تھے ۷۳
 سیدہ ام حبیبہ کا نکاح ۷۴
 حضورؐ کا فرمان اپنے سرال کے متعلق ۷۶
 حضورؐ کا فرمان اپنی دامادی
 کے متعلق ۷۷
 امیر معاویہؓ اللہ اور رسولؐ کے پیارے ۷۸
 آپ اور آپ کے محب اللہ
 رسولؐ اور ملائکہ کے پیارے ۷۸
 آپ تمام مومنوں کے مأمون جان ۷۹
 حضورؐ کا آپ کے لئے دنیا و
 آخرت کے لئے دعا فرمانا ۸۲
 حضورؐ کی مختلف دعائیں ۸۳
 حضورؐ کا آپ کی مضبوط
 حکومت کی دعا فرمانا ۸۳
 امیر معاویہؓ بزبانِ نبویؐ اللہ کے ولی ۸۵
 آپ کے دشمن کیلئے آگ کا طوق ۸۸

بزبانِ نبویؐ آپ پر دوزخِ حرام ۸۸
 آپ بزبانِ نبویؐ - جنتی ۸۹
 آپ کو بیعتِ خروان کا شرف ملنا ۸۹
 آپ حضورؐ کے راز دار ۹۱
 بزبانِ نبویؐ آپ کے جنتی ۹۱
 یہ جیشِ اولیٰ السیوفہ میں گیا ۹۳
 یزید ملعون اس میں شامل نہیں تھا ۹۳
 امیر معاویہؓ کا ایمان لانا ۹۴
 امیر معاویہؓ غزوہ حنین میں شامل ۹۵
 امیر معاویہؓ قتلِ مسلمین میں شامل ۹۶
 بخاری اور مسلم میں آپ کی روایتیں ۹۸
 حضرت عمارؓ کی شہادت ۹۹
 فرمانِ حیدر کرارہ دونوں طرف والے جنتی ۱۰۱
 لشکرِ امیر معاویہؓ اور فیصلہ ترضویؓ ۱۰۱
 امیر معاویہؓ کا مطالبہ صرف خونِ عثمان کا تھا ۱۰۲
 امارتِ امیر معاویہؓ اور فرمانِ حیدر کرارہ ۱۰۲
 حیدر کرارہ کا شامینوں پر لعنت
 سے منع فرمانا ۱۰۳
 فرمانِ رسالت - دونوں گروہ ایمان والے ۱۰۳
 حسین کریمؓ نے آپ کی بیعت کر لی ۱۰۳
 مسلمان اور کوفہ کے الفاظ سے دھوکا ۱۰۴

امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ کو خلافت دی ۱۰۵
 جناب علیؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر لی ۱۰۵
 امام حسنؓ کی بیعت امیر معاویہؓ پر ترغیب ۱۰۶
 جو مشہور ہے وہ اکثر غلط ہے ۱۰۷
 امام شافعی کا ایک قول نہیں ۱۰۷
 امیر معاویہؓ خلافت علیؓ تسلیم کرتے تھے ۱۰۸
 امیر معاویہؓ پر بھونکنے والا دوزخ کا کتا ۱۱۰
 فرمانِ غوثِ الاعظمؓ معاویہ رضی اللہ عنہ ۱۱۳
 کیا حضورؐ نے آپ کو کوئی بد دعا دی تھی ۱۱۳
 سیدہ عائشہؓ کا وصال شریف ۱۱۶
 چند فرمودات حضورؐ مجد و الف ثانی ۱۱۹
 حضورؐ و انا صاحب کا عقیدہ ۱۲۱
 جناب عمر بن عبدالعزیزؓ کا مشاہدہ ۱۲۲
 جناب امام حسینؓ کی دعا ۱۲۳
 جناب امام حسنؓ کا عزمِ صلح ۱۲۳
 جناب عمر بن عبدالعزیزؓ کا عقیدہ ۱۲۳
 امیر معاویہؓ کا ایک دن عمر بن عبدالعزیزؓ کی زندگی پر ہنسی ۱۲۴
 جناب ربیع بن نافع کا حکیمانہ فرمان ۱۲۴
 حضورؐ قبلہ حضرت صاحبِ دامت
 برکاتہا العالیہ کا فرمانِ ہدایت
 نشان و مشاہدہ ذاتی ۱۲۵

پند و نصائح

از حضور آقا مئے نعمت، قیوم ربانی، پاسبان مسلک حضور مجدد العت
شانی، قسیم فیض اعلیٰ حضرت شیر ربانی، امین فیض سرکار کیلانی، مجدد مسلک اہل سنت
و جماعت، قاطع و ماحیٰ خداجیت ورافضیت حضور قید عالم ابو العظمت الحاج
السید محمد باقر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم القدسیہ و مدت
فیوضہم زریب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیا نوالہ شریف۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَوَّرَ قُلُوبَ الْعَارِفِينَ بِنُورِ مَحْرُوقَتِهِ وَقَضَلَ
أَحْوَالَ الْمُجْتَبِينَ عَلَى الْعَالَمِينَ بِكَمَالِ فَضْلِهِ وَجِوَدِهِ وَأَفْضَلَ
الصَّلَوَاتِ وَالسَّلَامَاتِ عَلَى صَاحِبِ الشَّرِيعَةِ الْعَزَّاءِ وَالسَّنَّةِ
الذَّهْرَاءِ الَّذِي كَانَ نَبِيًّا وَآدَمَةً بَيْنَ الطَّيْنِ وَالْمَاءِ وَعَلَى آلِهِ
الْعُظَمَاءِ وَأَصْحَابِهِ الْأَمْثَاءِ وَأَوْلِيَاءِ أُمَّتِهِ الْأَوْسَطَاءِ وَعُكَمَاءِ
مِلَّتِهِ الْأَصْفِيَاءِ وَأَتْبَاعِهِ الْخُلَصَاءِ وَأَشْيَاعِهِ النَّجَبَاءِ وَ
وَحِيَّتِيهِ الْحَسَنَاءِ الْخَبِيرِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ - مَا بَعْدَ خَاعِوْذَ بَابِ اللَّهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هُ

اسے عزیز طریقت - بطور تحریث نعمت اور برائے اکتشاف نسبت و
معرفت اور علی وجہ التشکر بیان کرتا ہوں کہ جب مولائے ذوالجلال والا کرام نے
مجھے دولت روحانیت و نسبت بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نصیب
فرمائی - اس کا احوال کچھ اس طرح ہے -

اس وقت میری عمر تقریباً بیس برس کے لگ بھگ تھی - جب میں پہلی
بار اپنے آقا و مولا، قبلہ و کعبہ حضور فیض گنجور جناب قبلہ والد ماجد حضور السید

امیر معاویہ کی عسکری خدمات	۱۳۱	امام صفیر امام اول داعی، عمر بن عبدالعزیز	۱۵۲
عہد نبوی میں آپ کی عسکری خدمات	۱۳۱	جناب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ	۱۵۳
عہد صدیقی	۱۳۱	عمر شریح، فضل بن عبید	۱۵۴
عہد فاروقی	۱۳۲	دکین، عبدالرحمن، ربیع بن نافع	۱۵۵
عہد عثمانی	۱۳۳	سیلان، ابن عمران، تابعین کی مریت	۱۵۶
عہد رضوی	۱۳۳	امام مالک، امام احمد، غوث اعظم	۱۵۷
امام حسن اور خلافت امیر معاویہ	۱۳۵	داتا گستا، امام ربانی، امام بخاری	۱۵۸
عہد امیر معاویہ میں فتوحات	۱۳۵	امام سلم، ہریر، اخفاجی، ابو طاہر، ابن قیم	۱۵۹
آپ کے متعلق چند فرامین مقدسہ	۱۴۰	ابن حجر، ابن کثیر، طبری، صیتی، عبدالحق، اعلمت	۱۶۰
فرامین خدا، فرامین نبوی و صدیقی	۱۴۰	صدر الشریعہ مولانا محمد علی قادری	۱۶۱
فرامین فاروقی، عثمانی و صدیقی	۱۴۱	مولانا روم	۱۶۲
فرامین حسن مجتبیٰ و شہید کربلا	۱۴۲	نوری، علی قاری، محمد کشی	۱۶۳
فرامین ام المومنین عمر و مصطفیٰ	۱۴۳	حضور پیر سیال، خواجہ غلام فرید	۱۶۴
فرامین ابن عمر	۱۴۳	مناجدار گورہ، نائب سرکار کیلانی مدظلہ	۱۶۵
فرامین ابو ہریرہ، انس بن مالک، ابو ذر	۱۴۵	سیدنا امیر معاویہ کی عمر و وفات	۱۶۶
فرامین ابو موسیٰ، ابن عباس، سعد، شداد	۱۴۶	اہل خانہ اور زینبہ کو وصیت آخری	۱۶۷
فرامین عمیر، قیس، زید، وائل	۱۴۷	خدا سے دعا، آپکا جنازہ و تبرکات، وفات	۱۶۸
فرامین سعید، حذیفہ، سعید، ابوبکر	۱۴۸	کونڈول کی حقیقت - از مولف	۱۶۹
فرامین ۳۰۰ صحابہ، ام المومنین، سحاک	۱۴۹	دعوت و ارشاد	۱۷۰
فرامین کعب، صحابہ کی مریت	۱۵۰	عقل و نقل کی روشنی میں دعوت فکر	۱۷۱
ابن مسیب، فضل، مجاہد، زید، ابو جہلہ	۱۵۱	وصیت امیر حضور قبلہ حضرت صاحب مدظلہ	۱۷۲

پیر نور الحسن شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی کیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ مجاز و مراد علحضرت قطب زمانی۔ عاشق یزطانی حضور قبلہ عالم میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں باوضو ہو کر باقاعدہ طور پر سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا تھا۔ اہل اللہ کا ایسا قدرتی رعب ہوتا ہے کہ میں باوجود آپ کا حقیقی فرزند و بلند ہونے کے بھی آپ کے سامنے انہماک تمنا کی جرأت نہ کر سکا۔ پھر دوسرے دن بھی اسی طرح دل میں مصمم ارادہ لے کر حاضر بارگاہ ہوا۔ لیکن حروف دل زباں پر نہ لاسکا۔ لیکن جب تیسرے دن اسی ارادہ سے شرف زیارت و صحبت سے مشرف ہوا تو آپ نے میری بے کسی دیکھ کر خود ہی کرم فرماتے کا ارادہ فرمایا اور کمال شفقت سے لب عنبریں گویا ہوئے فرمایا۔ ”بیٹا ایسے طراں ای کدوں تیک سنگداریوں دا۔“ پھر آپ مجھے ساتھ لے کر اپنی بیٹھک شریف میں تشریف فرما ہوئے اور مجھے سامنے بٹھا کر اتنی توجہ فرمائی اتنا کرم فرمایا کہ اس کا کیفیت دوسرے تو آج تک میرے لولوں میں سمایا ہوا ہے لیکن اس کیفیت کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔ کیونکہ وہ کیفیت الفاظ میں بیان ہو ہی نہیں سکتی۔ مجھ پر زفت کا عالم طاری تھا۔ اور پھر آپ نے کمال کرم فرماتے ہوئے مجھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل فرمایا۔ اور کرم بلائے کرم فرماتے ہوئے مجھے تمام اسباق طریقت بھی عطا فرمادیئے۔ اس طرح آپ نے مجھے کچھ سے کچھ بنا دیا۔

فالحمد لله على ذلك - اللهم زدنا

اس کے بعد دو سال تک تو مجھ پر مسلسل رقت کی کیفیت طاری رہی۔ اور آپ نے جب مجھے دولت روحانی سے نوازا تھا تو یہ جملہ بطور خاص ارشاد فرمایا تھا بیٹا اگر تو دین کا بیٹا بنا تو ٹھیک ہے اور اگر دنیا کا بیٹا

بنا تو پھر ایسے میٹوں کی انہیں کوئی ضرورت نہیں۔“

حضور والا شان نے مجھے دین کا بیٹا بنانے کا جو شرف عطا فرمایا تھا۔ اور خصوصیت کے ساتھ دین کا بیٹا بنے رہنے کا جو حکم ارشاد فرمایا تھا یہ سلسلہ عالیہ کی سب بہاریں اور آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ لازمی حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف سے حقانیت مذہب مہذب اہل سنت و جماعت، تعلیمات امام ربانی، رد شیعیت اور روخارجیت میں کتب کثیرہ کی تصنیف اور اشاعت یہ سب کچھ آپ ہی کی نگاہ فیض اور وصیت مبارکہ کا نتیجہ ہے۔ رد شیعیت میں تحفہ جعفریہ (۵ جلدیں) عقائد جعفریہ (۵ جلدیں) فقہ جعفریہ (۵ جلدیں) جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کی حقیقت (۲ جلد) تعارف حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما اور مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ الحمد للہ۔ رد شیعیت پر ۱۸ جلدوں پر مشتمل ایسی جامع و مدلل و مسکت کتاب کئی صدیوں سے نہ لکھی گئی تھی اور غالباً مستقبل میں بھی کئی صدیوں تک نہ لکھی جائے گی۔ روخارجیت میں مسلک امام ربانی۔ مناقب اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کردار یزید، علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جواز الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز، جشن عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، آداب شیخ۔ ۱۲ ربیع الاول شریف تاریخ ولادت نبوی ہے، تحقیق رفع یدین اور کئی دیگر کتب و رسائل آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف سے لکھوائے اور چھپوائے جا چکے ہیں اور مجھ لکھنے طریقت و شریعت کی اس نورانیت سے ہمیشہ ہمیشہ گمراہی و تاریکی کا فور ہوتی رہے گی۔ (۱۶ مناقب من انک انت السميع العليم)

اس کتاب کا موضوع کاتب وحی، خالوئے امت، صحابی رسول جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل مناقب ہیں۔ میرا زندگی بھر کا مشاہدہ ہے کہ جو بھی اہل اللہ پر اعتراض کرتا ہے ضرور گمراہ ہو جاتا ہے۔ اور اس ضمن میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور تمام اولیاء کرام کسوٹی ہیں۔ جو کوئی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے بالآخر ضرور رافضی ہو کر مرے گا اور جو اولیاء کرام کی شان میں گستاخی کرے گا بالآخر خارجی ہو کر مرے گا۔

نحوذ باللہ من ذالک واذقتنا حہم

کیونکہ اولیاء کرام کے دلی بھنے میں حضرت علی المرتضیٰ شہنشاہ ولایت مظہر العجائب والغرائب مشکل کشائی فرماتے ہیں اس لئے اولیاء اللہ آپ کے محبوب ہیں اور جو کوئی بھی حضرت شہنشاہ ولایت رضی اللہ عنہ کے محبوبوں کی شان میں گستاخی کرے گا اس کا خاتمہ خارجیت پر ہوگا۔

(نحوذ باللہ من ذالک)

میرے آقا و مولا، میرے قبلہ کونین، کعبہ دارین، حضور سیدی و سندی حضور والدی ماجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و قدس سرہ العزیز نے مجھے جو دین کا بیٹا بننے کا حکم فرمایا تھا اسی حکم کے پیش نظر میں نے اپنا وصیت نامہ اپنی زندگی میں ہی کھوا دیا ہے اور وسیع پیمانے پر چھپوا کر تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں میں نے اپنی تمام جسمانی و روحانی اولاد کے لئے واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آل پاک و اہل بیت پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کی بھی گستاخی، بے ادبی اور مخالفت کرنے والے کی نسبت نقش بندہ مجھ پر فوراً سلب ہو جائے گی۔ اور اس کا ہمارے سلسلہ علیہ سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ بلکہ کسی بھی سلسلہ کی نسبت باقی نہیں رہ سکتی۔

جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارکہ کے متعلق بے باکی بے ادبی اور گستاخی سے بات کرنا تو دور کی بات ہے۔ دھیان رکھنا چاہیے کہ یہاں تو ہلکی سی لغزش بھی باعث عذاب بن جاتی ہے مگر جس پر خدا تعالیٰ رحم و کرم فرمادے تو اس کو فوراً تینبہ ہو جاتی ہے اور خدا کے فضل سے اس کو توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ اس حقیقت کو روز روشن کی طرح واضح کرنے کے لئے اپنا ایک ذاتی واقعہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔

میرے آقا و مولا قبلہ عالم حضور والد ماجد صاحب عرس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کے چند ماہ بعد کی بات ہے کہ ایک یہلی نے جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ شہنشاہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنگ کرنے کا ذکر کیا تو میں نے بھی نسبی حیثیت کے جذبہ کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کچھ ناپسندیدگی کے الفاظ کا اظہار کر دیا۔ منہ سے یہ الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ یک لخت طبیعت منقبض ہو گئی اور باطن کا سارا سرور اور کیفیت، بے کیفی اور بے لذتی کے ساتھ تبدیل ہو گیا اور تمام روحانی سلسلہ بند ہو گیا۔ اور اسی پریشانی کے عالم میں میں نے توبہ و استغفار کرنا شروع کر دی۔ رات کو جب نیند آئی تو عالم رویا میں دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹھک شریف میں بیٹھا ہوں کہ حضور پر نور نبی کریم رؤوف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے ہیں اور آپ کے بھائی حضرت علی المرتضیٰ شہنشاہ ولایت رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور آپ کے ساتھ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولا علی شہنشاہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے۔ شہنشاہ ولایت، مظہر العجائب والغرائب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نبی کریم روؤف درحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس سے گزر کر میرے پاس تشریف لے آئے اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے انتہائی غصہ سے مجھے ارشاد فرمایا کہ تو نے آپ کے متعلق ایسے لفظ کیوں کہے تھے۔ میں نے عرض کیا حضور غلطی ہو گئی ہے معاف فرمادیں۔ آپ نے پھر ارشاد فرمایا۔ تو نے یہ لفظ کیوں کہے تھے؟ میں نے پھر عرض کیا حضور غلطی ہو گئی ہے معاف فرمادیں۔ حضور سب کچھ خاموشی سے سنتے رہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، حضور شہنشاہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد میں نے اور زیادہ توبہ استغفار کرنا شروع کی۔

لیکن طبیعت کی بے چینی دور نہ ہوئی انہی ایام میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور قبۃ عالم حضرت شیربانی اعلیٰ حضرت فرقی رحمۃ اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہیں۔ میں بھی حاضر خدمت ہوں چند اور بیسیلی بھی حاضر خدمت ہیں۔ سامنے دریا ہے جو کہ کناروں تک بھرا ہوا ہے۔ حضور شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دریا کس طرح پار کریں گے۔ میں نے عرض کیا حضور! میں تیرا جانتا ہوں آپ میرے کندھے پر سوار ہو جائیں میں تیرا دریا پار کر لوں گا۔ چنانچہ جناب نے میری درخواست منظور فرمائی۔ میں بیٹھ گیا اور حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ پر اس طرح سوار ہوئے کہ جناب کا دایاں قدم مبارک میرے سینے پر دائیں طرف اور جناب کا بائیں قدم مبارک میرے سینے پر بائیں طرف تھا اور میں نے اپنے ایک ہاتھ سے جناب کو تھاما ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے تیرے پاؤں اور جناب نے میرا سر پکڑا ہوا ہے۔ جب ہم درمیان میں پہنچے تو حضور شیر ربانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔ لالیبا! سنبھل کر چلنا اب

میرا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہے۔ میں نے عرض کی جناب کی دعا شامل حال رہے تو انشاء اللہ کوئی فکر نہیں ہے۔ چنانچہ اس طرح میں نے دریا عبور کیا۔ ان تمام زیارتوں اور بشارتوں کے باوجود دل میں ایک بات بیٹھ گئی تھی کہ تنبیہ کے وقت حضور پر نور نبی کریم روؤف درحیم تشریف لائے تھے۔ لہذا یقینی معافی اس وقت ہوگی جب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ والہ و صحابہ وسلم خود اپنے جلال باکمال سے نوازیں گے۔ چنانچہ ایک رات کو میں سویا تو قسمت جاگ اٹھی یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرقت زیارت سے نوازا اور آپ نے مجھے اپنے سید مبارک سے لگایا اور کافی دیر تک آپ نے مجھے اپنے سید مبارک سے لگائے رکھا اور اپنے نورانی ارشادات سے مجھ پر کرم فرماتے رہے۔

اور مجھے نہ بیان ہونے والی ٹھنڈک اور کیفیت نصیب ہوئی اور میرے بے سکون دل کو سکون اور قرار کی دولت نصیب ہو گئی اور مجھے اطمینان ہو گیا۔ کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان مبارک میں جو معمولی سی نامناسب بات میں نے کی تھی آج اس کی معافی ہو گئی ہے۔ اس کے باوجود جب اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوئی تو وہاں جا کر بھی بیت اللہ شریف اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ و صحابہ و بارک وسلم میں معافی کا خواستگار ہوا۔ امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ غلطی معاف فرمادی ہے۔ (کتابت کی غلطی سے بعض کتب میں بشارت بلا حضور کی بجائے حضرت علی سے منسوب ہو گئی ہے) فالمحمد لله علی ذالک (اصلاح کر لیں)

اس موقع پر یہ بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ کچھ لوگ تاریخ کی بعض موضوع اور مرود روایتوں کا سہارا لیتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا خصوصاً جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بے ادبی کر بیٹھتے ہیں۔

ہیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے اتنا ضرور سوچنا چاہیے کہ ہمیں آیتوں پر ایمان رکھنا چاہیے یا روایتوں پر۔ آیتیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مقام و مرتبہ بیان کرتی ہیں مثلاً ایک مقام پر قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ - یعنی ان سب صحابہ سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اپنے اللہ سے راضی رہے۔ ایک مقام پر قرآن مجید نے وضاحت و صراحت کے ساتھ تمام صحابہ کرام کے ساتھ جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔
 (لَا يَشْهَدُونَ مِنْكُمْ مَنْ أَفْتَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَاعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝
 ترجمہ: ”تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔“

یہ آیات مبارکہ اور اس طرح کی اور بہت سی آیتیں صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے اور تمام صحابہ کے جنتی ہونے پر نص قطعی ہیں۔ روایتوں کو چھوڑ کر ہمیں قرآن مجید کی آیتوں پر عمل کرنا چاہیے۔ (اللہم ارزقناہ)
 آخر پر یہ بات نوٹ کر لیں کہ جب بھی کسی مسئلے میں یا کسی معاملے میں کوئی الجھن پیش آئے تو تمام بزرگان دین کا عقیدہ دیکھ لیا کرو۔ کیونکہ کوئی بھی شخص اس وقت تک ولی ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس کا عقیدہ اور عمل اہل سنت و جماعت کے مطابق درست نہ ہو۔ سبھی اولیاء اللہ حق پر ہیں۔ خواہ سلسلہ نقشبندیہ کے ہوں یا سلسلہ قادریہ کے یا سلسلہ

چشتیہ کے یا سلسلہ مہروردیہ کے۔ ہر نماز میں ہم دعا کرتے ہیں کہ صَوِّطِ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یا اللہ ہمیں ان مقدس ہستیوں کی راہ پر قائم رکھ جن پر تیرا انعام ہوا ہے۔ قرآن پاک میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے۔ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ کہ اللہ تعالیٰ نے جن پر انعام کیا ہے وہ نبی ہیں، صحابہ ہیں، شہید ہیں اور صالحین یعنی اولیاء اللہ ہیں۔ آج کے دور میں پوری دنیا میں اللہ کے سب سے زیادہ انعام یافتہ لوگ اولیاء اللہ ہیں۔ جن کی اتباع کی دعا ہم ہر نماز میں کرتے ہیں۔ لہذا جن کو بزرگان دین (اولیاء اللہ) والا عقیدہ نصیب ہو گیا ہے اس کی نماز قبول ہونے کی علامت ہے اور جس کا عقیدہ اولیاء اللہ کے عقیدے کے خلاف ہوا وہ ضرور گمراہ ہے۔ کیونکہ اگر وہ ہدایت یافتہ ہوتا تو اسے انعام والوں یعنی اولیاء اللہ کا راستہ مل جاتا۔ معلوم ہوا کہ نہ اس کی نماز قبول ہوتی ہے نہ یہ دعا۔

اسے عزیز! حق اور باطل کی کسوٹی بس اولیاء اللہ کو بنا لو۔ ہمیشہ صراط مستقیم پر رہو گے۔ اولیاء اللہ میں بالخصوص حضور و اٰلہٖ و سلمؐ بخش قدس سرہ العزیز، حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز اور شہنشاہ بغداد پیران پیر و ستارہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہر الجھن میں رہنمائی حاصل کرو۔ اگر ان اولیاء اللہ کا راستہ نصیب ہو گیا تو یقیناً حق نصیب ہو گیا۔ اور اگر ان اولیاء اللہ کے عقائد اور فرامین کے خلاف کوئی آدمی مسئلے بیان کرتا رہے یا لکھتا رہے تو صرف باطل اور گمراہی ہی اس کے نصیبوں میں ہوگی۔ اور کچھ نہیں۔

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ

تاجدار سیال شریف کا فرمان ہدایت نشان

سالار پشتیان پنجاب، تاجدار آستانہ عالیہ سیال شریف، پیر و مرشد تاجدار گولڑہ شریف، تاجدار جلال پور شریف، تاجدار مولہ شریف آفتاب شریفیت ماہتاب طریقت، بہائے معرفت و حقیقت حضور خواجہ شمس الدین صاحب چشتی سیالوی نور اللہ مرقدہ و زاد اللہ فیوضہ۔

خواجہ شمس العارفین فرمود آچھ میان علی رضی اللہ عنہ و امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نزاع و خصومت واقع شدہ است از روئے اجتهاد بود نہ از جهت عناد۔ پس اسے درویش اگرچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بر خطا بود و لیکن فعل مجتہد اگر بر خطا افتد ہم یک ثواب حاصل شود پس درویش را باید کہ در حق ایشان بیچ نہ گوید (مرآة ۲۳۷) در ذکر جہاد اصغر و جہاد اکبر) بندہ عرض داشت کہ بعض قوم سادات در حق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اعتقاد درست نہی دارند بر مرہ عداوتیان حضرت کرم اللہ وجہہ فی شانہ خواجہ شمس العارفین فرمود۔ تا آنکہ در حق جمیع اصحابان اعتقاد درست نہادو ایمان او کامل نہ باشد۔ (مرآة ۲۸۷ - مرآة العاشقین) ملفوظات خواجہ شمس العارفین ص ۱۰۹/۱۰۹ مؤلف سید محمد سعید شاہ صاحب لاہوری چشتی سیالوی (در ذکر فرقہ رافضیہ یعنی حضور خواجہ شمس الملت والدین نے ارشاد فرمایا کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف ہوا تھا وہ بغض و عناد کی بنا پر نہیں بلکہ اجتہاد کی بنا پر تھا۔ اسے درویش اگرچہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد خطا پر مبنی تھا لیکن (بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ) مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔

لہذا اس معاملہ میں جناب امیر معاویہ کو کوئی گناہ نہیں بلکہ ثواب ملتا ہے) لہذا درویش کو چاہیئے کہ آپ کی شان میں کوئی گستاخی نہ کرے۔ (مؤلف کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کی حضور بعض سید حضرات جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں اچھا اعتقاد نہیں رکھتے اور آپ کو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں میں شمار کرتے ہیں۔ (اس کے متعلق کیا ارشاد ہے) آپ نے فرمایا جب تک تمام صحابہ کرام کے متعلق اعتقاد صحیح نہ رکھا جائے ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا۔ (یعنی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے والا چاہے سید ہی کیوں نہ ہو اس کا ایمان صحیح نہیں ہے) سبحان اللہ۔ واقعی۔

پیر سید مہر علی شاہ تاجدار گولڑہ شریف

مشہور زماہ صحیحین کی حدیث ”ان ابنی اھذا سید۔۔۔۔۔“ اور ”کو تاجدار گولڑہ شریف نے ایک اور طرح بیان فرمایا ہے فرماتے ہیں ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرمایا تھا۔ ”ابنی اھذا سید لعل اللہ یصلح بہ بین المؤمنین من المؤمنین“ (مہر نیر ص ۴۵۵) طبع مشتم مطبوعہ لاہور) یعنی اللہ اللہ العزیز اللہ تعالیٰ میرے اس سردار و شہزادے کے ہاتھوں مومنوں کے دو بہت بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ اتنے بڑے بزرگ عالم دین نے جو ”مومنین“ کے الفاظ نقل فرمائے ہیں یقیناً آپ کے پاس اس کا بھی کوئی ثبوت ہوگا۔ اور دنیا جانتی ہے کہ جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح اور تفویض خلافت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فرمائی تھی۔

حضرت خواجہ غلام فرید حسینی نظامی آف چاچڑال شریف

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں گروہوں کو مسلمان کہا ہے تو کسی مسلمان کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ (جناب) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدگمانی کرے ان کی بے ادبی کرے اور نامناسب کلام کرے اس وجہ سے بھی کہ یہ صلح امام حسن کی منشاء پر تھی نہ کہ ظلم اور مجبوری سے۔ (ملفوظات خواجہ غلام فرید ص ۹۳۱ مقبول ص ۲۷) راقم الحروف نے عرض کیا کہ قبل میں نے کئی اہلسنت وجماعت کے لوگ دیکھے ہیں جو جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں سو غلط اور برا عقائد رکھتے ہیں حالانکہ وہ جلیل القدر صحابی تھے تو حضرت اقدس نے فرمایا قرآن مجید میں محمد رسول اللہ... رحمہ اللہ بینہم میں رحمت شرفقت افاضت و محبت ثابت ہے اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے لہذا صحابہ کرام کے درمیان جو مشابہت و مخالفت اور مجاہدات ہوئی وہ اجتہاد کی وجہ سے ہوئی نہ کہ بغض و عداوت احمد کینیاد دشمنی کی وجہ سے۔ اگرچہ لوگوں نے ایک کو برحق اور دوسرے کو ظالم سمجھا ہے لیکن چونکہ دونوں کی عرضی ظہار حق تھی اس لئے جو حق پر تھا اسکو ثواب کے دو حصے ملے اور جو حق پر نہ تھا اس کو ثواب میں سے ایک حصہ ملا پھر شہان صحابہ کی چند احادیث مکمل کر فرمایا (لہذا صحابہ کرام کے متعلق بدگمانی اور بدظنی کرنا اور انکے لئے بد اعتقاد ہونا جناب مخبر صادق علیہ السلام کی تکذیب ہے اور ان آیات قرآنی کی تکذیب ہے جو صحابہ کرام کی مدح و ثناء میں نازل ہوئیں۔ اور جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم اور آیات قرآنی کی تکذیب سے کفر لازم آتا ہے۔ لہذا وہ اللہ من ذالک۔ پس ہم پر واجب ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اور قرآن شریف پر ایمان رکھیں اور تمام صحابہ کرام کو صدق دل سے دوست رکھیں۔ چنانچہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو متقی اور اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ کے حق میں بغض و حسد رکھنا اور بدگمانی کرنا سراسر مشقوت ہے۔ (مقام میں المجالس ص ۱۰۱۵ مقبول ص ۳۳۷ مطبوعہ لاہور)

صحابہ کی شان قرآن کی زبان

نحمدہ و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نصلی و نسلم على رسوله الكريم الامين الرؤوف
 ماحيم و على آله الطيبين الطاهرين واصحابه المكر
 مين المعظمين و اولياء امته و علماء ملتہ و اتباعہ و
 و اشياؤه و محبيه اجمعين الى يوم الدين - اما بعد -
 قارئین کرام - السلام على من اتبع الهدى -

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کائنات ہست و بود میں ذاتی طور پر جو ذات عزت و عظمت کی مالک ہے وہ صرف اور صرف اللہ جل مجدہ کی ذات والا صفات ہے۔ اس کے علاوہ پوری کائنات میں کوئی ذات اور کوئی چیز فی نفسہ ذاتی طور پر کسی طرح بھی کسی عزت و تکبر کی اہل نہیں ہے۔ یعنی ذاتی طور پر مخلوق میں سے کوئی بھی چیز یا کوئی بھی ذات کسی عزت کی مالک نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا۔ (یونس ص ۶۵) یعنی ہر طرح کی اور سب کی سب عزت و حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو لائق ہے۔ اللہ کا قرآن گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز و مکرم اور اللہ کے پیارے انبیاء کرام ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی اطاعت کو اپنی ہی اطاعت قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ مَنْ يَطِيعِ

الرَّسُولَ فَقَدْ اطَّاعَ اللَّهُ - (نساء ۸۰) جس نے اللہ کے رسول کا حکم مانا
 بے شک اس نے اللہ ہی کا حکم مانا۔ اور یہ اطاعت رسول کا حکم ہمارے
 آقا و اولاد جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیہ التہیمة والثناء تک ہی محدود
 نہیں ہے بلکہ ارشاد خداوندی ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لِيُطَاعَ
 بِإِذْنِ اللَّهِ (نساء ۶۴) یعنی۔ اور ہم نے کوئی بھی ایسا رسول نہیں بھیجا
 جس کی اطاعت کرنے کا ہم نے حکم نہ فرمایا ہو۔ توجیب یہ معلوم ہو گیا
 کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مقرب اللہ کے انبیاء
 رسل ہوتے ہیں تو پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے
 زیادہ عزت و تکریم اور شرف و بزرگی کے مالک بھی اللہ کے پیارے انبیاء و
 رسل ہی ہوتے ہیں اور پھر انبیاء کرام کے مقامات و مراتب بھی مختلف
 ہوتے ہیں جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ وَتَقَدَّرْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ
 عَلَى بَعْضٍ - (بنی اسرائیل ۵۵) اور بے شک ہم نے بعض نبیوں کو بعض
 پر فضیلت دی ہے۔ پھر اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
 تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ
 اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ - (بقرہ ۲۵۳) یعنی جو رسولوں
 کی جماعت ہے ان میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان
 میں سے کوئی تو ایسی شان کا مالک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے (بغیر
 واسطہ کے) کلام فرمایا۔ اور ان میں وہ مستی بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے
 سب پر کئی درجے فضیلت عطا فرما رکھی ہے۔ اور اس بات پر امت
 مسلمہ کا اتفاق ہے کہ اس ذات سے مراد ہمارے آقا و اولاد خدا کے
 محبوب، کائنات کے مقصود۔ جناب محمد مصطفیٰ علیہ التہیمة والثناء کی

ذات والا صفات ہے۔ توجیب آپ اللہ کے تمام رسولوں سے بھی زیادہ
 مقام اور مرتبہ کے حامل ہیں تو ثابت ہوا کہ اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ
 آپ ہی کی ذات ستودہ صفات کا مقام ہے۔ بقول بزرگے۔
 بعد از خدا بزرگ توئی قصد مختصر۔

صحتی کہ انبیاء کرام سے بھی بائناکید اس بات کا عہد لیا گیا کہ جب آپ اس
 کائنات میں ظہور فرمائیں اور تمہیں آپ کی زیارت اور حاضری نصیب ہو تو تم
 پر لازم ہے کہ تم میرے محبوب کی ذات پر ایمان بھی لانا اور ضرور بالضرور ان کی
 خدمت و اعانت بھی کرنا۔ (لَتَوْفِينَا بِهٖمُ وَكَتَبْنَا لَهُمُ الْآيَاتِ اٰل عمران ۸۰)
 اور حد یہ کہ یہ بھی اعلان کر دیا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي
 يُحِبِّبْكُمْ اللّٰهُ وَيُغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (آل عمران ۳۱) کہ اے
 محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری طرف سے یہ اعلان عام فرمادیں کہ اے لوگو
 اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اور جب تم میری پیروی کر
 لو گے تو اللہ تعالیٰ خود تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے تمام گناہوں کو بھی
 معاف فرمادے گا۔ اللہ اکبر۔ یعنی حضور تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں ہی۔ جو
 خوش قسمت آپ کی غلامی کا پڑا اپنے گلے میں ڈال لے گا۔ آپ کے قدموں
 میں بیٹھنے والا۔ آپ کے نقش قدم کی خاک پاک کو اپنے سر کا تاج بنانے والا
 بھی اللہ تعالیٰ کا پیارا ہو جائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اب قانون خداوندی کے مطابق
 عزت و مرتبہ اور شان و مقام کا دار مدار ذات مصطفیٰ علیہ التہیمة والثناء کے وجود
 مسعود کے ساتھ تعلق و نسبت پر ہے۔ اسی لئے اس بات پر اجماع امت
 ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات طیبہ کے بعد کا کوئی بڑے
 سے بڑا شخص۔ تابعی یا تبع تابعی تو ہو سکتا ہے، عزت والا غیث اور

قطب الاقطاب تو ہو سکتا ہے، امام اور مجتہد تو ہو سکتا ہے۔ محدث اور مفسر تو ہو سکتا ہے لیکن صحابی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو شرف اور بزرگی صحابہ کرام کو نصیب ہو چکی ہے وہ کسی بعد والے کو میسر نہیں آ سکتی۔ بعد کا کوئی شخص زیادہ سے زیادہ عبادت تو کر سکتا ہے۔ نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ روزے رکھ سکتا ہے۔ حج کر سکتا ہے۔ زکوٰتیں دے سکتا ہے۔ قربانیاں کر سکتا ہے۔ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھ کر سینکڑوں سال تسبیح و تحلیل تو کر سکتا ہے لیکن بحالت ایمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں اسے آپ کا چہرہ نمایاں دیکھنے کا شرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو کہ صحابی ہونے کے لئے شرط لازم ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی یہ اعلان فرما دیا ہے۔ **وَأَخْرَجْنَا مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** (جمعہ ۲۷) یعنی صحابہ کے بعد والے لوگ کسی طرح بھی ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اور ہو بھی کیسے سکتے ہیں کیونکہ جو شرف صحابہ کرام کو نصیب ہوا ہے یعنی بحالت ایمان دیدار رخ والضحیٰ علیہ التحیۃ والثناء وہ بعد والوں کو کسی طرح بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ایک ہی عمل دنیا کے باقی تمام اعمال سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اسی لئے اللہ جل جلالہ نے بھی اپنے لطف و عطا کو اسی نسبت سے کائنات میں تقسیم کر دیا ہے۔ **لِرِشَادِ خُلَدِنَا** ہے۔ **وَاللَّهِ الْعِزَّةَ لَئِن سَأَلْتَهُ لَنُصَلِّبَنَّكَ** (منافقون ۸) یعنی اولاً تو حقیقی طور پر ہر طرح کی عزت کی مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پھر قرب خدادندی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر عزت والے ہیں اور پھر محبت و اطاعت نبوی کے طفیل آپ کے تمام صحابہ درجہ بدرجہ عزت والے ہیں اور پھر قانون خدادندی **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ** (طورہ ۲۱) یعنی ایمان والوں کی (خونی یا روحانی) اولاد جو اپنے

بزرگوں کی ایمان کے ساتھ پیروی کرے گی تو (اگرچہ ان کے اعمال اس قابل نہ بھی ہوں تو بھی محض اپنے فضل و کرم سے جنت میں) ہم ان کی تابع دار اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے" کے مطابق قیامت تک کے بعد والے ایمان والے جو خلوص و لہیت کے ساتھ صحابہ کرام کی اتباع کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحابہ کی محبت و اطاعت کا صدقہ عزت و فضیلت عطا فرمائے گا۔

چنانچہ ایک مقام پر صحابہ کرام اور ان کے متبعین پر رضائے خدادندی اور حصول جنت اور دونوں جہانوں کی کامیابی و کامرانی کا تذکرہ ان الفاظ سے کیا گیا ہے۔ **وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ** (توبہ ۱۰۰)

اور پہلے پہل کرنے والے ایمان میں مہاجرین مکہ یا انصار مدینہ میں سے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی پیروی کی اچھی طرح۔ راضی ہو گیا ان سے اللہ تعالیٰ اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جناتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

ایک مقام پر صحابہ کرام کے ایمان و ایقان کو کسوٹی قرار دیتے ہوئے ان کے گستاخ اور منکر گروہ پر اس طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا اظہار کیا گیا ہے۔ **وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَلَوْ أَنَّا زُومْنَا كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّا لَنَعْلَمُونَهُ** (بقرہ ۱۳۷) اور جب کہا جاتا ہے لوگوں کو کہ تم بھی ایمان لے آؤ صحابہ کرام کی طرح تو وہ (کافر) کہتے ہیں کیا ہم ان بے وقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں۔ سن لو بے شک

(حجرت ۷، ۸) یعنی اے محبوب کے صحابہ - اللہ تعالیٰ نے تم سب کو ایمان بہت پیارا کر دیا ہے اور ایمان کو تمہارے دلوں میں مضبوط کر دیا ہے اور تمہارے دلوں میں کفر، نافرمانی اور برائی سے بہت زیادہ نفرت ڈال دی ہے۔ (سن لو لوگو) یہ حضور کے تمام صحابہ ہریت والے اور صراطِ مستقیم پر چلنے والے ہیں۔ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ وحدہ لا شریک نے صحابہ کرام کی زبان حق نشان کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا۔ **وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ** (فتح ۲۶) یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کے پیارے صحابہ کی زبان اقدس پر پرہیزگاری کی بات کو لازم فرمادیا ہے۔ ایک مقام پر صحابہ کے درجات کا فرق بیان فرماتے ہوئے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمادیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ **فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى النَّاعِدِينَ وَرَجِبَتْ عَنْهَا الْكَلْبَاءُ** (نساء ۶۵) یعنی درجات کے لحاظ سے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے نہ جہاد کرنے والوں سے افضل ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے محبوب کے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ایک اور مقام پر اسی وعدہ جنت کے ساتھ درجات کے فرق میں فتح مکہ کو نشان امتیاز بنایا گیا ہے۔ فرمان ہوتا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاسٍ أُولَٰئِكَ أَعْطَاهُ رَجَبَةً مِمَّنْ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا وَكَلَّا وَعَدَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (حدید ۱۰) یعنی جو صحابہ کرام فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے (جب کہ اسلام کا اظہار و اعلان سوطرح کی

آزمائشوں سے دوچار ہونا ہوتا تھا) اللہ کے دین پر اپنا مال بھی خرچ کیا تھا جان بھی لڑائی۔ ان کے درجے بہت بلند ہیں۔ ان صحابہ کرام سے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ البتہ اللہ تعالیٰ (محبوب کی محبت و خدمت کا وعدہ اپنے فضل و کرم سے) حضور کے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔ (اور اللہ تعالیٰ یہ وعدے ایسے ہی نہیں فرماتا بلکہ) اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے اچھی طرح باخبر ہے۔

شاید کسی علوم قرآنی سے نا آشنا کو باطن کے ذہن نارسا میں یہ اعتراض چمکیاں لینے لگے کہ قرآن کریم میں تو ارشاد خداوندی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے "حسنی" کا وعدہ فرمایا ہے اور آپ اس کا ترجمہ "جنت" کر رہے ہیں۔ یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے تو جناب اس کی وضاحت کے لئے یہ آیت پڑھ لیں۔ **إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُنْعَدُونَ**۔

(انبیاء ۱۰۱) یعنی۔ "بے شک جن خوش بختوں سے ہم حسنی کا وعدہ فرما چکے ہیں وہ لوگ دوزخ سے بہت دور (محفوظ) رکھے جائیں گے" امید ہے اب تو انشاء اللہ العزیز یہ تاریخ کی تار عنکبوت تلتار ہو چکی ہوگی اور آپ حضرات پر تمام صحابہ کا یقینی جنتی ہونا اظہار من الشمس ہو چکا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حق کو دیکھ کر پہچان کر اس پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین۔ شاید کوئی جاہل سورہ سجدہ کی آیت ۲۹ کا حوالہ دیکر کہے کہ فتح کے دن کا ایمان قبول نہیں ہے تو گزارش ہے کہ تقریباً تمام مفسرین لکھتے ہیں کہ اس یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ مثلاً دیکھیں تفسیر ابن کثیر ۳ ص ۲۶، تفسیر طبری ۲ ص ۴۳، تفسیر درمنثور ۵ ص ۱۴۹، تفسیر مظہری ۷ ص ۲۴۹، تفسیر کبیر ۲ ص ۱۸۵، خازن ۳ ص ۵۸۲، روح المعانی ۲ ص ۱۴۱ وغیرہ۔

(جنت میں) اچھا رزق عطا فرمائے گا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور انہیں (جنت میں) ایسی جگہ عطا فرمائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ علم اور حلم والا ہے۔ ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔ **بَلْفَضْرِاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَلْتَبِعُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَبِرَأْسُوْنَا وَيَتَّبِعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أذْكَرُ لَهُمُ الصَّالِقُونَ. وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَمَاجَةً مِمَّا أُذْتُوا أَذً يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ. (مشرکہ ۹۰)** ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال دیئے گئے وہ اللہ کا فضل اور اسکی رضا چاہتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ لوگ جو واقعی سچے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے پیسے سے مدینہ طیبہ کو اپنا گھر بنا لیا اور ایمان کو اختیار کر لیا وہ ہجرت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں رکھتے اس چیز کی جو دی گئی ہے ان کو وہ اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود اس کے بہت محتاج ہوں۔

اور اگر کوئی صحابی ہجرت کے ارادے سے نکلا لیکن مدینہ منورہ نہ پہنچ سکا بلکہ راستے میں ہی اس کا انتقال ہو گیا تو قانون خداوندی **وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (نساء ۱۰۰)** یعنی اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلا پھر راستے میں ہی اس کی موت آگئی تو اس کا ہجرت کا ثواب اللہ تعالیٰ کے

ذمہ کرم پر لازم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔) کے مطابق اس کو ہجرت کا ثواب مل جائے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے فضل و عطا اور نعمات و کرامات مہاجرین صحابہ کے بارہ میں قرآن و حدیث میں مذکور ہوئے ہیں وہ تمام کے تمام اس کو بھی حاصل ہوں گے۔ اور صحابہ کرام کو وہ ایک منفرد مرتبہ و مقام بھی حاصل ہے جو پوری کائنات میں ان نفوسِ قدسیہ کے علاوہ حضرت آدم سے لیکر تاقیامت نہ کسی کو حاصل ہوا نہ حاصل ہے اور نہ ہوسکے گا۔ صحابہ کرام کا وہ منفرد امتیازی شرف یہ ہے کہ انہوں نے کسی عام ولی اللہ، سالک، عارف، غوث، یا غوث الاعلیٰ، قطب یا قطب الاقطاب، فرد الافراد، اہل اہل، اولاد، قلندر، امام، مجتہد، مجدد، تبع تابعی، تابعی، صحابی، کسی اور نبی یا کسی اور رسول کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی بلکہ اس محبوب خدا کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جس دستِ رحمت کو اللہ العالمین اپنا ہاتھ فرماتا ہے۔ چنانچہ بیعت رضوان کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (فتح ۱۰)** یعنی اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بے شک جن صحابہ نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ یقیناً انہوں نے اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کی ہے۔ ان کے ہاتھوں پر (گویا) اللہ تعالیٰ ہی کا ہاتھ ہے۔ اللہ اکبر

یہ تہ عظیم ہے جس کو بھی مل گیا

اور محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی ذات وہ منبع و جامع کمالات اور مظہر انوار تجلیات ہے جن کے ظہور کے لئے جناب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے جب بارگاہِ خداوندی میں دعا کی تھی تو اس میں آپ

نے حضور کے لئے چند صفات مقدسہ کی خواہش و تمنا کا بھی ذکر فرما دیا تھا۔ عرض کیا۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْحَزِينُ الْحَكِيمُ (بقرہ ۱۲۹) اے ہمارے رب تو بھیج ان میں (یعنی اولاد اسماعیل علیہ السلام میں) ان ہی کی اولاد میں (اپنا وہ محبوب جس کے متعلق تو نے ہم سے عالم ارواح میں ایمان لانے اور نفرت کرنے کا وعدہ لیا تھا۔ (آل عمران ۸۱) اور جس کے متعلق ہر پیغمبر سے اعلان نبوت کے وقت جبریل عہد و پیمان لیتا رہا۔ (کتاب الشفاء ص) ایک رسول جو ان کے سامنے تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور وہ ان کو تیری کتاب اور حکمت (احکام قرآنی کی تشریح و توضیح اور مسائل سنت و فقہ) سکھائے اور انہیں خوب پاک فرمادے۔ اے ہمارے رب بے شک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔“

اور محبوبِ دوسرا کی یہ صفات مقدسہ صرف دعاءِ ابراہیمی ہی میں نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فر فریہ طور پر اپنی قدرتوں اور الغامات کا ذکر فرماتے ہوئے اپنے محبوب علیہ السلام کا تعارف بعینہ انہی خصوصیات کے ساتھ فرمایا ہے۔ فرمایا۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (جمہ ۲۴) یعنی اللہ تعالیٰ وہ قادر و کریم ذات ہے جس نے مکہ والوں (اولاد اسماعیل علی بنینا و علیہ السلام) میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور وہ انہیں اللہ کی کتاب اور اپنی حکمت کی باتیں سکھاتا ہے۔ اور اگرچہ وہ لوگ آپ کی تشریف آوری سے

قبل کھلی گمراہی میں تھے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ بطور احسان محبوب کائنات کی بعثت کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (آل عمران ۱۶۳) ”البتہ تحقیق احسان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔ وہ رسول ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک بھی فرماتا ہے۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے اور اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“

ایک مقام پر جناب سرور کائنات کی ان صفات کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا کَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ..... الخ (بقرہ ۱۵۱) ”جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمہی میں سے وہ تمہارے سامنے ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک بھی فرماتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے۔“ ایک مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا جا رہا ہے۔ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَيُزَكِّيهِمْ (توبہ ۱۰۳) یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے زکوٰۃ وصول فرمائیں اور انہیں بھی پاک فرمادیں اور ان کے مالوں کو بھی پاک فرمادیں۔“

باقی ان تمام آیات میں جو چیز بالاشترک موجود ہے اور میرا مقصود بیان ہے وہ الفاظ ہیں۔ وَيُزَكِّيهِمْ - وَيُزَكِّيهِمْ - وَيُزَكِّيهِمْ - یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام لایسب بیان فرما رہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی لاکھوں صفات تیسرے میں سے آپ کی یہ شان بھی ہے کہ آپ اپنے صحابہ کرام کو پاک بھی کر دیتے ہیں یعنی آپ سُزکتی ہیں اور آپ کے تمام صحابہ مَرکُی ہیں۔ قرآن پاک میں زُکُی (نور) (۱۱) یُزکُی (توبہ) (۲۱) کے حاشیہ پر تفسیر خزائن العرفان ص ۱۰۵ مطبوعہ تاج کمپنی ۲۲ پر ان الفاظ کی تفسیر توبہ حسن عمل کی توفیق اور عفو و مغفرت سے کی گئی ہے۔ اسی طرح نُفُسا ذُکِیَّتہ (کہف ص ۴۷) کے الفاظ پر حاشیہ میں لکھا ہے ”جس کا کوئی گناہ ثابت نہ تھا“ (خزائن العرفان ص ۴۳) اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت عَلَا مَا ذُکِیَّتہ (مریم ص ۱۹) کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برحق پیغمبر ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ”تذکیہ“ پیغمبرانہ صفات میں سے ایک ایسی صفت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جبریل بطور خاص اپنے ایک پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ذکر فرمایا۔ ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ قَدْ اَخَذَ مَنْ تَذَكَّى (اعلیٰ ص ۱۴) یعنی تحقیق کامیاب و کامل ہو گیا وہ شخص (دونوں جہانوں میں) جس نے تذکیہ حاصل کر لیا۔ ایک مقام پر فرمایا۔ قَدْ اَخَذَ مَنْ ذَكَاهَا (شمس ص ۹) یعنی یقیناً کامیاب و کامل ہو گیا (دونوں جہانوں میں) جس نے تذکیہ نفس کر لیا۔ اسی طرح تفسیر خزائن العرفان ص ۶۳ پر ”وَمَنْ تَذَكَّى“ (فاطر ص ۱۸) کے حاشیہ پر لکھا ہے ”یعنی بدیوں سے بچا اور نیک عمل کئے“ اسی طرح سورہ طہ ص ۶۷ میں ”مَنْ تَذَكَّى“ کی شان والوں کے لئے جنت کے اعلیٰ درجات اور اس میں ہمیشہ کارہنایا فرمایا گیا ہے۔ اور اس سے تفسیر خزائن العرفان ص ۲۵۸ پر۔ کفر کی نجاست اور معاصی کی گندگی سے پاک ہونا مراد لیا گیا ہے۔ اسی طرح سورہ نازعات ص ۱۸ میں حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو فرعون کی طاقت بھیجتے ہوئے حکم فرمایا گیا۔ ”فَقُلْ هَلْ لَكَ

اِلٰی اَنْ تَذَكَّى“۔ اس سے کہو کہ کیا تجھے پسند ہے کہ تو پاک ہو جائے۔ اس پر تفسیر خزائن العرفان ص ۸۵ پر لکھا ہے۔ ”کفر و شرک اور مصیبت و نافرمانی سے پاک ہونا“ سورہ بقرہ ص ۲۳۲ میں ”اَذْکٰی“ کے الفاظ کو تالفون خداوندی کے اجزا میں رکاوٹ نہ بننے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورہ کہف ص ۱۹ میں اَذْکٰی کے الفاظ پر۔ تفسیر خزائن العرفان ص ۳۲۸ پر لکھا ہے۔ اس میں کوئی شبہ حرمت کا نہ ہو۔ اسی طرح سورہ نور ص ۲۸ میں اَذْکٰی کے الفاظ کا اطلاق حکم خداوندی کو لیسر و چشم تسلیم کر لینے اور پارسائی اختیار کرنے پر کیا گیا ہے۔ اسی طرح نور ص ۳۰ میں لفظ۔ اَذْکٰی۔ لگا ہوں کو نیچے رکھنے اور بدکاری سے بچنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ سورہ نساء ص ۴۹ میں یُزْکُون اور یُزْکٰی کے الفاظ اللہ کا پیارا اور جنتی ہونے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ سورہ عبس ص ۳ میں یُزْکٰی سے مراد ہے۔ گناہوں سے بچنے والا۔ اور آیت ص ۷ میں یہی الفاظ۔ ایماندار ہونے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ سورہ بقرہ ص ۱۴۲ میں یُزْکِیہِمْ کی ایک جزا روزِ محشر ان سے اللہ تعالیٰ کے کلامِ رحمت فرمانے اور عذاب سے محفوظ رہنے ان کے حق کو نہ چھپانے، کتمانِ حق کرنے کے بدلے دنیا کا مال نہ لینے پر دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح سورہ آل عمران ص ۷۷ میں بھی یُزْکِیہِمْ کی ایک جزا کتمانِ حق نہ کرنے، دین کے بدلے میں دنیا نہ لینے، جھوٹی قسمیں نہ کھانے اور روزِ محشر ان سے اللہ تعالیٰ کا کلام و نظرِ رحمت فرمانے پر دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح سورہ نجم ص ۳۲ میں تَذْکُوْا۔ کا اطلاق۔ تفاثر و خود نمائی و خود سرائی کے مقابلے میں کیا گیا ہے۔ اور سورہ مریم ص ۱۳ میں۔ ذُکُوْۃً پر تفسیر خزائن العرفان کا حاشیہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زکوٰۃ سے یہاں اطاعت و اخلاص مراد ہے۔ (ص ۲۳۳)

فائدہ کی کمی لاہور کی مطبوعہ کتاب "لغات القرآن" از مولانا عبدالرشید نعمانی میں مذکور ہے۔ الفاظ کے معانی کچھ اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔ اذکی یعنی زیادہ ستھرا۔ زکوٰۃ سے ہے جس کے معنی طہارت اور پاکیزگی کے ہیں۔ (۲۵ ص ۴۵) تَزَكُوْا۔ تزکیہ سے ہے جس کے معنی پاک کرنے کے ہیں۔ نفس انسانی کے تزکیہ کی دو صورتیں ہیں ایک بذریعہ فعل یعنی اچھے اعمال کے ذریعے اپنے آپ کو درست کر لینا۔۔۔۔۔ دوسرے بذریعہ قول۔ جیسے ایک عادل متقی شخص کا دوسرے شخص کا تزکیہ کرنا اور اس کی خوبی کی شہادت دینا (۲۵ ص ۱۱۷) تَزَكِيٌّ یعنی وہ پاک ہوا وہ سنور گیا۔ (۲۵ ص ۱۱۸) تَتَزَكَّىٰ یعنی تو سنور جائے تو پاک ہو جائے۔ (۲۵ ص ۱۱۸) تَزَكِيْهَةٌ یعنی تو ان کو پاکیزہ کرے (۲۵ ص ۱۱۸) تَزَكُوْةٌ یعنی ستھرائی پاکیزگی۔ سورہ کہف میں زکوٰۃ کے معنی گناہوں سے پاک و صاف ہونے کے بیان کئے گئے ہیں۔ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں۔ اصل میں زکوٰۃ وہ افزودنی ہے جو اللہ تعالیٰ کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کا امور دنیویہ و اخرویہ کے ذریعہ اعتبار کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اذکی طحاشا کہف (۱۹ ص ۱۹) میں اس طرف اشارہ ہے کہ ایسا کھانا جو حلال بھی ہو اور انجام کا بد بھی پیدا نہ کرے (انجام بڑا ہو)۔۔۔۔۔ نفس کی پاکیزگی اور طہارت کی بدولت انسان اس حیثیت میں ہوتا ہے (۳۵ ص ۱۳) کہ دنیا میں اوصاف حمیدہ کا مستحق ہوتا ہے اور آخرت میں اجر و ثواب کا۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ انسان اس چیز کی کوشش کرنے لگ جائے جس میں اس کی پاکیزگی ہے۔ تزکیہ کی نسبت کبھی تو بندہ کی طرف ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کا اكتساب (اس کے لئے کوشش) کرتا ہے جیسے ارشاد خداوندی ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے کیونکہ حقیقت میں وہی اس کا فاعل ہے جیسے ارشاد خداوندی

ہے۔ بِنِ اِنَّهٗ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاءُ۔ اور کبھی اس کی نسبت اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ کیونکہ وہی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی طرف تزکیہ کے پہنچنے میں واسطہ ہوتا ہے جیسے ارشاد خداوندی ہے تَطَهَّرْهُمْ وَ تَزَكِّيْهِمْ بِهَا اور وَيُزَكِّيْكُمْ (۳۵ ص ۱۳) زُكِيَ یعنی وہ سنورا۔ وہ پاک ہوا۔ وہ درست ہوا۔ زَكِيٌّ یعنی ستھرا۔ بمعنی گناہوں سے پاک یا خیر و برکت میں پرورش پانے والا۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ زَكِيٌّ یعنی مُزَكَّىٌّ بالخلقت کہ جس کی خلقت کو ہی سنورا دیا گیا ہو۔ (یعنی وہ پیدا نشی طور پر ہی گناہوں سے محفوظ ہو) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مُزَكَّىٌّ سے موسوم کرنا۔۔۔۔۔ معنی یہ ہوں کہ جو مُزَكَّىٌّ ہونے والا ہے (یعنی زندگی میں اس کو پاک کر دیں گے) تَزَكِيَّةٌ یعنی ستھرا۔ گناہوں سے پاک و صاف (۳۵ ص ۱۳) يُزَكِّيُّ یعنی وہ پاک قرار دیتے ہیں (اپنے آپ کو) يُزَكِّيٌّ یعنی پاک کرتا ہے۔ پاک قرار دیتا ہے۔ يُزَكَّىُّ یعنی پاکیزگی حاصل کرنا۔ پاک ہو جانا۔ يُزَكِّيْكُمْ۔ یعنی وہ تم کو پاکیزہ کرتا ہے۔ پاک بناتا ہے۔ يُزَكِّيْهِمْ۔ یعنی وہ ان کو پاک کرے گا۔ پاک بناتا ہے۔ پاکیزہ کر دیتا ہے۔ (۳۶ ص ۲۳) القصہ مختصر۔ اسی طرح اگر لغت کی تمام کتابوں کے حوالے بھی دے دیئے جائیں تو سوائے طوالت کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ کیونکہ تقریباً سب ہی اہل لغت نے ان الفاظ کے یہی یا اس سے ملتے جلتے معنی لکھے ہیں۔ اب ذرا اس بات پر غور کریں کہ جن خوش نصیبوں کو شرف صحابیت حاصل ہو گیا ہے کیا دعاء ابراہیمی اور دعوائے خداوندی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو واقعی پاک فرما دیا تھا یا نہیں؟ اگر تو آپ کا جواب نفی میں ہو (یعنی حضور نے اپنے صحابہ کو پاک نہیں فرمایا) تو پھر صحابہ کی طہارت و نزہت پر توجہ میں الزام آئے گا۔ اولاً تو (معاذ اللہ ثم معاذ

اللہ) یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشن - جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اعلان بھی فرمایا تھا - اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بھی فرمایا تھا - میں ناکام رہے - کسی استاد کی جماعت کا ایک سال کی معمولی مدت کی محنت کے بعد امتحان میں زلٹ سو فیصد نہ نکلے تو اسے استاد اپنے لئے باعث ندامت سمجھتا ہے اور لوگ اسے استاد کی ناکامی قرار دیتے ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جماعت پر تینیس ۲۳ برس شب و روز کی انتھک محنت فرمائی ہو پھر اگر خدا نخواستہ اس جماعت کا زلٹ سو فیصد نہ آئے تو کیا میدان محشر میں تمام انبیاء اور تمام امتوں کے سامنے آپ کے صحابہ کا نقص ایجابی آپ کی سبکی کا سبب نہ بنے گا - کہ جس صفت کا اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں بار بار اعلان عام فرمایا بلکہ ایک مقام پر حکم بھی فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی دعا کرتے ہوئے بطور خاص جس صفت کے متعلق اپنی خواہش و تمنا کا اظہار کرتے ہوئے اس کا تذکرہ فرمایا - آپ اپنے صحابہ کو اس صفت سے بھی (معاذ اللہ) متصف، مشرف اور مزین نہ فرما سکے بلکہ ذرا اور باریک نگاہ سے دیکھیں تو معاملہ اس سے بھی آگے نکل جاتا ہے . کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں بار بار آپ کی شان مُزَکِّی - کا اعلان و اظہار فرما رہا ہے اگر معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کو پاک نہ مانا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ غلط ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بڑے ظہور و اشراف سے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ میرا محبوب جب دنیا میں ظہور فرمائے گا تو وہ اپنے صحابہ کو پاک کرے گا - کسی مقام پر فرمایا - میرا محبوب انہیں اور تمہیں پاک فرما رہا ہے - لیکن اگر درحقیقت آپ اپنے صحابہ کو پاک کرنے میں ناکام رہے تو کیا معاذ اللہ حضور کے صحابہ کو - کافر - منافق - فاسق و فاجر -

غاصب وغیرہ سمجھنے سے اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا بھی انکار لازم آئے گا - کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ جو کام میں اپنے رسول کے ذمہ لگا رہا ہوں وہ ان سے سرانجام نہ ہو سکے گا اور اگر معاذ اللہ - اللہ کا رسول اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے وعدہ پر پورا نہیں اتر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ ہی کچھ امداد فرمادیتا تاکہ اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا اعلان اور وعدہ صحیح ثابت ہو جاتا . معاذ اللہ - نبی تو رہا ایک طرف اس طرح تو اللہ تعالیٰ کی قدرت و علم کا بھی انکار ہو گیا - استغفر اللہ منہی و التوب الینہ

کچھ سمجھا آپ نے کہ حضور کے کسی بھی صحابی کے متعلق بدگمانی کرنے سے معاملہ کہاں تک بڑھ جاتا ہے - صرف صحابی ہی نہیں بلکہ اللہ کے نبی اللہ کے قرآن اور علم و قدرت خداوندی پر سے بھی ایمان اٹھ جاتا ہے - یہ تو تھا منفی پہلو - اب ذرا ایمان و یقین کے ساتھ اس کا مثبت پہلو بھی دیکھیں - اگر اللہ کا قرآن سچا ہے (جیسا کہ واقعی ہے) اگر اللہ کا وعدہ و اعلان سچا ہے (جیسا کہ واقعی ہے) اور اللہ کے محبوب واقعی مُزَکِّی کی شان سے متصف ہو کر دنیا میں تشریف لائے اور آپ نے اپنے تمام صحابہ کو (مُزَکِّی) پاک فرمادیا تھا (جو کہ ایک ناقابل تفسیر حقیقت ہے) تو پھر ان چند آیات بالا کی روشنی میں ذرا دیکھیں تو سہی کہ حضور کے صحابہ کون کون سی خوبیوں سے متصف تھے - مذکورہ بالا بیس محولہ آیات کو بغور پڑھیں اور ایک ہی لفظ جو کہ مختلف مقامات پر بار بار مختلف شکلوں میں بیان فرمایا جا رہا ہے - اس کے مختلف مقامات پر متعدد قرآنی معانی پر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ (بشمول الہمیت کرام کے - کیونکہ اہل بیت اظہار بھی رشتہ ایجابی کی نسبت سے حضور کے امتی، مومن کامل اور آپ کے صحابی ہیں) کو اللہ تعالیٰ

کی طرف سے انہیں۔

نمبر (۱) حسن عمل کی توفیق عطا ہوتی تھی۔ اور وہ برائیوں اور بے حیائیوں سے بچنے والے تھے اور اگر خدا نخواستہ کسی سے کوئی غلطی ہو بھی گئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے غلطی پر قائم نہیں رہنے دیا بلکہ فوراً توبہ کی توفیق عطا فرمادی اور ان کی توبہ قبول بھی فرمائی۔ اور انہیں معاف فرما دیا۔ اور ان کی مغفرت بھی فرمادی۔

نمبر (۲) تمام واپسیں کسی بھی صحابی کا کسی بھی گناہ پر قائم رہنا کہیں سے بھی صحیح طور پر ثابت نہیں ہو سکتا۔

نمبر (۳) تمام صحابہ کرام بڑے حیا والے، نگاہوں کو نیچی رکھنے والے اور بدکاری سے بچنے والے تھے۔

نمبر (۴) اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ الزہراء ہیں اور آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے۔ اور آپ کے ظہور کے بعد کوئی غلطی یا برزدی یا شرعی نبی بھی اب نہیں آ سکتا اور اگر اس کے امکان کا کوئی قائل و فاعل ہو تو وہ وہاں سے کذاب ہے مفسر ہی ہے مرتد و کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ البتہ نبوت کی صفات حمیدہ میں سے ”تزکیہ نفس“ کی صفت مقدسہ کا حفظ وافر۔ درجہ بدرجہ۔ ہر ایک کی شان کے مطابق۔ حضور کے تمام صحابہ کو اللہ کے فضل اور حضور کی رحمت کا صدقہ عطا کیا گیا تھا۔

نمبر (۵) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کے تمام صحابہ بفسدہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہیں۔

نمبر (۶) حضور کے تمام صحابہ کفر و شرک کی گندگی اور معصیت و نافرمانی کی نجاست سے خدا کے فضل سے محفوظ تھے۔

نمبر (۷) حضور کے تمام صحابہ بچے اور سچے مومن تھے خود نیکی کرنے والے

نیکی کی تصدیق و تائید اور نصرت و اعانت کرنے والے تھے اور کسی نیکی کے کام میں رکاوٹ نہ بنے۔

نمبر (۸) اللہ اور اللہ کے رسول کے تمام احکام کو بے چشم و چراغ تسلیم کر لیا کرتے تھے۔

نمبر (۹) کسی بھی حرام کام یا حرام چیز بلکہ جس چیز میں شبہ بھی ہو اس کے بھی نزدیک کبھی نہیں پھٹکتے تھے۔

نمبر (۱۰) اللہ اور اللہ کے رسول کی خصوص کے ساتھ متابع فرمائی کرنے والے تھے لیکن نہ کبھی اپنی عبادت پر ناز اور فخر کیا کہ خود نمائی اور خود ستائی بنے اور نہ ہی کبھی تفاخر و تعلیٰ کا اظہار فرمایا۔ (اہل علم حضرات تفاخر اور تحدیثِ نعمت کے فرق کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔)

نمبر (۱۱) اللہ اور اس کے رسول کے احکام و فرامین اور احکام و مسائل شرعیہ کو کبھی بھی نہ چھپایا اگرچہ اس کے بدلے انہیں دنیا کا کتنا بھی نقصان اٹھانا پڑا ہو۔

نمبر (۱۲) کسی بھی صحابی نے کبھی بھی جھوٹی قسم نہیں اٹھائی۔

نمبر (۱۳) تمام صحابہ کرام یقیناً جنتی ہیں اور جنت میں درجہ بدرجہ اعلیٰ مرتبوں پر فائز ہوں گے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی ایسی رضا حاصل ہوگی کہ جنت میں بھی انہیں ان کی پسند کے مطابق مرتبے دئے جائیں گے اور خدا کی بارگاہ سے انہیں ہر وہ چیز عطا کی جائے گی جس کی وہ خواہش کریں گے اور وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

نمبر (۱۴) اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اور ان سے اپنے لطف و کرم سے کلام بھی فرمائے گا۔

نمبر (۱۵) تمام صحابہ کرام ایسے افعال و کردار کے حامل تھے کہ ان سے کبھی

بھی کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جس کا انجام خدا کی ناراضگی ہو اور وہ ہر وقت ایسے کاموں میں کوشاں رہتے تھے جن سے دنیا میں بھی اللہ کی رضا حاصل رہے

اور آخرت میں بھی وہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں اور وہ جنت میں اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گے۔

اگر کسی کے دل میں یہ دوسرے پیدا ہو کہ صحابہ کرام کے درمیان اختلافات بھی پیدا ہوئے بلکہ جنگیں تک بھی ہوئی ہیں پھر ان میں سے حق پر کون تھا اور وہ مقابل کے متعلق کیا شرعی حکم ہوگا۔ تو گزارش ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان جو بھی اختلافات پیدا ہوئے وہ اصول دین کے متعلق نہیں تھے اور نہ ہی ان کی جنگیں اسلام اور کفر کی جنگیں تھیں۔ بلکہ ان کے اختلافات اجتہادی غلطیوں یا بعض غلط فہمیوں پر مبنی تھے جس کا ایمان اور اسلام پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ جیسا کہ حضرت مومن علیہ السلام نے اپنے بڑے بھائی اللہ کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام سے غلط فہمی کی بنا پر جھگڑا کیا۔ تو رات کی تختیاں زمین پر پھینک دیں اور ایک ہاتھ سے حضرت ہارون کے سر کے بال پکڑ لئے اور دوسرے ہاتھ سے آپکی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگی تو حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا۔ **يَا بْنَ اُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي** (ظلمہ ۱۰۹۴، اعراف ۱۵۰) اے میرے ماں جائے میری داڑھی اور میرے سر کے بال نہ کھینچ۔ لیکن اس مقام پر حضرت مومن کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ آپ اس غلط فہمی میں حضرت ہارون سے دست و گریباں ہوئے تھے کہ شاید حضرت ہارون نے قوم کو بچھڑے کی پوجا کرنے سے منع نہیں فرمایا تھا۔ حالانکہ حضرت ہارون علیہ السلام اس سے بری الذمہ تھے۔ اسی طرح اگر کسی صحابی کو کسی صحابی کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا ہوئی اور وہ ان سے جھگڑا۔ لیکن درحقیقت وہ صحابی اس بارے سے بری الذمہ تھے تو دونوں گروہ خدا کی بارگاہ میں گناہ گار نہیں ہوں گے۔ سورہ حجرات ۹ میں ارشاد خداوندی ہے۔ **وَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ الْمُؤْمِنِينَ أَتَنَبَّأُوا فَاصِلًا بَيْنَهُمَا فَإِن بَغْتِ اخْتَلَفْتُمَا عَلَى الْكُفْرَى فَتَاتِلُوا الَّتِي تَبَغْتِ حَتَّىٰ**

تَبَغْتِ إِلَىٰ أُمَّرَاللَّهِ فَإِن فَادَتْ فَاصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ فَاصْلِحُوا بَيْنَ اٰخْوَانِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ فَتَلْكُمُ تَرْحَمُونَ۔ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرو اور پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کرو اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ مسلمان مسلمان کے بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحم ہو۔ (حجرات ۹)

اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں سے ایک دوسرے سے متعلق دنیا والی ناراضگی دور فرمادے گا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ **وَسَرَّعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِنَّمَا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ۔** (حجر ۴۷) یعنی اور ہم نے ان کے سینوں سے ایک دوسرے کے متعلق ناراضگیاں دور فرمادیں وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر جنت میں آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔ چونکہ ان کا آپس میں اسلام اور ایمان کا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صحابہ کے مابین اس اختلاف اور پھر صلح کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ **اِنَّ اٰبِنِي هٰذَا اَسِيْدٌ لَّعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُصَلِّحَ بَيْنَ بَيْنٍ فَلَئِنْ عَظَمْتُمَا مِنَ الْمُتَلَبِّئِينَ (بخاری ص ۳۷، ۳۸، ۳۹) یعنی میرا یہ نواسہ (حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم سرور ہے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائے گا۔ اور یہ بات ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مقابل دوسرا گروہ۔ جن سے آپ نے صلح فرمائی تھی اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی فرمائی تھی اور جن کو آپ نے اپنی خلافت بھی تفویض فرمادی تھی وہ جناب سیدنا**

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی ذات تھی۔ اب جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں گروہوں کو اس اسلام فرما رہے ہیں تو پھر ان میں سے کسی بھی ایک گروہ کے متعلق ان کے اسلام اور ایمان میں شک کرنے والے نے حضور علیہ السلام کے فیصلہ کو قبول نہیں کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول نہ کرنے والے کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔

فَلَا وَرَاقِبَةَ لَآئِيَوْمٍ خَشِيَ يُحَاطَبُكَ
فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُ فِي أَنْفُسِهِمْ حَرْجًا مِمَّا قَضَيْتَ
وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا وَآتَيْنَاهُم مَّا رَأَوْا وَلَا يُؤْتُونَكَ
عَنْهُم مِّنْ شَيْءٍ سَأَلُوا عَنِ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُونَ سُبْحٰنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا وَآتَيْنَاهُم مَّا رَأَوْا وَلَا يُؤْتُونَكَ
عَنْهُم مِّنْ شَيْءٍ سَأَلُوا عَنِ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُونَ سُبْحٰنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ عَنْهُ وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْ عَسَىٰ أَن يَمُنَّ
بِأَنَّكَ كَافِرٌ بِهِ لَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا بِاللَّهِ سُبْحٰنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ عَنْهُ وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْ عَسَىٰ أَن يَمُنَّ
بِأَنَّكَ كَافِرٌ بِهِ لَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا بِاللَّهِ سُبْحٰنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

اللہ اور اللہ کا رسول کسی بات کا فیصلہ فرمادیں تو پھر ایمان والے کے لئے کچھ پس و پیش کا اختیار ہی باقی نہیں رہتا۔ اور جس نے پھر اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو نہ مانا تو بے شک وہ کھلی گمراہی میں پڑا۔

نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں حکم بھی تو یہی ملا ہوا ہے۔

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (نساء ۵۹) کہ اگر کسی بھی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اس کا حل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے حاصل کیا کرو۔ بلکہ ان جنگوں کے بعد حضرت علی نے خود یہ خط لکھ کر اپنے گورنروں کے پاس بھیجا تھا۔ والظاهر ان ربنا واحد ونبینا واحد
ددعوتنا فی الاسلام واحده ولا نستزید ہم فی الایمان
باللہ والتصدیق برسولہ ولا یتزید ونا الامر واحد

ختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منه براء۔ (بیچ البلاغہ مطبوعہ مصر ص ۵۰۶ خطبہ ۵۸) یہ ایک حقیقت ہے ہمارا اور امیر معاویہ کا خدا ایک ہے ہم ایک ہی نبی کے ماننے والے ہیں اور ہماری دعوت اسلام بھی ایک ہی ہے۔ نہ ہم کو ان پر اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے میں کچھ فوقیت ہے نہ ان کو ہم پر۔ ہمارا تمام معاملہ ایک جیسا ہی ہے مگر ہم میں حضرت عثمان کی شہادت کے متعلق اختلاف ہو گیا اور خدا گواہ ہے میں اس معاملہ میں بالکل بری الذمہ ہوں۔

ایک مقام پر تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے دشمنوں کو صاف صاف کافر فرمادیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

يُحِبُّ السُّرُوعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔ (فتح ۲۹) یعنی اسلام کی ترقی اور صحابہ کرام کی زیادتی دیکھ کر کافروں کے دل غیظ و غضب سے جل بھن جاتے ہیں۔ لہذا

ہمارے لئے نجات کا راستہ یہی ہے کہ جب ہم اپنے ماں باپ کی کسی غلطی کی تشہیر و تجسیس مناسب خیال نہیں کرتے تو جو ہستیاں ہمارے ماں باپ سے ہزار گنا افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہیں ان کی ذوات مقدسہ کو بھی اپنا نشانہ بھٹ نہ بنائیں۔ لہذا جب کسی ہستی کا صحابی ہونا ثابت ہو جائے تو بس پھر خاموش ہو جاؤ۔ آگے وہ ہائیں اور خدا جانے۔

بعض بازی گر۔ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ۔ اور اَصْحَابُ النَّارِ سے دوسو کاوشیہ کی کوشش کرتے ہیں کہ جی خود قرآن فرماتا ہے کہ کچھ صحابی جنتی ہیں اور کچھ دوزخی ہیں تو جناب گزارش یہ ہے کہ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ سے مراد حضرت آدم سے لیکر تا قیام قیامت کے تمام جنتی لوگ ہیں اور اَصْحَابُ النَّارِ سے مراد حضرت آدم کے زمانے سے لیکر قیامت تک کے تمام دوزخی لوگ مراد ہیں؟ ہاں۔ جہاں اصحاب النبی یا اصحاب الرسول وغیرہ لکھا ہو یعنی صاحبیت کی نسبت حضور کی

ذات کی طرف ہو وہاں حضور کے صحابہ ہی مراد ہوں گے۔ اور ان آیات میں ایسا کوئی بھی لفظ موجود نہیں جس سے اس بات کا شبہ بھی کیا جاسکے۔ اور اگر جہاں بھی اصحاب کا لفظ آجائے تو اس سے حضور کے صحابہ ہی مراد لینے ہوں تو پھر ان الفاظ قرآنی کا کیا مطلب ہوگا۔ مثلاً۔ **أَصْحَابُ النَّبِيِّ** - ہفتہ والے (نساء ۴۷) **قَابِلٌ كَوْمِنِ الْأَصْحَابِ النَّبِيِّ** کہا گیا (مائدہ ۲۶) **اصحاب** - بمعنی دوست اور ساتھی (انعام ۷۱) **وَنَادَى الْأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ** (اعراف ۴۳) یعنی جنتی لوگ دوزخیوں کو آڑیں گے۔ **وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ** (رح ۴۳، توبہ ۷۱) یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم۔ **أَصْحَابُ الْأَنْبِيَاءِ** - (ق ۱۳، ص ۱۳، شعراء ۱۶۹، حجر ۷۸) یعنی بھاری والے۔ مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم۔ **أَصْحَابُ الْجَبْرِ** (حجر ۸۰) یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم یعنی قوم ثمود۔ **أَصْحَابُ الْكَهْفِ** (کہف ۹) غار والے۔ یعنی اصحاب کہف۔ **أَصْحَابُ السَّمِيتِ** (فرقان ۳۹) کنویں والے۔ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم۔ **أَصْحَابُ مَوْسَى** (شعراء ۶۱) یعنی قوم موصی۔ **أَصْحَابُ الشَّفِيعَةِ** (عنکبوت ۱۵) یعنی حضرت نوح پر ایمان لانے والے ۷۸ مردوزن۔ **أَصْحَابُ الْقُرْبَةِ** (یس ۱۳) بستی والے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی۔ **أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ** (واقعه ۸) یعنی جن کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ **وَأَمْنِي طَرْفِ الْوَالِي**۔ **أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ** (واقعه ۹) بائیں طرف والے۔ یعنی جن کے نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ **أَصْحَابِ الْقُبُورِ** (متحنہ ۱۳) یعنی قبروں والے۔ **أَصْحَابُ الْجَنَّةِ** (تلم ۱۷) یعنی بلخ والے۔ **أَصْحَابِ الْفِيلِ** (فیل ۱) ہاتھی والے یعنی ابرہہ اور اس کا تمام لشکر وغیرہ۔ اب بتاؤ کہ جہاں بھی اصحاب

کا لفظ آجائے اس سے حضور کے صحابہ ہی مراد ہوتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں یہ ایک جاہد چال ہے۔ لفظ اصحاب جس بھی چیز کی طرف مضاف ہوگا اسی کے مطابق اس کا ترجمہ کیا جائے گا۔ ان جہاں اصحاب النبی یا اصحاب الرسول وغیرہ الفاظ ہوں تو صرف وہاں حضور کے صحابہ مراد ہوں گے۔ اور مذکورہ بالا آیات میں ایسے کوئی لفظ موجود نہیں لہذا یہاں کسی بھی طرح اور کسی بھی صورت میں حضور کے صحابہ مراد نہیں لئے جاسکتے۔ **فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ**۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَاءْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ لَا يَأْتِي الْبُاطِلَ۔ **إِنِ اسْتَحْبَبْتُمْ الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْهُ**۔ **مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ** (توبہ ۲۳) یعنی اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں تو پھر تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا تو یہی لوگ ظالم ہوں گے۔ سے استنباط کیا جاسکتا ہے کہ جو کافروں اور منافقوں سے دوستی رکھے اللہ کے نزدیک وہ ظالم ہے۔ میں دعوت فکر دیتا ہوں ان جھٹکے ہوئے دوستوں کو جو معاذ اللہ صحابہ کرام یا ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی کسی بھی طرح شبہ رکھتے ہوں کہ اگر خدا نخواستہ وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ آپ نے سمجھا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا جناب علی المرتضیٰ نے ان کو تمام زندگی کیوں گلے لگائے رکھا۔ ان کو اپنی بارگاہ سے نکال کیوں نہیں دیا تھا۔ حالانکہ فرمان الہی **وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ** - (محمد ۳۰) یعنی۔ اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ضرور انہیں (منافقوں کو) ان کے بات کرنے کے طریقے ہی سے پہچان لو گے۔ کے تحت مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضور نے روز جمعہ ایک ایک کا نام لیکر فرمایا۔ **أَخْرَجَ يَادِلَانَ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ**۔ یعنی اے فلان اٹھ کر میری مسجد سے باہر نکل جا کیونکہ تو منافق ہے (خطبات محمدیہ المجدیث و فوائد سلفیہ وغیرہ) اس طرح اس دن آپ نے تقریباً ساڑھے تین سو

منافقوں کو اپنی مسجد شریف سے نکال دیا تھا۔ تو پھر آپ نے (معاذ اللہ) آخری دم تک باقی کئی منافقوں کو کیوں اپنا مقرب بنا لیا؟ کیا آپ کے ایسا کرنے سے آپ پر آیت بالا کے تحت کوئی الزام تو نہیں آتا؟ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صاف حکم مل چکا تھا۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ** (تحریم ۱، ۹، توبہ ۷۳) یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کافروں اور منافقوں سے جہاد فرمائیں اور ان پر سختی فرمائیں۔ لیکن کیا آپ نے کسی بھی اپنے صحابی سے یا حضرت علیؑ نے ان حضرات سے کبھی بھی ایسا رویہ اختیار فرمایا؟ اگر تو فرمایا تھا تو ثبوت دیکھا ہے اور اگر آپ نے ایسا کچھ نہیں کیا تو آخر کیوں؟ کیا اس طرح آپ پر حکم خداوندی کا انکار لازم نہیں آئے گا؟ جلدی نہ کریں۔ ایمان کا معاملہ ہے ذرا سوچ کر اور لعصب و ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر جواب دیں۔ انشاء اللہ آپ پر حق واضح ہو جائے گا۔

اسی طرح فرمان خداوندی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا وَاوِيَانَكُمْ غِلْظَةً** (توبہ ۱۲۳) یعنی اے ایمان والو لڑو تم ان سے جو تمہارے قریب کافر ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی محسوس کریں۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایمان والوں میں داخل ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں اور جیسا کہ واقعی ہیں تو پھر کیا حضور نے یا حضرت علیؑ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کے بارے میں کوئی ایسی کاروائی فرمائی تھی۔ جن کے متعلق آپ لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا ہیں؟ اور اگر نہیں فرمائی تو کیا آپ نے حکم خداوندی کا خلاف تو نہیں کیا؟ نیز ارشاد خداوندی ہے۔ **أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ..... أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا** (مجادلہ ۱۳) یعنی جو لوگ ایسے لوگوں سے دوستی رکھیں گے (یا درہے کہ رشتے لینے اور دینے

بھی "تولوا" کے تحت آتے ہیں) جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ذرا اس آیت کو بھی بار بار اور بغور پڑھیں اور اپنے ایمان کا فیصلہ فرمائیں نیز یہ آیت بھی تلاوت فرمائیں۔ **لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ** (مجادلہ ۲۲) یعنی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والی قوم کو تم اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے کبھی بھی دوستی رکھتے نہ دیکھو گے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ **أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيَسْتَهْزِئُ بِهَا فَلَا تَتَّخِذُوا مَعَهُمْ..... إِنَّكُمْ إِذْ مِثْلَهُمْ** (نساء ۱۳) یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار اور مذاق کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا بھی فلا کے نزدیک انہی جیسا ہوتا ہے۔ ایک اور مقام پر اس کے ساتھ فریاد یہ بھی فرمایا۔ **فَلَا تَتَّخِذُوا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** (انعام ۲۸) یعنی پتہ چل جانے کے بعد ظالموں کے پاس بھی نہ بیٹھا کرو۔ آگے فرمایا۔ **وَذُرُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا.....** (انعام ۷۰) اور چھوڑ دے ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور ہنسی بنا رکھا ہے۔ ایک مقام پر بعض لوگوں کی کافروں سے دوستی بیان فرماتے کے بعد فرمایا۔ **وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَرَأَوُا إِلَهِمْ مَا اتَّخَذُوا لَهُمْ دُونًا** (مائدہ ۸۱) یعنی اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی کتاب پر سچے دل سے ایمان لانے والے ہوتے تو کبھی بھی ان کافروں (مشرکوں اور منافقوں) کو اپنا دوست نہ بناتے۔ ایک مقام پر یہ اشارہ بھی ملتا ہے۔ **وَمَنْ يَتَّخِذْ مِمَّنْ كَفَرُوا دُوزَخًا مِمَّا تَنَزَّلَتْ آيَاتُ اللَّهِ فَآيَةٌ مِنْهُمُ** (مائدہ ۵۷) یعنی جو جس سے دوستی رکھے گا خدا کی بارگاہ میں وہ اسی جیسا سمجھا جائے گا۔ ایک مقام پر حکم ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ -

(ممتحنہ ۱۳۷) یعنی اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو کبھی بھی دوست نہ بناؤ۔ ایک مقام پر فرمایا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا قَوْمًا عَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ - (ممتحنہ ۱۳۷) یعنی اے ایمان والو جن پر اللہ کا غضب ہے ان سے دوستی نہ کرو۔ ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ اگر بد عقیدہ اور منافق لوگ مسجد بھی تعمیر کر لیں تو۔ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا (توبہ ۱۰۸) اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کی مسجد میں تشریف نہ لے جائیں۔ ان چند مندرجہ بالا آیات کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور پھر فیصلہ فرمائیں کہ جن خوش بختوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام زندگی ساتھ ساتھ لئے پھرے ان کے فضائل بیان فرماتے رہے ان سے رشتے لیتے رہے اور ان کو رشتے دیتے رہے ان سے رشتہ زوجیت استوار فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ بعض کو تو دنیا سے پرہیز فرما جانے کے بعد عالم بزم میں بھی اپنے قدموں سے دور نہیں ہونے دیا۔ ان کی بڑی بڑی مثلاً کتابت وحی تک کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ ان کے لئے دعائیں فرماتے رہے۔ کیا معاذ اللہ ان کے ایمان و یقین میں کچھ نقص تھا اور اگر معاذ اللہ کچھ ایسی بات تھی تو پھر مندرجہ بالا چند آیات مقدمہ کو سامنے رکھ کر اپنے ایمان کا فیصلہ کریں اور حضور کے بارے میں اپنے مفرغہ عقائد کے مطابق ذرا تصور تو کریں۔ استغفر اللہ۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر صحابہ کرام کی شان بڑے واضح انداز میں بیان فرما دی ہے۔ فرمایا۔ مُحَمَّدٌ شَرُّ سُلُوكٍ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشَدُّاءٌ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءٌ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ مَرَّكَتًا سَجِدًا يَتَلَعَّوْنَ قُضَاةً مِنَ اللَّهِ وَرَضُوا نَا سِيْمَاهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ -

ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي السُّرُورِ اٰمَنًا وَمَثَلُهُمْ فِي الْاَلْبَابِ كَنَزْعِ اٰخِرِ حَاجٍ شَطَطًا ۗ فَاذْرُوْهُ فَاسْتَعْلَظْ فَاَسْتَوَى عَلٰى سُوْقِهِ يُعْجِبُ السُّرَاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّخْفُوْرًا وَّ اٰخِرًا عَظِيْمًا - (فتح ۲۴) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برحق رسول ہیں۔ اور آپ کے صحابہ کرام کا فرد پر بڑے سخت ہیں۔ ایمان والوں کے ساتھ مہربانی کرنے والے ہیں۔ تو دیکھئے گا کہ حضور کے تمام صحابہ رکوع اور سجدے کرنے والے (نماز قائم رکھنے والے ہیں) وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا کے طالب ہیں اور ان کا خاص نشان خدا کے حضور بہت زیادہ سجدے کرنے کی وجہ سے ان کے چہرے کا نور ہوگا۔ (جو اس دنیا میں بھی ظاہر ہوگا اور قیامت کو بھی ان کے چہرے اور بالخصوص سجدوں کے نشان چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ تاباں ہوں گے) اور صحابہ کرام کی ان صفات حمیدہ کا ذکر تورات اور انجیل میں بھی موجود ہے۔ (اور مثال دین اسلام میں صحابہ کرام کی رض بروز کی ترقی کی ایسی ہے) جیسے ایک کھیتی ہو (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ) اس نے اپنا ایک بیٹا (کوئیل۔ سوئی۔ گلد) نکالا (پہلے ایک شخص ایمان لایا) پھر اس نے طالت دی اس کو پھر وہ موٹی ہو گئی۔ پھر وہ مضبوطی کے ساتھ اپنی جڑ پر سیدھی کھڑی ہو گئی (پھر وہ ہو گئی پھر تین حتیٰ کہ بالآخر تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار کا جم غفیر بن گیا اور شرق و غرب میں اللہ کا دین غالب ہو گیا۔ فلاح احمد) بہت پیاری گنتی ہے کسانوں کو (اسلام کی کھیتی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پیارے محبوب کے ان سچے خادموں اور عاشقوں کی مقدس جماعت کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے) اور کافران صحابہ کی اس پاکباز جماعت کو دیکھ کر جل جہنم جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

نے ان ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں (صحابہ کرام) سے بخشش اور بہت بڑے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس آیتہ جلیلہ کو بغور پڑھ لینے، سمجھ لینے اور اس پر یقین کر لینے کے بعد ماننے والے کے لئے صحابہ کرام کی عزت و عظمت، ان کی عبادت و نرسبت اور ان کی نجات و مغفرت کے متعلق اغلباً کسی اور حوالے یا ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اپنی بارگاہ میں اپنے صحابہ کرام کو حاضر کرنا اور صحبت کا شرف بخشے تھے تو یہ شخص ایک اتفاق یا رواداری کے تحت نہیں تھا بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکم بھی شامل تھا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ **ذَٰلَٰلَٰ تَنْظُرُوۡا الَّذِیۡنَ یَدْعُوۡنَ رَبَّهُمْ بِالنَّحۡدِ وَاِلَیَّ الْعِشۡیِیۡ سِرِّیۡنَ وَاذۡنَ وَاۡجۡہَہٗ**۔ (انعام ۵۲) یعنی اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ان پاکباز صحابہ کرام کو (کافروں کے تالیف قلوب کی غرض سے) اپنی بارگاہ سے دور فرماؤ۔ وہ تو صبح و شام محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ اور تقریباً اللہ کے ہر پیغمبر کو یہی حکم تھا کہ اپنے صحابہ کو اپنے حضور سے جدا کیا کرو۔ اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اس بات کا اظہار فرماتے ہوئے کافروں کو یہ جواب دیا تھا۔ **وَمَا اَنَاۡ بِطَارِدِ الَّذِیۡنَ یُنۡبِیۡنَ**۔ (شعرا ۱۱۳) یعنی اے کافروں میں تمہاری خوشی کی خاطر اپنے ان ایمان کے پتلے۔ صحابہ کو اپنی بارگاہ سے دور نہیں کروں گا۔

ایک مقام پر ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ **وَاصْبِرْ لِنَفْسِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدْعُوۡنَ رَبَّهُمْ بِالنَّحۡدِ وَاِلَیَّ سِرِّیۡنَ وَاذۡنَ وَاۡجۡہَہٗ**۔ (کہف ۲۲) یعنی اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ان خلوص و وفا کے پیکر صحابہ کرام کے

پاس جلوہ افروز ہوا کریں۔ وہ تو محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی چاہتے ہوئے صبح و شام اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ حضور کی بارگاہ کے فیض یافتہ صحابہ کرام تو ایسے شرف و مقام کے مالک ہیں اور **یُحِبُّکُمْ اللّٰہُ** کا مکمل و اکمل طور پر مصداق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے فرشتے ہر ہر وقت ان پر صلوة پڑھتے رہتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ **هُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمْ وَمَلَٰئِکَتُهٗ لَیۡخُرُّنَّ عَلَیۡکُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَیَّ النَّوۡسِ وَاَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیۡنَ مَرۡحِیۡمًا**۔ **تَحِیۡتُہُمْ یَوْمَ یَلْقَوۡنَہٗ سَلَامٌ وَاَعَدَّ لَہُمْ اٰخِرًا کَرِیۡمًا** (احزاب ۴۳-۴۴) اللہ تعالیٰ وہ رحیم و کریم ذات ہے جو اے محبوب کے صحابہ تم پر ہر وقت اپنی رحمت ہی برساتی رہتی ہے اور اللہ کے فرشتے بھی تمہارے لئے دعاے رحمت فرماتے رہتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں کفر و شرک اور معصیت و عدوان کے اندھیروں سے نکال کر نور اسلام اور نور ایمان سے منور رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر بڑا مہربان ہے۔ ملاقات کے دن ان کا تحفہ۔ سلام ہوگا۔ (نزع کے وقت، قبر میں، حشر میں، اور جنت میں اللہ کے فرشتے ان کے پاس حاضر ہی کے وقت انہیں اللہ کا سلام پہنچائیں گے) اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بڑا عزت والا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ ایک مقام پر صحابہ کرام کو **خَیۡرُ الْاُمَّۃِ** فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔ **کُنۡتُمْ خَیۡرُ اُمَّۃٍ اُخۡرِجۡتُمۡ بِلَدَیۡنَا**۔ (آل عمران ۱۲۲) یعنی تم بہتر ہوان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ (کنز الایمان ص ۹۳) نیز سورہ نمل کی آیت ۵۹ **سَلَامٌ عَلَیۡ عِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی** کے متعلق جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔ (نور العرفان ص ۵۵۲)

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے پیارے محبوب کے صحابہ کرام کو (بعد از انبیاء اپنے زمانے کی) بہترین مخلوق فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ **إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۗ جَزَاءُ هُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ ذَٰلِكَ لِمَنْ حَسِبَ رَبَّهُ ۗ (بینہ ص ۸، ۷)** یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ بہترین مخلوق ہیں (کیونکہ اس سے قبل مشرکین اور اہل کتاب کے ایمان نہ لانے کا بیان ہے لہذا ان کے مقابل جن ایمان والوں کا ذکر ہو رہا ہے وہ یقیناً اسی زمانے کے ایمان والے یعنی حضور کے صحابہ کرام ہی ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس "جنت عدن" (جنت کا ایک اعلیٰ درجہ) ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ (کی عنایت و عطا پر) راضی ہیں۔ یہ اس کے لئے ہے جو در تائب اپنے رب سے۔ ایک مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔ **يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۗ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا آتِنَا ذَٰلِكَ وَإِنَّا لَمُتَّقُونَ ۗ (تحریم ص ۸)** یعنی اللہ تعالیٰ روزِ محشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھ ایمان لانے والے (صحابہ کرام کو رسوا نہیں فرمائے گا۔ روزِ محشر ان کا نور ان کے آگے (اور پیچھے) ان کے دائیں (اور بائیں) ہر طرف (صوفتھاں ہوگا۔ اور وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب کریم ہمارا نور اور زیادہ فرما اور ہماری منفرت فرما۔ اے تقادر کریم بے شک تو ہر بات اور ہر شے پر قادر ہے۔

ایک مقام پر فرمایا۔ **وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ**

ذَٰلِكَ الشَّهَادَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ (صدید ص ۱۹) یعنی اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے (صحابہ کرام یہی درحقیقت سچے ہیں اور اپنے رب کے بارے میں سچی گواہی دینے والے ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا ثواب ہے اور انہیں اس ثواب کے بدلے میں اللہ کی بارگاہ سے نور عطا کیا جائے گا۔

(سج کل کے بعض جاہل اور ملحد قسم کے نعت گو شاعر خود بھی اللہ کے خوف سے بے خوف ہوتے ہیں۔ اور اپنے ملحدانہ کلام کے ذریعہ لوگوں کو بھی اللہ کے عذاب، عذابِ قبر، مشر و نشر اور پلطر اط و میز ان اور دوزخ سے محض کسی کا نام لینے پر اور شریعت کی اطاعت کے بغیر بلکہ انکار پر بھی۔ مکمل طور پر بے خوف کرنے کا نظریہ دیتے ہیں اور لوگ اس خوشی میں کہ انہوں نے شریعت سے ہماری جان چھڑا دی اور محض کسی کا نام لینے پر ہمیں آخرت کے فکر سے آزاد کر دیا ہے ان پر نوتوں کی بارش کر دیتے ہیں۔ انشاء اللہ کل قیامت کو ان کے یہ نوت ان کے لئے بچھو اور سانپ بن جائیں گے۔ اور بعض اس سے بھی چند قدم آگے بڑھتے ہیں اور جنت سے بھی بیزاری کا اظہار کر دیتے ہیں بلکہ جنت کا انکار کر دیتے ہیں۔ خدا را ان دولت کے بچار یوں ایمان کے ڈاکوؤں اور ان کے اتحاد و زندہ عقائد سے بچنے کی کوشش کیا کریں۔ اور ان کے دام فریب میں آکر اپنا ایمان برباد نہ کریں۔ اللہ کا قرآن تو یہی بتاتا ہے کہ جو اللہ کے عذاب سے بے خوف ہوا وہ سیدھا دوزخ میں گیا۔ نیز ذرا ہوش سے کام لیتے ہوئے جوش سے بچتے ہوئے سوچیں کہ جب جناب سیدنا ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم جمعین جو کہ صرف حضور کا ذکر ہی نہیں بلکہ دن رات حضور کا دیدار بھی کرنے والے تھے وہ شریعت سے آزاد اور عذابِ قبر و نشر اور پلطر اط و میز ان سے بے خوف نہ ہو سکے

اور انہوں نے کبھی جنت لاپرواہی کا ذکر نہ کیا بلکہ دن رات رور و کر اللہ کے
عذاب سے پناہ اور جنت کا سوال کیا کرتے تھے۔ بلکہ تعلیم امت کی خاطر
اس طرح کی تمام دعائیں خود حضور کا معمول تھیں تو آج کون ان پاک ہستیوں
سے بڑا عاشق رسول پیدا ہو گیا ہے جو عذاب الہی سے بے خوف ہو جائے
شریعت کو مولویا دکھلا دے کی باتیں کہے اور جنت سے بیزاری کا اظہار کرے۔
میں قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ایسا
شخص واقعی جنت میں نہیں جاسکتا۔ کیونکہ جنت حضور کی شریعت کی پیروی کرنے
والوں کے لئے ہے۔ شریعت محمدیہ سے انحراف اور انکار کرنے والوں کے
لئے نہیں۔ اور پھر اللہ ماشاء اللہ۔ انہیں حضور سے نہیں بلکہ آپ کے نوٹوں سے
عزت ہوتی ہے۔ اور اس کام کو انہوں نے بطور بزنس اپنایا ہوتا ہے۔ حضور کی
بارگاہ میں نذرانہ تو کیا پیش کرنا ہوتا ہے اکثر بے چارے یہ بھی نہیں جانتے ہوتے کہ وہ
کیا پڑھ رہے ہیں۔ اور اس کا معنی کیا ہے۔ یاد رکھو حضور کی نعت ضرور پڑھو۔ یہ
ایک بہترین عبادت ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ آپ کی نعت وہ پڑھے جو کہ آپ
کی شریعت پر بھی عمل کرنے والا ہو۔ اس میں کوئی کلام خلاف شریعت نہ ہو۔ کسی
غلمی گانے یا مرثیے کی طرز پر نہ ہو۔ ناز و نحر سے اور شوخیوں کو کر کے نعت نہ پڑھی
جائے بلکہ انتہائی ادب و احترام سے بلکہ شیخ محقق محدث عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ
تو فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو حضور کی بارگاہ میں حاضر تصور کرے۔ مختصراً یوں کہا
جاسکتا ہے کہ نعت شریف لوگوں کی بارگاہ میں نوٹ حاصل کرنے کے لئے نہیں
پڑھتی چاہیے۔ بلکہ حضور کی بارگاہ میں آپ کی رحمت اور اللہ کی رضا حاصل کرنے
کے لئے پڑھنی چاہیے۔ نہ پہلے پیشگیاں (سائیاں) لی جائیں اور نہ جا کر کوئی مطالبہ
کیا جائے (یہ مسئلہ سب کے لئے ہے چاہے کوئی مولوی ہو یا حافظ و قاری

ہو) ہاں اپنے شوق اور محبت سے وہ لوگ واپسی پر کچھ خدمت کریں تو اللہ کا
فضل سمجھ کر قبول کرنا چاہیے اپنے نفس کو بڑا اور متصوف بنانے کے لئے غرور
تکبر سے خدمت کے قبول کرنے سے انکار بھی نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اس سے
بڑا گناہ اور ذریعہ فساد ہے۔ اگر کوئی کچھ بھی خدمت ظاہری نہ کرے تو دل میں کوئی
مائل نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ تم نے ان کا کوئی کام نہیں کیا اللہ اور اللہ کے رسول کا
ذکر کیا ہے وہ ہی تمہیں اس کا اجر دے گا۔ ہاں البتہ جو شخص مستقل طور پر کہیں
ڈیوٹی دیتا ہے اس کے تمام جائز ضروریات کو پورا کرنا ان لوگوں کا حق ہوتا ہے لہذا وہ
اپنی گھریلو ضروریات کے مطابق ان سے کچھ وظیفہ مقرر بھی کرے تو بھی جائز ہے۔ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جناب سیدنا ابو بکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق،
جناب سیدنا عثمان ذوالنورین، جناب سیدنا علی المرتضیٰ، جناب سیدنا امام حسن اور
جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے گھروں کے تمام اخراجات پورے کرنے
کے لئے مسلمانوں کے اجتماعی فنڈ یعنی بیت المال سے ان کے وظیفے مقرر تھے۔ اور
سب حضرات وصول فرماتے تھے۔ اگر کوئی جاہل۔ علماء کے ان وظائف کو غلطاً جائز
اور حرام سمجھتا ہے اور کہتا ہے تو اسے ان ذوات مقدسہ کے متعلق بھی سوچنا پڑے گا
اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کا سچا اور پکا غلام بے دلم بنائے۔ آمین۔ انھما یا ربنا
آمین بجاہ سید المرسلین۔ والسلام علی من التبع الھدی۔

وما علینا الا البلاغ اللہم

قارئین کرام اس مختصر سے مضمون میں آپ نے ایک سو اکیس (۱۲۱) آیات
قرآنیہ کے حوالے اور روشنی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام
کی عزت و عظمت، ایمان و ایقان، طہارت و نزہت، عفت و عصمت، حضور
کی اطاعت و تابع فرمائی اور ان کا خلوص و تہمتیت ملاحظہ فرمائی۔ انشاء اللہ العزیز

آپ پر حق بالکل واضح ہو چکا ہوگا۔ اور آپ اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے کہ حضور کے تمام صحابہ کرام یقینی طور قطعی جنتی ہیں۔ ہمیں یہ اجازت اور منزلت حاصل نہیں کہ ہم ان ذوات مقدسہ کی چھان بین کریں یا ان کی غلطیاں نکالیں یا ان کی کسی بھی خطا پر اجتہادی کے سبب ان کے متعلق زبان طعن درآد کریں۔ کیونکہ خطائے اجتہادی گناہ نہیں بلکہ اس پر بارگاہ رب کریم سے ایک ثواب عطا ہوتا ہے (بخاری ص ۵۷۰ وغیرہ) اور اگر خدا نخواستہ ان سے کوئی غلطی ہو بھی گئی ہو تو جس ذات کریم کی بارگاہ میں غلطی کی گئی ہے اس نے اسی وقت ہی ان کے متعلق اپنی معافی بخشش اور فضل و کرم کا اپنے پاک قرآن میں اعلان فرما دیا۔ تو جس کی غلطی خدا معاف فرمادے کسی ایمان والے کو اس پر ناراض رہنے کا کیا حق ہے۔ یعنی اس کو اللہ نے تو معاف فرما دیا ہے لیکن یہ اب بھی اسے معاف کرنے کو (اس کو برے الفاظ سے یاد نہ کرنا) تیار نہیں۔ اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ اسے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی منظور نہیں ہے تو جو خدا سے ٹانگہ لگا کر بیٹھا ہو وہ حضور کے کسی صحابی کی شان کا انکار کر دے تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ نیز جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی پر احیاء ظاہری رضی اور خوش رہیں ان کو طرح طرح کے لغات و کلمات سے لواریں ان کے لئے دعائیں فرمائیں ان پر کرم پر کرم فرماتے ہی جائیں، شرف پر شرف بخشتے ہی جائیں تو کسی ایمان والے کو یہ کب زیب دیتا ہے کہ وہ کسی بھی مقبول بارگاہ مصطفوی سے ناراض رہے یا ان کی عزت و تعظیم و تکریم و تحسین نہ کرے۔ اور اگر فرض محال کوئی ناراض رہا ہی کرے تو اس سے ان ذوات مقدسہ کی شان میں تو کچھ فرق نہیں آئے گا البتہ اللہ اور اللہ کے رسول کا فیصلہ نہ ماننے کی وجہ سے اس کے دونوں جہان برباد ہو جائیں گے اور اگر کوئی شخص اہل بیت اطہار، بالخصوص جناب سیدنا علی المرتضیٰ، سیدنا فاطمہ الزہرا، سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ

عنہم جمیعین کی ذوات مقدسہ کا یہاں بنا کر حضور کے کسی بھی صحابی کی گستاخی کرے تو پہلے اسے نظر انصاف یہ دیکھنا اور سوچنا پڑے گا کہ ان ہی ذوات مقدسہ کا مذکورہ ہستی سے کیا تعلق تھا۔ اس سے یکے مراسم تھے۔ اس ہستی کے متعلق ان ذوات مقدسہ کے فرامین اور ریمارکس کیا ہیں۔ ان حضرات کا اس شخص سے کیا کیا رشتہ قرابت ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ کسی صحابی کا ان ذوات مقدسہ سے کبھی کوئی اختلاف پیدا ہو ہی گیا تو اس اختلاف کی نوعیت کیا تھی۔ اس اختلاف کے متعلق اللہ کا قرآن کیا ایشاہ دیتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق کیا فرمان ہے۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس اختلاف کے متعلق کیا وضاحت فرماتے ہیں۔ امامین کریمین جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کا اس صحابی کے ساتھ کیا تعلق رہا۔ نیز صحابہ کرام تابعین کرام، تبع تابعین عظام، آئمہ کرام، اکابرین اسلام، سلف صالحین، محدثین کرام، مفسرین کرام، مجتہدین اسلام اور آج کے بھی اکثر اہل اسلام حضرات کا ان کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ اولاً تو جو مسئلہ قرآن پاک سے بالقرین یعنی عبارت النص سے ثابت ہو جائے وہ کسی اور دلیل کا محتاج ہی نہیں رہتا۔ ہاں شاید فرامین مصطفوی بھی اسی نظریہ و عقیدہ کی تائید و تمہین فرما رہے ہوں تو وہ مسئلہ اور واضح ہو جاتا ہے۔ پھر تقریباً تمام امت محمدیہ (القلیل کا المعدم) کا عقیدہ اور ایمان بھی وہی ہو تو مسئلہ اور واضح ہو جاتا ہے کیونکہ ارشاد خداوندی وَ یَتَّبِعُ غَيْرَ مَسْبُورٍ اَلْمُؤْمِنِیْنَ ہ ساء ما آتتکم اللہ من عند اللہ حسن۔ یعنی جس بات کو اکثر ایمان والے اچھا سمجھیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک

الزومہم کلمۃ التقوی - حبیب الیکم الایمان - کرم الیکم
 الکفر والفسوق والعصیان - ہم الراشدون - ہم المبتقون -
 عفا اللہ عنہم - امتحن اللہ قلوبہم بالتقوی - اور مغز بارگاہ
 خدا و بارگاہ رسول و غیر ہم کی شان وائے خوش بختوں کا مرتبہ و مقام آپ اللہ اور اس
 کے رسول کی بارگاہ میں - اسلام اور قرآن میں کافی ملاحظہ فرما چکے ہیں - اب تالون
 خداوندی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اختصار کے ساتھ چند ایک احادیث مقدسہ
 سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کی شان اور مقام پر روشنی ڈالتے ہیں -

قبیرہ (۱) عَنْ النَّسِ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَخَذَكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ
 مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَهْلِيْنَ - (بخاری جلد ۱ ص ۷ وغیر) یعنی
 جناب حضرت انس بن مالک (اور کئی اور صحابہ بھی) بیان فرماتے ہیں کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - اس قادر و قدیر کی قسم جس کے قبضہ قدرت
 میں میری جان ہے تم میں سے اس وقت تک کوئی بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا
 جب تک کہ میں اس کو - اس کے ماں باپ (اس کی بیوی اور اس کے ماں - مسلم) اولاد
 اور تمام کائنات سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں -

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام نے حضور کی محبت کا حق ادا فرما دیا -
 اور صرف زبانی دعویوں سے نہیں بلکہ اپنے شب و روز کے افعال و کردار سے اپنے
 تور ہے اپنے غیروں پر بھی (حدیثیہ کے مقام پر دوران مذاکرات) اچھی طرح یہ بات
 واضح اور ثابت کر دی کہ پوری کائنات میں جیسی صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم سے محبت کر کے دکھائی ہے اس کی مثال نہ تو پہلے اور میں کہیں ملتی
 ہے اور نہ ہی بعد میں قیامت تک کوئی ان ہستیوں سے زیادہ عاشق رسول

ہو سکتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کی عقیدت و محبت کو ایسا
 شرف قبولیت عطا فرمایا کہ صاف صاف اعلان فرمایا کہ جو میرے صحابہ کی
 محبت والا ہے وہی میری محبت والا ہے اور جس کا میرے صحابہ کے ساتھ کوئی
 تعلق نہیں ہے اس کا میرے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں ہے - مثلاً ایک روایت
 کے الفاظ ہیں - اللَّهُ اللَّهُ فِي الصَّحَابِ لَا تَخْذُ وَهُمْ عَرْضًا مِنْ
 بَدِيٍّ فَهَنْ أَحَبَّهُمْ فَيُحِبُّنِي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَيُبْغِضُنِي
 أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ
 وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَ بِهِ (ترمذی ص ۲۴۶، مشکوٰۃ
 ص ۵۲۶، کتاب الشفاء ص ۲۶۶، الاصابہ ص ۱۷۱ وغیر) لوگو میرے صحابہ
 کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا - ان کو میرے کائنات سے پروردہ فرمانے
 کے بعد اپنے اعتراضات کا نشانہ نہ بنانا - پس جس نے میرے صحابہ سے محبت
 رکھی تو درحقیقت اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت رکھی -
 اور جس نے میرے صحابہ سے عداوت رکھی تو اس نے درحقیقت مجھ سے عداوت
 رکھ کر ہی ان سے عداوت رکھی - (کیونکہ اگر وہ سچے دل سے مجھ سے محبت
 رکھتا ہوتا تو میرے صحابہ سے وہ کیسے عداوت رکھ سکتا تھا) سن لو - جس
 نے میرے صحابہ کو ایذا دی (بلتھ سے یا زبان سے) پس درحقیقت اس نے
 مجھ کو ہی ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی (نا فرمانی
 کی اور غضب ناک کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی جلد ہی اللہ تعالیٰ اس
 کو پکڑے گا - صحابی کی تعریف امام بخاری ان الفاظ میں فرماتے ہیں -
 مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَرَّ بِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
 فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ - (مقدمہ بخاری - بخاری ص ۵۱۵) یعنی جس صاحب

ایمان نے ایک لمحہ کے لئے بھی حضور کی بارگاہ میں صحبت اختیار کی یا آپ کا دیدار کر لیا وہ آپ کا صحابی ہے۔"

اس حدیث شریف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے گستاخ، ان سے بغض و عناد رکھنے والے اور ان کو کسی طرح سے ایذا دینے والے کو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والا قرار دیا ہے اور اس کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔ **إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا** (اخراب ۷۷) یعنی بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ تعالیٰ نے ان (ذلیلوں) کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اس آیت اور حدیث کو ملا کر پڑھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کے گستاخ، ان سے بغض و عناد رکھنے والے اور ان کو کسی بھی طرح ایذا دینے والے پر دونوں جہانوں میں اللہ کی لعنت ہے اور وہ پکے جہنمی ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا۔ **وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** (توبہ ۶۱) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والوں کو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ **إِذَا سَأَلْتُمُ الَّذِينَ يَسْتَبُونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ شُرُكِكُمْ**۔ (ترمذی ۲۱ ص ۲۲۶، مشکوٰۃ ص ۵۴۶ وغیرہ) یعنی اے لوگو جب تم دیکھو کہ میرے صحابہ کو برا کہا جا رہا ہے تو تم بھی کہہ دیا کرو تمہارے اس گندے عقیدے پر (اُمّی لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ بِئَاءَ عَمَلِكُمْ) (ملعات شرح مشکوٰۃ) یعنی تمہارے اس برے فعل

کی وجہ سے تم پر اللہ کی لعنت ہو) اللہ کی لعنت ہو۔ ایک حدیث شریف میں ہے۔ **مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ**۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳۷ ص ۱۴۹) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے کسی صحابی کو کالی دسی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

ایک مقام پر گستاخ صحابہ پر غضب نبوی ان الفاظ پر مبنی ہوا۔ **لَا تَسْتَبُوا أَصْحَابِي فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَايِكَةُ وَالنَّاسُ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَوْفًا وَلَا عَدْلًا** (امّی فرضا ولا نفلہ) (تطہیر الجنان ص ۳)۔۔۔۔۔ **فَأَنَّهُ يُحِبُّ قَوْمِي** (بخاری ۲۶۶۰) اور نہ کوئی نفل۔ لوگو۔ اخیر زمانہ میں ایک قوم (فرقہ) ایسی ہوگی جو میرے صحابہ کو گالیان نکالے گی۔ تم ان کا جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا اور نہ ان سے نکاح کرنا اور نہ ان کے ساتھ بیٹھنا اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کو عیادت (بیمار پرسی) بھی نہ کرنا۔ اس حدیث شریف سے تو یوں معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے گستاخ کو اسلام اور ایمان ہی سے محروم قرار دے دیا ہے۔ کیونکہ ایمان والوں کے متعلق تو آپ کا یہ فرمان ہے۔ **حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ** (مسلم) عیادۃ المریض واتباع الجنائز۔۔۔۔۔ (بخاری مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۱۲۵) یعنی ہر مسلمان

کے دوسرے مسلمان پر چھپتی ہیں۔ ۱۔ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عبادت کے لئے جائے۔ ۲۔ اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے پر جائے۔
..... الخ۔ لیکن حدیث بالا میں صحابہ کرام کے گستاخوں کی تیمارداری کرنے اور ان کی نماز جنازہ پڑھنے بلکہ ان کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرنے سے بھی منع فرما دیا گیا ہے۔ نیز ان سے نکاح کرنے سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ بڑے سے بڑا گناہ گار مسلمان اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عبادت کرنے کی اجازت ہے اور ثواب ہے۔ اسی طرح ہر بڑے سے بڑے گناہ کار کلمہ گو کا جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔ نیز بڑے سے بڑا گناہ گار مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے گستاخوں کے لئے ان تمام باتوں سے منع فرما دیا ہے۔ حتیٰ کہ فرما دیا کہ ان کی کسی طرح کی کوئی بھی عبادت بارگاہ خداوندی میں منظور نہیں ہوگی۔

فاتقوا یا اولی الابصار والالباب۔

بعض لوگ جو اپنے بارے میں اپنے والدین اور عزیز و اقارب کے بارے میں قطعاً کسی نرمی کے عادی نہیں ہوتے وہ اپنی ایمانی کمزوری کے باعث اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں اکثر خاموشی، نرمی، درگزر اور رواداری کا درس دیا کرتے ہیں اور خود بھی اسی غیر ایمانی طریقے پر کار بند ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی کسی پر لعنت نہیں کرنی چاہیے۔ اس کے متعلق بخاری شریف کی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (حضور کی بارگاہ کے وہ مقرب صحابی جن کے پاس حضور کی لعین پاک۔ آپ کا تکیہ اور آپ کا وضو کا برتن رہتا تھا۔ بخاری ص ۵۳) غصلت۔ وضع اور عداوت میں حضور کے بہت مشایخ حضور کے خانہ اقدس میں اتنا زیادہ آنے جانے والے کہ لوگ انہیں اہل بیت کا فرد سمجھتے

تھے۔ (بخاری ص ۵۳۱) نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فلان شخص پر لعنت فرمائی ہے۔ پھر فرمایا۔ مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوا بِهِ. (بخاری ص ۸۷۷) مجھے کیا رکاوٹ ہے کہ میں اس شخص پر لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہو۔ اور یہ بات تو اللہ کے قرآن سے بھی ثابت ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔ اے ایمان والو۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیں (کوئی چیز یا کوئی حکم) تو تمہیں چاہیے کہ تم اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ احادیث بالا۔ اس حدیث اور ایک جلیل القدر صحابی کے استنباط قرآنی (دلالة النفس) کے مطابق یہ بات معلوم ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی صحابی کی گستاخی کرنے والا، انہیں برا بھلا کہنے والا شخص اللہ کی بارگاہ کا مفضوب و مقہور ہے۔ اس کے ایسے گندے اور خلافت قرآن و سنت عقیدے اور اس کی اس جسارت پر لعنت کرنی چاہیے بلکہ اس شخص پر بھی اللہ۔ اس کے رسول اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان عالی شان ہے۔ اَوْصِيكُمْ بِأَصْحَابِ نَبِيِّكُمْ لَا تَسُبُّوهُمْ. (الامالی طوسی ص ۲۱ جز ۱ ص ۱۳۶) اے لوگو۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کی عزت و تکریم کرتے رہنا اور آپ کے کسی بھی صحابی کو کبھی بھی برا بھلا نہ کہنا۔ علامہ ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔ مَنْ شَتَّهَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ أَوْ عُمَرَ أَوْ عُثْمَانَ أَوْ عَلِيًّا أَوْ مَعَاذِيَةَ أَوْ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ فَإِنَّ قَالًا كَالْوَأِ عَلَى صَلْبٍ وَكَفَرٍ قَتِيلٍ ذَكَرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ..... فَإِنَّ فِيهِ تَلْذِيْبًا لِلرَّسُولِ اللَّهُ

صلى الله عليه وسلم ذُبَّ بَيْعِ الْأَمَةِ وَهَذَا أَمْدُ هَبِّ مَالِكٍ وَإِنْ
 شَاءَ اللَّهُ بِهَا هُوَ مِنْ جِنْسٍ مُشَاتِمَةٍ النَّاسِ لِبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ
 ----- حُوتَيْبٌ نَكَالٌ شَدِيدٌ ۱۔ (نبراس۔ شرح۔ شرح عقائد ص ۵۵۰،
 کتاب الشفا ص ۴۰۰، نسیم الریاض ص ۴۰۰) یعنی امام مالک رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی
 چلے ابو بکر صدیق ہوں یا عمر فاروق، عثمان ذوالنورین ہوں یا علی المرتضیٰ، عمرو
 بن عاص ہوں یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کو گمراہ اور کافر کہا۔ اس کو قتل کر
 دیا جائے اور اس کا کوئی عذر یا تامل قبول نہ کی جائے۔ اور اگر گمراہ اور کافر تو
 نہیں کہتا لیکن ان کے متعلق بدزبانی کرتا ہے۔ گالیاں دیتا ہے۔ برا بھلا کہتا
 ہے تو پھر اس کو سخت ترین سزا دی جائے۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ مَنْ سَبَّنِي فَأَقْتُلُوهُ وَصَفَّ
 نَسَبَ أَصْحَابِي فَقَدْ كَفَرَ وَفِي خَيْرِ آخِرٍ وَصَفَّ نَسَبَ أَصْحَابِي فَأَجْلِدُوهُ
 (جامع الاضہار ص ۱۸۳) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 جو میرے متعلق بکواس کرے اس کو قتل کر دو اور جس نے میرے کسی بھی صحابی کے
 متعلق بکواس کی بے شک اس نے کفر کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو
 میرے کسی بھی صحابی کے متعلق بکواس کرے تو اس کو کوڑے مارو۔ (گستاخ صحابہ
 کے کفر اور تعزیر کافرق اور پولی روایت میں بیان کر دیا گیا ہے) احادیث کے
 باب میں ابن ماجہ ص ۱۵۰ کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی جا چکی ہے۔ وَفِي
 ذَوَاتِهِ ذِكْرٌ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ عُمْرَةَ هَذَا - فَلَمَّ قَامَ أَحَدٌ
 هُمْ سَاعَةٌ يَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَعْنِي جَنَابِ دِكْرٍ
 کی روایت کے الفاظ ہیں۔ حضور کی بارگاہ میں آپ کی ظاہری زندگی میں ایماندار

کا ایک گھڑی بیٹھنا (یا آپ کی زیارت کر لینا) تمہاری تمام عمر کی عبادت سے
 زیادہ بہتر اور افضل و اعلیٰ ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۸۳) کہ جناب عبداللہ بن عمر
 رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضور کے کسی بھی صحابی کو کبھی بھی گالی نہ دینا کیونکہ
 ان کا حضور کی بارگاہ میں ایک گھڑی کے لئے بھی حاضر ہو جانا اللہ کے نزدیک اتنا
 محبوب اور ان کے لئے اتنی شان کا باعث ہے کہ تمہارے تمام عمر کے اعمال مل
 کر بھی اس گھڑی (صحابی کی زندگی کا ایک لمحہ) کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (مصنف
 ابن ابی شیبہ ص ۱۲ ص ۱۷۸)

ایک حدیث قدسی اس طرح ہے۔ قَالَ مَا سَأَلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَاسْتَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنَّهُ بِالْخَرْبِ -
 (بخاری ص ۹۹۳ وغیرو) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان
 فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت رکھے
 گا پس بے شک (اپنے ولی کی طرف سے) میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا
 ہوں۔ تادمین کرام۔ آپ خود فرمائیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی عام ولی سے
 دشمنی اور بغض رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ جنگ کا اعلان فرما رہے ہیں جبکہ
 بعد از انبیاء پوری کائنات کے غیر صحابہ لوگوں کے مقامات و مراتب کو جمع کر
 لیا جائے۔ ان کی پوری زندگی کی عبادت کو جمع کر لیا جائے تو وہ صحابی کی پوری
 زندگی میں سے اس ایک لمحہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی جبکہ وہ ایمان کی حالت میں حضور
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر خدمت تھا۔ اور آپ کے رخ و القحطی
 کے انوار و تجلیات کی بہاریں لوٹ رہا تھا۔ اصحاب رسول تو اللہ کی بارگاہ
 کے وہ افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ولی ہیں جن کے گھوڑوں کی بلکہ ان کے قدموں
 سے اڑنے والی مٹی کی بھی اللہ تعالیٰ قسم اٹھاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا
فَأَشْرَقَ بِهِ نَجْدًا (عاویات ۳-۲-۱) صحابہ کرام تو اللہ کی بارگاہ کے
وہ مقرب بندے ہیں جن کی اطاعت اور غلامی کو سچے دل سے حرزِ جان بنا
لینے والا بھی اللہ کا سچا ولی بن جاتا ہے اور اسے اللہ کی رضا حاصل ہوجاتی ہے
اور وہ جنت کا وارث بنا دیا جاتا ہے اور اسے دونوں جہانوں کی کامیابیاں
حاصل ہوجاتی ہیں۔ (۹/۱۰۰) یعنی حضور کے صحابہ صرف ولی ہی نہیں بلکہ "ولی مکرّم"
ہیں۔ ان کی ولایت میں کیا شک ہو سکتا ہے جن کی اتباع و اطاعت کی توفیق
حاصل کرنے کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کرنے کا حکم خود خداوندِ مہربان فرما رہا ہے
(ہلا) جن کے ایمان کی تقاضیت کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ (۳۴/۱)
جن کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے کسوٹی قرار دیا۔ (الغرض آیات قرآنیہ والا پچھلا
باب پڑھ لیں اور حضور کے صحابہ کا بارگاہِ خداوندی میں مرتبہ و مقام ملاحظہ فرمائیں اور
پھر اندازہ کریں کہ ان کا ولایت میں کتنا اعلیٰ و ارفع درجہ ہے۔ جب ایک عام ولی
اللہ سے عداوت رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ اتنا ناراض ہے کہ اس کو جنگ
کے لئے حکم فرما رہا ہے تو جو شخص فصلِ اسلام کے ان پہلے پھولوں اور پھولوں
جن سے دنیا میں اسلام پر بہار آئی اور اس بہارِ اسلام اور اس فصلِ اسلامی
کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم بلکہ تورات و انجیل میں بھی نہایت فخر سے فرما
دیا ہے۔ (۳۶/۱۱) معتبر و معتمد شیعہ مفسر علامہ طبرسی کو بھی اقرار ہے کہ اس آیتِ جلیلہ میں
حضور کے صحابہ کرام ہی کی مثال بیان فرمائی گئی ہے۔ لکھتے ہیں۔ هَذَا أَصْحَابُ
صُورِبَةُ اللَّهِ تَعَالَى يَمْحُودُونَ وَأَصْحَابِهِ فَالزُّرْعُ مُحَمَّدٌ وَ
الشَّطَاءُ أَصْحَابُهُ..... الخ (تفسیر مجمع البیان ج ۹ ص ۱۲۸) جن کو اللہ
تعالیٰ نے خیر البریہ فرمایا ہے۔ (۹۸/۷) ان سے دشمنی رکھے۔ ان سے بغض و

عناد رکھے۔ ان کے خلاف بکواس کرے۔ ان پر تبرا بازی کرے۔ ان پر سب و
شتم کرے۔ ان کو گالیاں دے۔ وہ کب اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکتا
ہے۔ اس کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ ہر جہ اولیٰ جنگ فرمانے کو تیار ہوگا۔ اب
آپ خود فیصلہ کر لیں جس میں تو اتنی ہمت اور طاقت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ
سے جنگ کر سکتا ہے وہ تو شوق سے ان مقتداء و پیشوایان اولیاء کی توہین
کرے۔ ان کی گستاخیاں کرے۔ ان کے متعلق خبیثی چاہے بکواس کرے۔
آخر اللہ تعالیٰ قادر و قدير ہے، عزیز و جبار ہے، منتقم و عادل ہے، محیط و قہار
ہے۔ مالکِ یوم الدین ہے۔ جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ غالب و مقتدر کون
ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے لڑائی مول نہیں لینا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ کے غضب
کا نشانہ نہیں بننا چاہتا اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرے۔
اور تمام اللہ کے پیاروں کی محبت و عقیدت اور ان کی اطاعت و اتباع کو اپنا
شعار بنا لے تاکہ فرامینِ خداوندی صَوَاطِ الْأَذْيَانِ انْفَعَمْتَ عَلَيْهِمْ (ہلا)
وَأَسْبَغَ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ۔ (۳۱/۵) وغیرو پر عمل ہو سکے۔ مذہب
مہذب، مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ النَّوَاجِبُ
حَسَنُ النَّظَرِ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِعْتِقَادُ
تَبْرَاءَةٍ تَبَهُمْ عَنْ مَخَالِفَةِ الْحَقِّ فَإِنَّهُمْ أُسْوَةٌ لَأَهْلِ الدِّينِ وَمَذَاهِبُ
مُخْرِفَةُ الْحَقِّ وَالْيَقِينِ۔ (حاشیہ ص ۱۰۹ شرح عقائد نسفی ص ۱۰۹) یعنی
ہر ایمان والے پر لازم ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام
صحابہ کرام کے متعلق اچھا عقیدہ رکھے اور انہیں حق کی مخالفت سے بالکل پاک
اور مبرا سمجھے کیونکہ وہ تو دینِ اسلام کے قیامت تک ماننے والوں کے لئے
ایک نمونہ ہیں۔ اور حق و یقین کی معرفت کا دار و مدار ان ہی ذراتِ مقدسہ پر ہے۔

نیر۔ وَنِيكُفْتُ عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ (شرح عقائد نسفی ص ۱۱۶)
یعنی اہل سنت و جماعت کی علم کلام کی معتبر معتقد دینی کتاب میں ہے حضور
کے کسی بھی صحابی کا ذکر جب بھی کیا جائے تو بھلائی کے ساتھ ہی کیا جائے۔
آپ کے کسی بھی صحابی کا کبھی بھی برائی کے ساتھ ذکر نہ کیا جائے۔ ایک حدیث
شریف کے الفاظ ہیں۔ من حفظنی فی اصحابی وہم علی الحدیث و
من لم یحفظنی فی اصحابی لم یرنی فی یوم القیامۃ الا من بعد۔
(تظہیر الجنان ص ۵) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
جو میرے صحابہ کرام کے بارہ میں میری نسبت کی حفاظت کرے گا (یعنی برا نہیں کہے گا)
وہ میرے حوض سے آب گوشر پلایا جائے گا۔ اور جس نے میرے صحابہ کے بارہ
میں مجھے محفوظ نہ رکھا وہ قیامت کو مجھے دور سے بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

نیز منقول ہے۔ اِنَّهُ یَجِبُ تَعْظِیْمُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَانْكَفُتُ
عَنِ الْقَدْحِ فِیْهِمْ لِاَنَّ اللّٰهَ لَبَالِی عَظَمَتَهُمْ وَاَشْنٰی عَلَیْهِمْ فِیْ غَیْرِ مَوْضِعٍ
مِّنْ کِتَابِہِ لَقَوْلِہِ وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ..... (۱/۱۰۰) وَقَوْلِہُ یَوْمَ لَا

عن سعید بن زید بن عمرو بن نعین قال والله لمشهد شهيد لا رجل يقبر
وجهه مع رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل من عمل احدكم ولو
عمرو عمر نوح عليه السلام. (مسند امام احمد ص ۱۸۷) جناب سعید بن زید
علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت و خدمت میں
جس صحابی کا بھی چہرہ عیار آلود ہوا (یعنی آپ کی خدمت کوئی موقع ملا) تو بعد کا کوئی شخص چاہے
اس کی عمر حضرت نوح علیہ السلام جتنی ہو (تقریباً ایک ہزار سال) صحابی کی خدمت نبوی میں
گزری ایک گھڑی کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ۔

يُنزِي اللهُ الْبَيْتَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ. الخ (۱/۱۰۰) وَقَوْلِہِ وَالَّذِينَ
مَعَهُ... الخ (۱/۱۰۰) وَقَوْلِہِ لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ... الخ
(۱/۱۰۰) اِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ الدَّلَالَةِ عَلَى عَظَمَتِهِمْ وَ
كِرَامَتِهِمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الرَّسُولِ قَدْ أَحَبَّهُمْ رُوِيَ
عَلَيْهِمْ فِي أَحَادِيثٍ كَثِيرَةٍ (شرح مواقف الواعظ ص ۲۵) یعنی

تمام ایمان والوں پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام
کی عزت و تعظیم کرنا لازم ہے اور اسی طرح کسی بھی صحابی پر کسی طرح کا کوئی
اوصاف نہیں کرتا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں کئی
مقامات پر ان کی عظمت اور بزرگی بیان فرمائی ہے اور کئی مقامات پر ان
کی تعریف فرمائی ہے مثلاً فرمان خداوندی ہے۔ وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ
مِنَ الْمُتَّحِقِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا... الخ نیز ارشاد خداوندی ہے۔ يَوْمَ
لَا يُخْزِي اللهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا... الخ اسی طرح ارشاد ربانی
ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ... الخ نیز ارشاد باری تعالیٰ
ہے لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يَبَايَعُوْكَ... الخ اسی طرح
بہت سی آیات مقدسہ صحابہ کرام کی عزت و عظمت اور اللہ اور اللہ کے
رسول کی بارگاہ میں انکی قدر و منزلت پر دلالت کرتی ہیں۔ بیشک آپ
صحابہ کرام سے محبت فرماتے تھے اور بہت سی احادیث مقدسہ میں ان
کی تعریف کی گئی ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے اِذَا ذَكَرَ اصْحَابِي فَاَسْكُوا۔ رجال
سندہ رجال صحیح (تظہیر الجنان ص ۳) مستدرک ۳ یعنی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب صحابہ کا ذکر کرو تو انکی توہین سے

زبان کو روکے رکھو۔

ایک حدیث میں ہے۔ قَالَ إِذَا أَهْتَبَ اللَّهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيَحْبِبُهُ جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبُوهُ فَيَحْبِبُهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوَضَّعُ لَهُ الْقَبُورُ فِي الْأَرْضِ بِنِجَارِي ۴۵۶
۸۹۴ ترمذی ۲۷۵۵ وغیرہ۔

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل کو حکم دیا جاتا ہے کہ فلاں بندے سے میں محبت فرماتا ہوں تو بھی اُس سے محبت رکھو۔ چنانچہ فریاد خداوندی کے مطابق جبریل بھی اُس آدمی سے محبت کرنے لگتا ہے پھر جبریل آسمانوں میں اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت فرماتا ہے لہذا تم سب بھی اس اللہ کے پیارے سے محبت رکھو۔

چنانچہ تمام آسمانوں والے اُس اللہ کے مقبول بندے سے محبت کرتے لگتے ہیں پھر دنیا کے تمام اچھے لوگ بھی اُس مقبول بارگاہ الہی سے محبت کرنے لگتے ہیں

داس طرح اللہ کا وہ مقبول بندہ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کا محبوب بن جاتا ہے۔ اللہ اکبر۔ جب اللہ تعالیٰ خود اس کی محبت کا حکم فرما رہا ہے تو پھر اس کے دشمن سے اللہ تعالیٰ کیوں اعلان جنگ نہیں فرمائے گا۔ ثابت ہو گیا کہ جو ان مقبولانِ بارگاہِ الہی کی محبت و عقیدت نہیں رکھتا وہ حکیم الہی کا انکار کر رہا ہے اور اس معاملہ کو معمولی نہ سمجھا جائے بعض

لوگ اس مسئلہ میں بڑے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور اکثر سادہ لوح اور جاہل عوام کو بھی اس پر فریب دھوکے میں دھکیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو مان لیا تو اب کسی اور کو ماننے کی کیا ضرورت ہے اور بیچارے عقل و دانش اور علم و حکمت سے کورے یہ حضرات ان اللہ والوں کی عزت و عظمت کے انکار کو "توحید" کا خوبصورت نام دیتے ہیں اور صفات صفات کہتے ہیں "اللہ کو مانو۔ اس کے سوا کسی کو نہ مانو" (تلقویت الایمان) از مولوی اسماعیل دہلوی۔

یعنی انبیاء و رسل، حور و علمائے ملائکہ و جنات، عرش و مقام محمود، لوح و قلم، پلہ صراط و میزان، جنت و دوزخ، قبر و حشر و نشر، ماں باپ اپیر استاد غرضیکہ ہر چیز کا انکار کر دو۔ (احول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)۔

بھلے مانوس ہر ایک کو درجہ بدرجہ مانتا ہی اسلام ہے درتہ بہ اسلام نہیں الحاد و زندقہ بن جائے گا۔ یوں کہا کرو۔ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہی کرو اور تعظیم ہر اللہ والے کی درجہ بدرجہ کرو یہی روتِ سلام ہے۔ یہی منشا ہے قرآن ہے۔ یہی رضائے رُحمن ہے۔ اس بات کو میں قرآن پاک کی ایک مثال سے واضح کرتا ہوں انشاء اللہ اس کے بعد حق بخیر کر سامنے آجائے گا اور کسی بھی ذی شعور کو انکار کی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ۔ بشمول ابلیس۔ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ اُس وقت سجدہ تعظیمی غیر اللہ کو جائز تھا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی سجدہ تعظیمی کیا گیا (۱۱۱) اب شریعتِ مصطفویٰ میں غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی بھی ناجائز اور حرام ہے۔ تو تمام ملائکہ نے اللہ کے

پیارے پیغمبر جناب سیدنا آدم علی نبیہا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سجدہ تعظیمی کر دیا۔ مگر ابلیس اٹک کر کھڑا رہا۔ (۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴) اور اللہ تعالیٰ کی کروڑوں سال بے ریا عبادت کرنے والے کوئی شرک نہ کرنے والے ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ تعظیمی نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی (۴۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا بخت نرتے پیارے آدم کو سجدہ کیوں نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم بھی فرمایا تھا (۴۶) چنانچہ اس عزرائیل (اللہ تعالیٰ کا عزت والا بندہ بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ازلی بد بخت شیطان پہلے فرشتوں کا استناد تھا (مدارج النبوت) ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا (۴۷) قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا قَاتِلًا رَجِيمًا قَرَأَتْ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی يَوْمِ الدِّينِ (۴۸) تیز باختلاف الفاظ (۴۹) وغیرہ۔ شاید آپ سوچیں گے کہ کروڑوں سال بے ریا عبادت کرنے والے کو ذلیل و خوار کر کے۔ لعنت کا طوق اُسکے گلے میں ڈال کر اُسے جنت سے نکال دیا اور یہ بھی فرما دیا کہ تیرے طریقے پر چلنے والوں کو ضرور بالضرور تیرے ساتھ ہی جہنم میں ڈال دوں گا۔ (۵۰/۳۸) اب قابل غور یہ بات ہے کہ تخلیق آدم کے وقت شیطان نے جناب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے حکم بھی فرمایا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی کروڑوں برس کی عبادت اُس کے متہ پر ماری (منافع کردی) اور لعنت کا طوق اُس کے گلے میں ڈال کر دھتکار تے ہوئے اُسے جنت سے ہی نہیں بلکہ آسمانوں سے بھی نکال دیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا جبریل توحید کا ماننے والا تھا یا نہیں۔ کیا

میکائیل، عزرائیل، اسرافیل اور باقی تمام فرشتے، توحید کو صحیح طور پر مانتے ہیں یا نہیں۔ یقینی بات ہے کہ جبریل اور دیگر تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کو اللہ کے رسول اور اس کے تمام احکام کو مانتے ہیں اور انہوں نے کبھی شرک نہیں کیا۔ وہ پکے مؤحد (توحیدی) ہیں۔

لہذا عبادت تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کرتے ہیں لیکن تعظیم اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اللہ والوں کی بھی کرتے ہیں اب یہ بات ثابت ہو گئی کہ توحید دو طرح کی ہے۔ ایک جبریل اور تمام فرشتوں والی اور دوسری شیطان کی شیطان کی توحید یہ ہے کہ۔ اللہ کو مانو اس کے علاوہ کسی کو نہ مانو اب آپ خود فیصلہ فرمائیں۔

اخر آپ انسان ہیں۔ ذی شعور ہیں۔ اپنا اچھا بُرا سمجھتے ہیں۔ آپ کو کونسی توحید چاہیئے۔ جبریل والی یا شیطان ابلیس والی۔ فیصلہ کرنے سے پہلے اتنا سوچ لیں کہ جس کی دنیا میں پیروی کرو گے۔ جس سے دنیا میں محبت رکھو گے میدان محشر میں تمہارا مسمیٰ کے ساتھ حشر کیا جائے گا (بخاری ص ۵۲ ص ۹۱ ص ۱۰۱ ص ۱۰۲ ص ۱۰۳ ص ۱۰۴ ص ۱۰۵ ص ۱۰۶ ص ۱۰۷ ص ۱۰۸ ص ۱۰۹ ص ۱۱۰ ص ۱۱۱ ص ۱۱۲ ص ۱۱۳ ص ۱۱۴ ص ۱۱۵ ص ۱۱۶ ص ۱۱۷ ص ۱۱۸ ص ۱۱۹ ص ۱۲۰ ص ۱۲۱ ص ۱۲۲ ص ۱۲۳ ص ۱۲۴ ص ۱۲۵ ص ۱۲۶ ص ۱۲۷ ص ۱۲۸ ص ۱۲۹ ص ۱۳۰ ص ۱۳۱ ص ۱۳۲ ص ۱۳۳ ص ۱۳۴ ص ۱۳۵ ص ۱۳۶ ص ۱۳۷ ص ۱۳۸ ص ۱۳۹ ص ۱۴۰ ص ۱۴۱ ص ۱۴۲ ص ۱۴۳ ص ۱۴۴ ص ۱۴۵ ص ۱۴۶ ص ۱۴۷ ص ۱۴۸ ص ۱۴۹ ص ۱۵۰ ص ۱۵۱ ص ۱۵۲ ص ۱۵۳ ص ۱۵۴ ص ۱۵۵ ص ۱۵۶ ص ۱۵۷ ص ۱۵۸ ص ۱۵۹ ص ۱۶۰ ص ۱۶۱ ص ۱۶۲ ص ۱۶۳ ص ۱۶۴ ص ۱۶۵ ص ۱۶۶ ص ۱۶۷ ص ۱۶۸ ص ۱۶۹ ص ۱۷۰ ص ۱۷۱ ص ۱۷۲ ص ۱۷۳ ص ۱۷۴ ص ۱۷۵ ص ۱۷۶ ص ۱۷۷ ص ۱۷۸ ص ۱۷۹ ص ۱۸۰ ص ۱۸۱ ص ۱۸۲ ص ۱۸۳ ص ۱۸۴ ص ۱۸۵ ص ۱۸۶ ص ۱۸۷ ص ۱۸۸ ص ۱۸۹ ص ۱۹۰ ص ۱۹۱ ص ۱۹۲ ص ۱۹۳ ص ۱۹۴ ص ۱۹۵ ص ۱۹۶ ص ۱۹۷ ص ۱۹۸ ص ۱۹۹ ص ۲۰۰ ص ۲۰۱ ص ۲۰۲ ص ۲۰۳ ص ۲۰۴ ص ۲۰۵ ص ۲۰۶ ص ۲۰۷ ص ۲۰۸ ص ۲۰۹ ص ۲۱۰ ص ۲۱۱ ص ۲۱۲ ص ۲۱۳ ص ۲۱۴ ص ۲۱۵ ص ۲۱۶ ص ۲۱۷ ص ۲۱۸ ص ۲۱۹ ص ۲۲۰ ص ۲۲۱ ص ۲۲۲ ص ۲۲۳ ص ۲۲۴ ص ۲۲۵ ص ۲۲۶ ص ۲۲۷ ص ۲۲۸ ص ۲۲۹ ص ۲۳۰ ص ۲۳۱ ص ۲۳۲ ص ۲۳۳ ص ۲۳۴ ص ۲۳۵ ص ۲۳۶ ص ۲۳۷ ص ۲۳۸ ص ۲۳۹ ص ۲۴۰ ص ۲۴۱ ص ۲۴۲ ص ۲۴۳ ص ۲۴۴ ص ۲۴۵ ص ۲۴۶ ص ۲۴۷ ص ۲۴۸ ص ۲۴۹ ص ۲۵۰ ص ۲۵۱ ص ۲۵۲ ص ۲۵۳ ص ۲۵۴ ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ ص ۲۵۷ ص ۲۵۸ ص ۲۵۹ ص ۲۶۰ ص ۲۶۱ ص ۲۶۲ ص ۲۶۳ ص ۲۶۴ ص ۲۶۵ ص ۲۶۶ ص ۲۶۷ ص ۲۶۸ ص ۲۶۹ ص ۲۷۰ ص ۲۷۱ ص ۲۷۲ ص ۲۷۳ ص ۲۷۴ ص ۲۷۵ ص ۲۷۶ ص ۲۷۷ ص ۲۷۸ ص ۲۷۹ ص ۲۸۰ ص ۲۸۱ ص ۲۸۲ ص ۲۸۳ ص ۲۸۴ ص ۲۸۵ ص ۲۸۶ ص ۲۸۷ ص ۲۸۸ ص ۲۸۹ ص ۲۹۰ ص ۲۹۱ ص ۲۹۲ ص ۲۹۳ ص ۲۹۴ ص ۲۹۵ ص ۲۹۶ ص ۲۹۷ ص ۲۹۸ ص ۲۹۹ ص ۳۰۰ ص ۳۰۱ ص ۳۰۲ ص ۳۰۳ ص ۳۰۴ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶ ص ۳۰۷ ص ۳۰۸ ص ۳۰۹ ص ۳۱۰ ص ۳۱۱ ص ۳۱۲ ص ۳۱۳ ص ۳۱۴ ص ۳۱۵ ص ۳۱۶ ص ۳۱۷ ص ۳۱۸ ص ۳۱۹ ص ۳۲۰ ص ۳۲۱ ص ۳۲۲ ص ۳۲۳ ص ۳۲۴ ص ۳۲۵ ص ۳۲۶ ص ۳۲۷ ص ۳۲۸ ص ۳۲۹ ص ۳۳۰ ص ۳۳۱ ص ۳۳۲ ص ۳۳۳ ص ۳۳۴ ص ۳۳۵ ص ۳۳۶ ص ۳۳۷ ص ۳۳۸ ص ۳۳۹ ص ۳۴۰ ص ۳۴۱ ص ۳۴۲ ص ۳۴۳ ص ۳۴۴ ص ۳۴۵ ص ۳۴۶ ص ۳۴۷ ص ۳۴۸ ص ۳۴۹ ص ۳۵۰ ص ۳۵۱ ص ۳۵۲ ص ۳۵۳ ص ۳۵۴ ص ۳۵۵ ص ۳۵۶ ص ۳۵۷ ص ۳۵۸ ص ۳۵۹ ص ۳۶۰ ص ۳۶۱ ص ۳۶۲ ص ۳۶۳ ص ۳۶۴ ص ۳۶۵ ص ۳۶۶ ص ۳۶۷ ص ۳۶۸ ص ۳۶۹ ص ۳۷۰ ص ۳۷۱ ص ۳۷۲ ص ۳۷۳ ص ۳۷۴ ص ۳۷۵ ص ۳۷۶ ص ۳۷۷ ص ۳۷۸ ص ۳۷۹ ص ۳۸۰ ص ۳۸۱ ص ۳۸۲ ص ۳۸۳ ص ۳۸۴ ص ۳۸۵ ص ۳۸۶ ص ۳۸۷ ص ۳۸۸ ص ۳۸۹ ص ۳۹۰ ص ۳۹۱ ص ۳۹۲ ص ۳۹۳ ص ۳۹۴ ص ۳۹۵ ص ۳۹۶ ص ۳۹۷ ص ۳۹۸ ص ۳۹۹ ص ۴۰۰ ص ۴۰۱ ص ۴۰۲ ص ۴۰۳ ص ۴۰۴ ص ۴۰۵ ص ۴۰۶ ص ۴۰۷ ص ۴۰۸ ص ۴۰۹ ص ۴۱۰ ص ۴۱۱ ص ۴۱۲ ص ۴۱۳ ص ۴۱۴ ص ۴۱۵ ص ۴۱۶ ص ۴۱۷ ص ۴۱۸ ص ۴۱۹ ص ۴۲۰ ص ۴۲۱ ص ۴۲۲ ص ۴۲۳ ص ۴۲۴ ص ۴۲۵ ص ۴۲۶ ص ۴۲۷ ص ۴۲۸ ص ۴۲۹ ص ۴۳۰ ص ۴۳۱ ص ۴۳۲ ص ۴۳۳ ص ۴۳۴ ص ۴۳۵ ص ۴۳۶ ص ۴۳۷ ص ۴۳۸ ص ۴۳۹ ص ۴۴۰ ص ۴۴۱ ص ۴۴۲ ص ۴۴۳ ص ۴۴۴ ص ۴۴۵ ص ۴۴۶ ص ۴۴۷ ص ۴۴۸ ص ۴۴۹ ص ۴۵۰ ص ۴۵۱ ص ۴۵۲ ص ۴۵۳ ص ۴۵۴ ص ۴۵۵ ص ۴۵۶ ص ۴۵۷ ص ۴۵۸ ص ۴۵۹ ص ۴۶۰ ص ۴۶۱ ص ۴۶۲ ص ۴۶۳ ص ۴۶۴ ص ۴۶۵ ص ۴۶۶ ص ۴۶۷ ص ۴۶۸ ص ۴۶۹ ص ۴۷۰ ص ۴۷۱ ص ۴۷۲ ص ۴۷۳ ص ۴۷۴ ص ۴۷۵ ص ۴۷۶ ص ۴۷۷ ص ۴۷۸ ص ۴۷۹ ص ۴۸۰ ص ۴۸۱ ص ۴۸۲ ص ۴۸۳ ص ۴۸۴ ص ۴۸۵ ص ۴۸۶ ص ۴۸۷ ص ۴۸۸ ص ۴۸۹ ص ۴۹۰ ص ۴۹۱ ص ۴۹۲ ص ۴۹۳ ص ۴۹۴ ص ۴۹۵ ص ۴۹۶ ص ۴۹۷ ص ۴۹۸ ص ۴۹۹ ص ۵۰۰ ص ۵۰۱ ص ۵۰۲ ص ۵۰۳ ص ۵۰۴ ص ۵۰۵ ص ۵۰۶ ص ۵۰۷ ص ۵۰۸ ص ۵۰۹ ص ۵۱۰ ص ۵۱۱ ص ۵۱۲ ص ۵۱۳ ص ۵۱۴ ص ۵۱۵ ص ۵۱۶ ص ۵۱۷ ص ۵۱۸ ص ۵۱۹ ص ۵۲۰ ص ۵۲۱ ص ۵۲۲ ص ۵۲۳ ص ۵۲۴ ص ۵۲۵ ص ۵۲۶ ص ۵۲۷ ص ۵۲۸ ص ۵۲۹ ص ۵۳۰ ص ۵۳۱ ص ۵۳۲ ص ۵۳۳ ص ۵۳۴ ص ۵۳۵ ص ۵۳۶ ص ۵۳۷ ص ۵۳۸ ص ۵۳۹ ص ۵۴۰ ص ۵۴۱ ص ۵۴۲ ص ۵۴۳ ص ۵۴۴ ص ۵۴۵ ص ۵۴۶ ص ۵۴۷ ص ۵۴۸ ص ۵۴۹ ص ۵۵۰ ص ۵۵۱ ص ۵۵۲ ص ۵۵۳ ص ۵۵۴ ص ۵۵۵ ص ۵۵۶ ص ۵۵۷ ص ۵۵۸ ص ۵۵۹ ص ۵۶۰ ص ۵۶۱ ص ۵۶۲ ص ۵۶۳ ص ۵۶۴ ص ۵۶۵ ص ۵۶۶ ص ۵۶۷ ص ۵۶۸ ص ۵۶۹ ص ۵۷۰ ص ۵۷۱ ص ۵۷۲ ص ۵۷۳ ص ۵۷۴ ص ۵۷۵ ص ۵۷۶ ص ۵۷۷ ص ۵۷۸ ص ۵۷۹ ص ۵۸۰ ص ۵۸۱ ص ۵۸۲ ص ۵۸۳ ص ۵۸۴ ص ۵۸۵ ص ۵۸۶ ص ۵۸۷ ص ۵۸۸ ص ۵۸۹ ص ۵۹۰ ص ۵۹۱ ص ۵۹۲ ص ۵۹۳ ص ۵۹۴ ص ۵۹۵ ص ۵۹۶ ص ۵۹۷ ص ۵۹۸ ص ۵۹۹ ص ۶۰۰ ص ۶۰۱ ص ۶۰۲ ص ۶۰۳ ص ۶۰۴ ص ۶۰۵ ص ۶۰۶ ص ۶۰۷ ص ۶۰۸ ص ۶۰۹ ص ۶۱۰ ص ۶۱۱ ص ۶۱۲ ص ۶۱۳ ص ۶۱۴ ص ۶۱۵ ص ۶۱۶ ص ۶۱۷ ص ۶۱۸ ص ۶۱۹ ص ۶۲۰ ص ۶۲۱ ص ۶۲۲ ص ۶۲۳ ص ۶۲۴ ص ۶۲۵ ص ۶۲۶ ص ۶۲۷ ص ۶۲۸ ص ۶۲۹ ص ۶۳۰ ص ۶۳۱ ص ۶۳۲ ص ۶۳۳ ص ۶۳۴ ص ۶۳۵ ص ۶۳۶ ص ۶۳۷ ص ۶۳۸ ص ۶۳۹ ص ۶۴۰ ص ۶۴۱ ص ۶۴۲ ص ۶۴۳ ص ۶۴۴ ص ۶۴۵ ص ۶۴۶ ص ۶۴۷ ص ۶۴۸ ص ۶۴۹ ص ۶۵۰ ص ۶۵۱ ص ۶۵۲ ص ۶۵۳ ص ۶۵۴ ص ۶۵۵ ص ۶۵۶ ص ۶۵۷ ص ۶۵۸ ص ۶۵۹ ص ۶۶۰ ص ۶۶۱ ص ۶۶۲ ص ۶۶۳ ص ۶۶۴ ص ۶۶۵ ص ۶۶۶ ص ۶۶۷ ص ۶۶۸ ص ۶۶۹ ص ۶۷۰ ص ۶۷۱ ص ۶۷۲ ص ۶۷۳ ص ۶۷۴ ص ۶۷۵ ص ۶۷۶ ص ۶۷۷ ص ۶۷۸ ص ۶۷۹ ص ۶۸۰ ص ۶۸۱ ص ۶۸۲ ص ۶۸۳ ص ۶۸۴ ص ۶۸۵ ص ۶۸۶ ص ۶۸۷ ص ۶۸۸ ص ۶۸۹ ص ۶۹۰ ص ۶۹۱ ص ۶۹۲ ص ۶۹۳ ص ۶۹۴ ص ۶۹۵ ص ۶۹۶ ص ۶۹۷ ص ۶۹۸ ص ۶۹۹ ص ۷۰۰ ص ۷۰۱ ص ۷۰۲ ص ۷۰۳ ص ۷۰۴ ص ۷۰۵ ص ۷۰۶ ص ۷۰۷ ص ۷۰۸ ص ۷۰۹ ص ۷۱۰ ص ۷۱۱ ص ۷۱۲ ص ۷۱۳ ص ۷۱۴ ص ۷۱۵ ص ۷۱۶ ص ۷۱۷ ص ۷۱۸ ص ۷۱۹ ص ۷۲۰ ص ۷۲۱ ص ۷۲۲ ص ۷۲۳ ص ۷۲۴ ص ۷۲۵ ص ۷۲۶ ص ۷۲۷ ص ۷۲۸ ص ۷۲۹ ص ۷۳۰ ص ۷۳۱ ص ۷۳۲ ص ۷۳۳ ص ۷۳۴ ص ۷۳۵ ص ۷۳۶ ص ۷۳۷ ص ۷۳۸ ص ۷۳۹ ص ۷۴۰ ص ۷۴۱ ص ۷۴۲ ص ۷۴۳ ص ۷۴۴ ص ۷۴۵ ص ۷۴۶ ص ۷۴۷ ص ۷۴۸ ص ۷۴۹ ص ۷۵۰ ص ۷۵۱ ص ۷۵۲ ص ۷۵۳ ص ۷۵۴ ص ۷۵۵ ص ۷۵۶ ص ۷۵۷ ص ۷۵۸ ص ۷۵۹ ص ۷۶۰ ص ۷۶۱ ص ۷۶۲ ص ۷۶۳ ص ۷۶۴ ص ۷۶۵ ص ۷۶۶ ص ۷۶۷ ص ۷۶۸ ص ۷۶۹ ص ۷۷۰ ص ۷۷۱ ص ۷۷۲ ص ۷۷۳ ص ۷۷۴ ص ۷۷۵ ص ۷۷۶ ص ۷۷۷ ص ۷۷۸ ص ۷۷۹ ص ۷۸۰ ص ۷۸۱ ص ۷۸۲ ص ۷۸۳ ص ۷۸۴ ص ۷۸۵ ص ۷۸۶ ص ۷۸۷ ص ۷۸۸ ص ۷۸۹ ص ۷۹۰ ص ۷۹۱ ص ۷۹۲ ص ۷۹۳ ص ۷۹۴ ص ۷۹۵ ص ۷۹۶ ص ۷۹۷ ص ۷۹۸ ص ۷۹۹ ص ۸۰۰ ص ۸۰۱ ص ۸۰۲ ص ۸۰۳ ص ۸۰۴ ص ۸۰۵ ص ۸۰۶ ص ۸۰۷ ص ۸۰۸ ص ۸۰۹ ص ۸۱۰ ص ۸۱۱ ص ۸۱۲ ص ۸۱۳ ص ۸۱۴ ص ۸۱۵ ص ۸۱۶ ص ۸۱۷ ص ۸۱۸ ص ۸۱۹ ص ۸۲۰ ص ۸۲۱ ص ۸۲۲ ص ۸۲۳ ص ۸۲۴ ص ۸۲۵ ص ۸۲۶ ص ۸۲۷ ص ۸۲۸ ص ۸۲۹ ص ۸۳۰ ص ۸۳۱ ص ۸۳۲ ص ۸۳۳ ص ۸۳۴ ص ۸۳۵ ص ۸۳۶ ص ۸۳۷ ص ۸۳۸ ص ۸۳۹ ص ۸۴۰ ص ۸۴۱ ص ۸۴۲ ص ۸۴۳ ص ۸۴۴ ص ۸۴۵ ص ۸۴۶ ص ۸۴۷ ص ۸۴۸ ص ۸۴۹ ص ۸۵۰ ص ۸۵۱ ص ۸۵۲ ص ۸۵۳ ص ۸۵۴ ص ۸۵۵ ص ۸۵۶ ص ۸۵۷ ص ۸۵۸ ص ۸۵۹ ص ۸۶۰ ص ۸۶۱ ص ۸۶۲ ص ۸۶۳ ص ۸۶۴ ص ۸۶۵ ص ۸۶۶ ص ۸۶۷ ص ۸۶۸ ص ۸۶۹ ص ۸۷۰ ص ۸۷۱ ص ۸۷۲ ص ۸۷۳ ص ۸۷۴ ص ۸۷۵ ص ۸۷۶ ص ۸۷۷ ص ۸۷۸ ص ۸۷۹ ص ۸۸۰ ص ۸۸۱ ص ۸۸۲ ص ۸۸۳ ص ۸۸۴ ص ۸۸۵ ص ۸۸۶ ص ۸۸۷ ص ۸۸۸ ص ۸۸۹ ص ۸۹۰ ص ۸۹۱ ص ۸۹۲ ص ۸۹۳ ص ۸۹۴ ص ۸۹۵ ص ۸۹۶ ص ۸۹۷ ص ۸۹۸ ص ۸۹۹ ص ۹۰۰ ص ۹۰۱ ص ۹۰۲ ص ۹۰۳ ص ۹۰۴ ص ۹۰۵ ص ۹۰۶ ص ۹۰۷ ص ۹۰۸ ص ۹۰۹ ص ۹۱۰ ص ۹۱۱ ص ۹۱۲ ص ۹۱۳ ص ۹۱۴ ص ۹۱۵ ص ۹۱۶ ص ۹۱۷ ص ۹۱۸ ص ۹۱۹ ص ۹۲۰ ص ۹۲۱ ص ۹۲۲ ص ۹۲۳ ص ۹۲۴ ص ۹۲۵ ص ۹۲۶ ص ۹۲۷ ص ۹۲۸ ص ۹۲۹ ص ۹۳۰ ص ۹۳۱ ص ۹۳۲ ص ۹۳۳ ص ۹۳۴ ص ۹۳۵ ص ۹۳۶ ص ۹۳۷ ص ۹۳۸ ص ۹۳۹ ص ۹۴۰ ص ۹۴۱ ص ۹۴۲ ص ۹۴۳ ص ۹۴۴ ص ۹۴۵ ص ۹۴۶ ص ۹۴۷ ص ۹۴۸ ص ۹۴۹ ص ۹۵۰ ص ۹۵۱ ص ۹۵۲ ص ۹۵۳ ص ۹۵۴ ص ۹۵۵ ص ۹۵۶ ص ۹۵۷ ص ۹۵۸ ص ۹۵۹ ص ۹۶۰ ص ۹۶۱ ص ۹۶۲ ص ۹۶۳ ص ۹۶۴ ص ۹۶۵ ص ۹۶۶ ص ۹۶۷ ص ۹۶۸ ص ۹۶۹ ص ۹۷۰ ص ۹۷۱ ص ۹۷۲ ص ۹۷۳ ص ۹۷۴ ص ۹۷۵ ص ۹۷۶ ص ۹۷۷ ص ۹۷۸ ص ۹۷۹ ص ۹۸۰ ص ۹۸۱ ص ۹۸۲ ص ۹۸۳ ص ۹۸۴ ص ۹۸۵ ص ۹۸۶ ص ۹۸۷ ص ۹۸۸ ص ۹۸۹ ص ۹۹۰ ص ۹۹۱ ص ۹۹۲ ص ۹۹۳ ص ۹۹۴ ص ۹۹۵ ص ۹۹۶ ص ۹۹۷ ص ۹۹۸ ص ۹۹۹ ص ۱۰۰۰ ص ۱۰۰۱ ص ۱۰۰۲ ص ۱۰۰۳ ص ۱۰۰۴ ص ۱۰۰۵ ص ۱۰۰۶ ص ۱۰۰۷ ص ۱۰۰۸ ص ۱۰۰۹ ص ۱۰۱۰ ص ۱۰۱۱ ص ۱۰۱۲ ص ۱۰۱۳ ص ۱۰۱۴ ص ۱۰۱۵ ص ۱۰۱۶ ص ۱۰۱۷ ص ۱۰۱۸ ص ۱۰۱۹ ص ۱۰۲۰ ص ۱۰۲۱ ص ۱۰۲۲ ص ۱۰۲۳ ص ۱۰۲۴ ص ۱۰۲۵ ص ۱۰۲۶ ص ۱۰۲۷ ص ۱۰۲۸ ص ۱۰۲۹ ص ۱۰۳۰ ص ۱۰۳۱ ص ۱۰۳۲ ص ۱۰۳۳ ص ۱۰۳۴ ص ۱۰۳۵ ص ۱۰۳۶ ص ۱۰۳۷ ص ۱۰۳۸ ص ۱۰۳۹ ص ۱۰۴۰ ص ۱۰۴۱ ص ۱۰۴۲ ص ۱۰۴۳ ص ۱۰۴۴ ص ۱۰۴۵ ص ۱۰۴۶ ص ۱۰۴۷ ص ۱۰۴۸ ص ۱۰۴۹ ص ۱۰۵۰ ص ۱۰۵۱ ص ۱۰۵۲ ص ۱۰۵۳ ص ۱۰۵۴ ص ۱۰۵۵ ص ۱۰۵۶ ص ۱۰۵۷ ص ۱۰۵۸ ص ۱۰۵۹ ص ۱۰۶۰ ص ۱۰۶۱ ص ۱۰۶۲ ص ۱۰۶۳ ص ۱۰۶۴ ص ۱۰۶۵ ص ۱۰۶۶ ص ۱۰۶۷ ص ۱۰۶۸ ص ۱۰۶۹ ص ۱۰۷۰ ص ۱۰۷۱ ص ۱۰۷۲ ص ۱۰۷۳ ص ۱۰۷۴ ص ۱۰۷۵ ص ۱۰۷۶ ص ۱۰۷۷ ص ۱۰۷۸ ص ۱۰۷۹ ص ۱۰۸۰ ص ۱۰۸۱ ص ۱۰۸۲ ص ۱۰۸۳ ص ۱۰۸۴ ص ۱۰۸۵ ص ۱۰۸۶ ص ۱۰۸۷ ص ۱۰۸۸ ص ۱۰۸۹ ص ۱۰۹۰ ص ۱۰۹۱ ص ۱۰۹۲ ص ۱۰۹۳ ص ۱۰۹۴ ص ۱۰۹۵ ص ۱۰۹۶ ص ۱۰۹۷ ص ۱۰۹۸ ص ۱۰۹۹ ص ۱۱۰۰ ص ۱۱۰۱ ص ۱۱۰۲ ص ۱۱۰۳ ص ۱۱۰۴ ص ۱۱۰۵ ص ۱۱۰۶ ص ۱۱۰۷ ص ۱۱۰۸ ص ۱۱۰۹ ص ۱۱۱۰ ص ۱۱۱۱ ص ۱۱۱۲ ص ۱۱۱۳ ص ۱۱۱۴ ص ۱۱۱۵ ص ۱۱۱۶ ص ۱۱۱۷ ص ۱۱۱۸ ص ۱۱۱۹ ص ۱۱۲۰ ص ۱۱۲۱ ص ۱۱۲۲ ص ۱۱۲۳ ص ۱۱۲۴ ص ۱۱۲۵ ص ۱۱۲۶ ص ۱۱۲۷ ص ۱۱۲۸ ص ۱۱۲۹ ص ۱۱۳۰ ص ۱۱۳۱ ص ۱۱۳۲ ص ۱۱۳۳ ص ۱۱۳۴ ص ۱۱۳۵ ص ۱۱۳۶ ص ۱۱۳۷ ص ۱۱۳۸ ص ۱۱۳۹ ص ۱۱۴۰ ص ۱۱۴۱ ص ۱۱۴۲ ص ۱۱۴۳ ص ۱۱۴۴ ص ۱۱۴۵ ص ۱۱۴۶ ص ۱۱۴۷ ص ۱۱۴۸ ص ۱۱۴۹ ص ۱۱۵۰ ص ۱۱۵۱ ص ۱۱۵۲ ص ۱۱۵۳ ص ۱۱۵۴ ص ۱۱۵۵ ص ۱۱۵۶ ص ۱۱۵۷ ص ۱۱۵۸ ص ۱۱۵۹ ص ۱۱۶۰ ص ۱۱۶۱ ص ۱۱۶۲ ص ۱۱۶۳ ص ۱۱۶۴ ص ۱۱۶۵ ص ۱۱۶۶ ص ۱۱۶۷ ص ۱۱۶۸ ص ۱۱۶۹ ص ۱۱۷۰ ص ۱۱۷۱ ص ۱۱۷۲ ص ۱۱۷۳ ص ۱۱۷۴ ص ۱۱۷۵ ص ۱۱۷۶ ص ۱۱۷۷ ص ۱۱۷۸ ص ۱۱۷۹ ص ۱۱۸۰ ص ۱۱۸۱ ص ۱۱۸۲ ص ۱۱۸۳ ص ۱۱۸۴ ص ۱۱۸۵ ص ۱۱۸۶ ص ۱۱۸۷ ص ۱۱۸۸ ص ۱۱۸۹ ص ۱۱۹۰ ص ۱۱۹۱ ص ۱۱۹۲ ص ۱۱۹۳ ص ۱۱۹۴ ص ۱۱۹۵ ص ۱۱۹۶ ص ۱۱۹۷ ص ۱۱۹۸ ص ۱۱۹۹ ص ۱۲۰۰ ص ۱۲۰۱ ص ۱۲۰۲ ص ۱۲۰۳ ص ۱۲۰۴ ص ۱۲۰۵ ص ۱۲۰۶ ص ۱۲۰۷ ص ۱۲۰۸ ص ۱۲۰۹ ص ۱۲۱۰ ص ۱۲۱۱ ص ۱۲۱۲ ص ۱۲۱۳ ص ۱۲۱۴ ص ۱۲۱۵ ص ۱۲۱۶ ص ۱۲۱۷ ص ۱۲۱۸ ص ۱۲۱۹ ص ۱۲۲۰ ص ۱۲۲۱ ص ۱۲۲۲ ص ۱۲۲۳ ص ۱۲۲۴ ص ۱۲۲۵ ص ۱۲۲۶ ص ۱۲۲۷ ص ۱۲۲۸ ص ۱۲۲۹ ص ۱۲۳۰ ص ۱۲۳۱ ص ۱۲۳۲ ص ۱۲۳۳ ص ۱۲۳۴ ص ۱۲۳۵ ص ۱۲۳۶ ص ۱۲۳۷ ص ۱۲۳۸ ص ۱۲۳۹ ص ۱۲۴۰ ص ۱۲۴۱ ص ۱۲۴۲ ص ۱۲۴۳ ص ۱۲۴۴ ص ۱۲۴۵ ص ۱۲۴۶ ص ۱۲۴۷ ص ۱۲۴۸ ص ۱۲۴۹ ص ۱۲۵۰ ص ۱۲۵۱ ص ۱۲۵۲ ص ۱۲۵۳ ص ۱۲۵۴ ص ۱۲۵۵ ص ۱۲۵۶ ص ۱۲۵۷ ص ۱۲۵۸ ص ۱۲۵۹ ص ۱۲۶۰ ص ۱۲۶۱ ص ۱۲۶۲ ص ۱۲۶۳ ص ۱۲۶۴ ص ۱۲۶۵ ص ۱۲۶۶ ص ۱۲۶۷ ص ۱۲۶۸ ص ۱۲۶۹ ص ۱۲۷۰ ص ۱۲۷۱ ص ۱۲۷۲ ص ۱۲۷۳ ص ۱۲۷۴ ص ۱۲۷۵ ص ۱۲۷۶ ص ۱۲۷۷ ص ۱۲۷۸ ص ۱۲۷۹ ص ۱۲۸۰ ص ۱۲۸۱ ص ۱۲۸۲ ص ۱۲۸۳ ص ۱۲۸۴ ص ۱۲۸۵ ص ۱۲۸۶ ص ۱۲۸۷ ص ۱۲۸۸ ص ۱۲۸۹ ص ۱۲۹۰ ص ۱۲۹۱ ص ۱۲۹۲ ص ۱۲۹۳ ص ۱۲۹۴ ص ۱۲۹۵ ص ۱۲۹۶ ص ۱۲۹۷ ص ۱۲۹۸ ص ۱۲۹۹ ص ۱۳۰۰ ص ۱۳۰۱ ص ۱۳۰۲ ص ۱۳۰۳ ص ۱۳۰۴ ص ۱۳۰۵ ص ۱۳۰۶ ص ۱۳۰۷ ص ۱۳۰۸ ص ۱۳۰۹ ص ۱۳۱۰ ص ۱۳۱۱ ص ۱۳۱۲ ص ۱۳۱۳ ص ۱۳۱۴ ص ۱۳۱۵ ص ۱۳۱۶ ص ۱۳۱۷ ص ۱۳۱۸ ص ۱۳۱۹ ص ۱۳۲۰ ص ۱۳۲۱ ص ۱۳۲۲ ص ۱۳۲۳ ص ۱۳۲۴ ص ۱۳۲۵ ص ۱۳۲۶ ص ۱۳۲۷ ص ۱۳۲۸ ص ۱۳۲۹ ص ۱۳۳۰ ص ۱۳۳۱ ص ۱۳۳۲ ص ۱۳۳۳ ص ۱۳۳۴ ص ۱۳۳۵ ص ۱۳۳۶ ص ۱۳۳۷ ص ۱۳۳۸ ص ۱۳۳۹ ص ۱۳۴۰ ص ۱۳۴۱ ص ۱۳۴۲ ص ۱۳۴۳ ص ۱۳۴۴ ص ۱۳۴۵ ص ۱۳۴۶ ص ۱۳۴۷ ص ۱۳۴۸ ص ۱۳۴۹ ص ۱۳۵۰ ص ۱۳۵۱ ص ۱۳۵۲ ص ۱۳۵۳ ص ۱۳۵۴ ص ۱۳۵۵ ص ۱۳۵۶ ص ۱۳۵۷ ص ۱۳۵۸ ص ۱۳۵۹ ص ۱۳۶۰ ص ۱۳۶۱ ص ۱۳۶۲ ص ۱۳۶۳ ص ۱۳۶۴ ص ۱۳۶۵ ص ۱۳۶۶ ص ۱۳۶۷ ص ۱۳۶۸ ص ۱۳۶۹ ص ۱۳۷۰ ص ۱۳۷۱ ص ۱۳۷۲ ص ۱۳۷۳ ص ۱۳۷۴ ص ۱۳۷۵ ص ۱۳۷۶ ص ۱۳۷۷ ص ۱۳۷۸ ص ۱۳۷۹ ص ۱۳۸۰ ص ۱۳۸۱ ص ۱۳۸۲ ص ۱۳۸۳ ص ۱۳۸۴ ص ۱۳۸۵ ص ۱۳۸۶ ص ۱۳۸۷ ص ۱۳۸۸ ص ۱۳۸۹ ص ۱۳۹۰ ص ۱۳۹۱ ص ۱۳۹۲ ص ۱۳۹۳ ص ۱۳۹۴ ص ۱۳۹۵ ص ۱۳۹۶ ص ۱۳۹۷ ص ۱۳۹۸ ص ۱۳۹۹ ص ۱۴۰

جاؤں گا تو میرے صحابہ پہاڑ زماکشیں آئیں گی اور میرے صحابہ بچاؤ میں میری اُمت کے لیے کیونکہ جب صحابہ دنیا سے اُٹھ جائیں گے تو اُمت طرح طرح کے فتنوں میں مبتلا ہو جائے گی۔ ایک حدیث شریف میں ہے۔ **يَأْتِي ذَمَانٌ يَخْرُودُ فِتْنَةٌ مِنَ النَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ صَعْبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِقَالٌ نَعَفُ فَيَفْتَحُ عَلَيْهِ - ثُمَّ يَأْتِي ذَمَانٌ فَيَقَالُ فَيْكُمُ مِنَ صَحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِقَالٌ نَعَفُ فَيَفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَمَانٌ فَيَقَالُ فَيْكُمُ مِنَ صَحَابِ صَاحِبِ الصَّحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقَالُ نَعَفُ فَيَفْتَحُ**۔ (بخاری ص ۵۸۳ / مسلم ص ۲۰۸ / مشکوٰۃ ص ۵۶۵ وغیرہ)

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ لوگ فوج در فوج جہاد کریں گے ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی حضور کا صحابی ہے۔ جواب ملے گا۔ ہاں میں انکو صحابہ کے صدقہ سے فتح عطا کر دی جائے گی پھر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں سے پوچھا جائیگا (ان کو دیکھا جائے گا) کہ کیا ان میں کوئی تابعی بھی ہے۔ جواب ملے گا۔ ہاں ہے تو اللہ تعالیٰ اس تابعی کی برکت سے اس لشکر کو بھی فتح دے گا۔ پھر ایک زمانہ آئے گا۔ کہ لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی حضور کے صحابہ کے شاگرد کا شاگرد موجود ہے جو اب عرض کیا جائے گا ہاں ہے مولا۔ ہمارے لشکر میں (تابعی) موجود ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس گروہ کو تابعین

کرام کی برکت سے فتح عطا فرمادے گا۔ ایک حدیث میں ہے۔ **أَكْرَمُوا أَصْحَابِي فَارْتَهَبُوا خِيَارَ كُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوكُهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوكُهُمْ** (سنن ابی داؤد ص ۵۲۳ وغیرہ) کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے تمام صحابہ کی عزت کرتے رہنا کیونکہ وہ تم میں سے سب سے بہتر ہیں۔ پھر وہ لوگ اس اُمت میں بہتر ہیں جو ان کے بعد والے ہیں (تابعین کرام) پھر وہ لوگ جو ان کے بعد والے ہیں (تابع تابعین) ایک حدیث کے الفاظ ہیں۔ **لَا تَعَسَّ النَّاسُ النَّاسُ مَسْلَمًا ذَا آفِيٍّ أَوْ رَأَى مَنْ سَأَلَنِي (ترمذی ص ۲۲۶ / مشکوٰۃ ص ۵۶۴ وغیرہ) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مسلمان کو آگ نہیں چھو سکتی جس نے میرا دیدار کر لیا (صحابی) اور اس شخص کو آگ چھو سکتی ہے جس نے ایمان کے ساتھ میرے کسی صحابی کی زیارت کر لی (اور مرتے دم تک وہ صحابہ کی محبت اور اطاعت پر قائم رہا)۔**

ایک اور حدیث شریف ہے **مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَذَى إِلَّا لَبِثَ قَائِدًا وَ قَوْسًا لِسَهْمٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی ص ۲۲۶ / مشکوٰۃ ص ۵۶۴ وغیرہ) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرا کوئی بھی صحابی جس علاقہ میں بھی فوت ہوگا۔ وہ قیامت کے دن اس علاقہ کے تمام جنتیوں کا قائد ہوگا اور ان سب کے لیے نور ہوگا۔ ایک روایت میں جناب سیدنا امام جعفر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا (یعنی خاندان نبوت میں یہ حدیث کافی مشہور تھی اور وہ ایک دوسرے سے بیان کرتے رہتے تھے) کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو۔ اللہ کے قرآن پر عمل کرنا تم پر لازم ہے اور جس مسئلہ کا حل تمہیں قرآن کریم میں سے نہ ملے اس میں میرے صحابہ کرام کے فرامین پر عمل کرنا (معانی اہل اخبار ص ۸۵) آگے کے خاص الفاظ اس روایت کے علاوہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے**

بھی مروی ہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ اصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ
يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا
أَقْوَمُ مِنْ بَعْضٍ وَبِكُلِّ نَوْءٍ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اخْتِلَافٍ فَهُوَ نَهْوٌ عِنْدِي عَلَى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهَا قَدَّيْتُمْ
إِهْتَدَيْتُمْ - (مشکوٰۃ ص ۵۲۶)

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے کائنات سے پردہ فرما جانے کے بعد صحابہ کرام کے اختلافات کے متعلق عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم تیرے صحابہ میرے نزدیک آسمانوں کے ستاروں کی طرح ہیں۔ بعض بعض سے زیادہ شان والے ہیں البتہ محبوب تیرے نام صحابہ تیری امت کیلئے شکر ہیں لہذا جو شخص بھی اس چیز پر عمل کرے گا جس پر کوئی بھی صحابی اختلاف میں عمل پیرا رہا تو وہ میرے نزدیک ہدایت والا ہوگا۔ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قدسی بیان فرمانے کے بعد جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا۔ لوگو۔ میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ شیخ محقق محدث عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ پس ہدایت بر قدر علم فقہی است کہ نزد اوست باوجود تفاوت مراتب اُن و ازیں معنی بھی صحابی خالی نہیں۔ (اشعورۃ ص ۶۲ مطبوعہ پشاور) یعنی ویسے تو نور ہدایت سے حضور کا کوئی ایک

صحابی خالی نہیں ہے لیکن یہ تو سب کا یکساں نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے علم و فقہ کی مناسبت اور ان کے درجات و مراتب کے حساب سے کسی کام اور کسی کا زیادہ ہوگا۔

مشکوٰۃ شریف کے باب مناقب الصحابة کے حاشیہ پر۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ وفی شرح مسلم اعلم ان سب الصحابة حرام ومن اکبر الفواحش ومذهبنا ومذهب الجمهور انه یجوز وقال لبعض المالکية یقتل وقال القاضی عیاض سب احدہم من الکبائر (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۲۵) یعنی شارح مسلم امام حافظ ابو زکریا محلی نے نووی شافعی اپنی شرح میں نقل فرماتے ہیں کہ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہتا حرام ہے۔ اور بہت بڑی بے حیائی ہے ہمارا اور جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ جو کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہے اس کو کوڑے مارے جائیں بعض مالکیہ خود امام مالک بھی حوالہ پیچھے گزر چکا ہے) تو یہاں تک کہتے ہیں کہ صحابہ کو گالیں دینے والے کو قتل کر دیا جائے اور قاضی القضاة جناب قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی صحابی کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ ایک مقام پر بالخصوص اصحاب بدر اور شاہدین حدیبیہ کے متعلق ارشاد نبوی ہے۔ اِنِّی لَدَاجِبُ اَنْ لَا یَدْخُلَ النَّاسَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَّ اَحَدٌ یَلْبِیْئًا (مسلم ص ۳۰۳ مشکوٰۃ ص ۵۲۵ وغیرہ)

یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مغزوہ بدر میں شامل ہونے والا اور بیعت ہونان (صلح حدیبیہ) میں شامل ہونے والا کوئی شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔

ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ **أَنْتُمْ الْيَوْمَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ** (بخاری ص ۲۹۸، مسلم ص ۵۹۸ مشکوٰۃ ص ۵۹) آج تم تمام روئے زمین والوں سے افضل ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ جناب عامر بیان فرماتے ہیں۔ **التَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مَنْ أَدْرَكَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ**۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۳۰ و ۱۳۱) تفسیر درمشورہ ص ۲۶۷ یعنی حضور کے جو صحابہ بیعت رضوان میں شامل ہوئے وہ **التَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ** کی فضیلت میں شامل ہیں القصد مختصر۔ صاحب نبراس۔ شرح۔ شرح عقائد نسفی علامہ عبدالعزیز فریادری حنفی فیصلہ فرماتے ہیں۔ **أَجْمَعَ أَهْلُ السَّنَةِ أَنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ عُدُولٌ لِعُجُومِ الْآيَاتِ وَالْحَادِيثِ فِي مَذْهَبِهِمْ وَتَعْدِيلِهِمْ** (کوثر النبی ص ۹۹، مطبوعہ ملتان) شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

ذَهَبَ جَمْعُهُمْ وَالْعُلَمَاءُ إِلَى أَنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ عُدُولٌ (شرح فقہ اکبر ص ۸۵ مطبوعہ دہلی) حاشیہ شرح عقائد نسفی ص ۱۱۶ مطبوعہ کراچی آپ شرح مشکوٰۃ میں رقمطراز ہیں۔ **وَجَهْلَانَةُ الصَّحَابِي لَانْفَرَّ كُلُّهُمْ عُدُولٌ** (مقاراة ص ۱۹۰)

علامہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں وکالت عدة الصحابة رضي الله عنهم عند وفاته عليه الصلوة والسلام مائة الف واربعة عشر الفا۔ كلهم من اهل الدراية والمدينة المنديرة شرح الطريقة المحمدية ص ۱۳ مطبوعہ لائل پور) فقہ حنفی کی مابینا ز حدیث کی کتاب کے

حاشیہ پر مرقوم ہے۔ **أَنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ عُدُولٌ** (حاشیہ طحاوی ص ۴۵) یعنی جناب سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل التحیة و الصلوات کی وصال شریف کے وقت آپ کے ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ تھے (تعداد میں اختلاف ہے) اور وہ سب سچے تھے اور صاحب درایت تھے۔ یہ بات اللہ کے قرآن اور حضور کے فرمان سے ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کی مدح و تعلیل میں بہت سی آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اسی لئے اہل سنت و جماعت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ حضور کے تمام صحابہ کرام عادل متقی اور پرہیزگار تھے اور یہی جمہور علماء کا مذہب ہے۔ اسی لئے اصول حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام میں سے کسی کے مکمل حالات معلوم نہ بھی ہو سکیں تو پھر بھی اس کی بیان کردہ حدیث کو بالکل صحیح تسلیم کیا جائے گا۔ نیز صحابہ کرام کی مرسل روایت بھی قبول کی جائے گی۔ نیز امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں۔ **فِي بَيَانِ وَجُوبِ الْكَلْفِ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ وَوَجُوبِ اعْتِقَادِ أَنَّهُمْ مَا جُورُونَ وَذَلِكَ لِأَنَّهُمْ كُلُّهُمْ عُدُولٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ السَّنَةِ سَوَاءَ مَن لَأَبَسَ الْفِتْنِ أَوْ مَن لَسَدَّ يَلَا بِسَمَهَا**۔ (شواہد الحق ص ۴۷۸) یعنی اس چیز کا بیان کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کے متعلق انکی گستاخی سے اپنی زبان ہمیشہ بند رکھنی چاہیئے اس وجہ سے جو کہ ان کے درمیان کچھ اختلافات کا وقوع ہوا ہے اور اس بات پر بھی ایمان رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اجتہادی خطاؤں پر بھی انہیں ضرور ثواب عطا فرمائے گا۔ اس بات پر اہل سنت و جماعت کا مکمل اتفاق ہے چاہے ان میں سے کوئی صحابی تنازعات میں شامل ہوا ہو یا نہ شامل ہوا ہو۔ کیونکہ وہ سب ہی عادل و ثقہ تھے۔ **اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا حَبِيبَهُ وَاتَّبَاعَهُمْ**۔

شان سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب شریف اس طرح ہے۔
 محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ آپ کا سلسلہ
 نسب اس طرح ہے۔ معاویہ بن ابی سفیان صحز بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس
 بن عبد مناف بن قصی عبد مناف پر جا کر آپ کا نسب نامہ والد کی طرف سے اور
 والدہ کی طرف سے بھی حضور کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ہندہ
 بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن
 ہے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب حاشی علی الاصابہ فی تبیین الصوابہ ص ۳۹۵
 مطبوعہ بغداد) آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب وحی
 تھے (مسلم ص ۲۳۲/۳۰۳۔ الاکمال ص ۶۱۷۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۰۱ تاریخ بغداد ص
 ص ۲۰۹/ البدایہ والنہایہ۔ تاریخ ابن کثیر ص ۸ ص ۱۱۹ ص ۱۱۳ طبقات ابن سعد
 ص ۷۷ ص ۳۰۶/ البحر والتقدیل ص ۶ ص ۲۷۷/ طبقات خلیفہ بنی ۱۱۳/ ابن عساکر
 ص ۲۳ ص ۴۰۰/ اس کے متعلق ایک حدیث شریف ہی نقل کر دیں عن ابن عباس
 قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُقَامِدُونَ فَتَقَالَ
 لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ثَلَاثٌ أُعْطِينَهُنَّ قَالَ نَعَمْ قَالَ
 عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أَمْرٌ وَجَلَّتْهَا
 قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَعَاوِيَةَ تَجَعَلُهُ كَاتِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ نَعَمْ
 قَالَ تَوَضَّعْتُ لِي حَتَّى أَقَاتِلَ الْكُفَّارَ كَمَا كُنْتُ أَقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ
 قَالَ نَعَمْ..... لَهُ يَكُنْ لَيْسَانَ شَيْئًا إِلَّا قَالَ نَعَمْ

البدایہ ص ۸۷ ص ۱۱۹، مسلم ص ۲ ص ۳۰۳) یعنی جناب عبد اللہ بن
 عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مسلمان ابو سفیان کی طرف سے توجہ
 نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان کے پاس بیٹھتے تھے۔ (کیونکہ قبل از
 اسلام وہ سالار کفار بن کر مسلمانوں سے لڑتے رہے تھے) چنانچہ
 ایک مرتبہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا۔ مجھے تین شرف
 عطا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا مانگو۔ انہوں نے عرض کی آقا یا میری
 بیٹی ام حبیبہ جو احسن العرب ہیں ان کے نکاح میں میری رضامندی بھی قبول
 فرما کر مجھے بھی اس ثواب میں شامل فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔
 (صحیح مسلم ص ۲۳۲ میں جب مسلمان ہجرت کر کے حبشہ میں گئے تھے تو
 سیدہ ام حبیبہ بھی اس قافلہ میں شامل تھیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمرو بن امیر ضمری کو شاہ حبشہ
 نجاشی کی طرف۔ سیدہ ام حبیبہ کے نام نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تو نجاشی
 نے اپنی ایک خادمہ کے ذریعہ سے حضور کا پیغام نکاح آپ تک پہنچایا
 سیدہ ام حبیبہ نے اس شرف کے ملنے پر اس مبارک خبر لانے
 والی لوٹدی کو اپنا تمام زلیور اتار کر دے دیا اور جناب خالد بن سعید بن
 العاص کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ حضور کی طرف سے نجاشی نے خطبہ پڑھا
 اور چار سو دینار اور پچاس مثقال سونا مہر مقرر کیا اور اپنی طرف سے
 اسی وقت اسے ادا بھی کر دیا۔ سیدہ ام حبیبہ کی طرف سے جناب خالد
 بن سعید نے خطبہ پڑھا اور نکاح ہو گیا۔ حضور نے جناب شرجیل بن
 حسنہ کو مدینہ منورہ سے آپ کو لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ بمع
 دیگر تمام مہاجر مسلمانوں کے مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ آپ کا اصل نام

رہے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا جو کہ حضرت عثمان کی چچی تھیں۔ آپ پہلے حضور کے سارے عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام حبیبہ رکھا گیا اس وجہ سے آپ کی کنیت ام حبیبہ ہوئی پھر وہ فوت ہو گئی۔ آپ کا شکریہ یا شکرہ میں انتقال ہو گیا) پھر کہنے لگے اور میرے بیٹے معاویہ کو اپنا کاتب وحی مقرر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر عرض کیا آقا مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں کافروں سے جا کر جہاد کروں جیسا کہ میں ایمان لانے سے پہلے مسلمانوں سے لڑتا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ ابوزہریرہ کہتے ہیں کہ (ابوسفیان کا حضور آنا لحاظ فرماتے تھے کہ) انہوں نے جب کبھی بھی حضور سے کوئی سوال کیا تو آپ نے ویسا ہی کر دیا۔ (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور آپ کی بیوہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہما سے بعض لوگ انکے اسلام لانے سے قبل کے واقعات کو دیکھ کر نفرت کرتے ہیں۔ اس کے متعلق اسلام کا یہ قانون یاد رکھیں اَلْاِسْلَامُ كَيْفِدٌ مَّا قَبْلَهُ یعنی اسلام لانے سے قبل از اسلام کئے گئے تمام گناہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے معاف کر بخشا دیئے جائیں گے۔ جب اللہ اور اس کا رسول آپ کے گناہوں کو معاف فرما چکے اللہ تعالیٰ آپکی توبہ قبول فرما چکا تو اب کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ سابقہ واقعات کی بنا پر ان کی توبہ نہیں کرے فافهموا۔ ورنہ پھر باقی تمام صحابہ مثلاً حضرت عمر فاروق، حضرت امیر حمزہ، حضرت عباس، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت وحشی رضی اللہ عنہم وغیرہ کے ایمان و یقین کے متعلق بھی فیصلہ کرو۔ اگر ان حضرات کی غلطیاں اسلام لانے پر معاف ہو گئیں تو خاندان ابوسفیان یعنی آپ خود، ان کی بیوی اور دونوں بیٹے مغفور اور صحابی رسول ہیں۔)

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ اِحْفَظُونِي فِي اَصْحَابِي وَ اَصْهَارِي فَمَنْ

حَفِظَنِي فِيهِمْ حَفِظَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ الخ

(ابن عساکر ۲۵ ص ۱۳) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابہ اور میرے سسرال کے بارہ میں میرا لحاظ رکھا کرو۔ پس جس نے ان کے بارے میں میرا لحاظ رکھا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حفاظت فرمائے گا۔

مسلم شریف کی یہ روایت پڑھنے کے بعد ہر غیر متعصب شخص پر حضور کی بارگاہ میں اس گھرانے کا مرتبہ و مقام اچھی طرح واضح ہو چکا ہو گا نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی بارگاہ کے کاتب وحی بھی تھے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کی بہن حضرت رطلہ جو کہ ام حبیبہ کی کنیت سے مشہور ہیں۔ حضور کی زوجہ محترمہ ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت امیر معاویہ حضور کے سارے اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضور کے سسر ہیں۔ آپ کے خاندان کے اس شرف کے متعلق بھی ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔ اِنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى نَرَجِيْبَةَ امِّ حَبِيْبَةَ وَ تَمَّأَسَ مَعَهَا يَوْمَ فِجْرٍ فِي حَبْرَهَا وَ هِيَ تَقْبَلُهُ فَقَالَ لَهَا اَتَحِبِّيهِ قَالَتْ وَ مَا لِي لَا اُحِبُّ اَبِي فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يُحِبُّانِي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَزَا اَصْحَابِي فِي وَاَصْهَارِي فَإِنَّ مَنْ حَفِظَنِي فِيهِمْ كَانَ مَعَهُ مِنَ اللهِ حَافِظٌ وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْنِي فِيهِمْ تَحَلَّ اللهُ عَنْهُ وَمَنْ تَحَلَّ اللهُ عَنْهُ لَوْ شِئْتُ أَنْ يَأْخُذَ (ابن عساکر ۲۵ ص ۱۳) وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَزِيْمَةٌ مِنْ نَرَجِيْبَةَ وَ عَفْدٌ عَنْهَا إِلَى أَنْ لَا تَزْوَجَ

الی اهل بیت ولا ازواج بنتا من بناتی لاحد الا کاواہ فقائی فی
 الجنة۔۔۔۔۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم سألت ربی ان لا اتزوج
 الی احد من امتی ولا ازواج احد من امتی الا کان معی فی الجنة
 فأعطانی ذالک۔۔۔۔۔ فتامل هذا الفضل العظیم والجماع
 الجسیم لكل اهل بیت تزوج منهم (تطہیر الجنان واللسان
 عن المخطوط والتفویہ بثلث معاویة ابن ابی سفیان از محدث
 احمد بن حجر الہیتمی مکی ص ۱۳ مطبوعہ مصر)

یعنی ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ جنابہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔
 آپ کے بھائی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی گرد میں سر رکھ کر بیٹھے
 ہوئے تھے اور حضرت ام حبیبہ ان کے بوسے لی رہی تھیں۔ (ابن عساکر
 ص ۲۵ پر ہے تفسیر۔ یعنی آپ ان کے سر میں کنگھی کر رہی تھیں) حضور نے
 دیکھا تو فرمایا۔ ام حبیبہ کیا تو اس سے محبت رکھتی ہے انہوں نے عرض کی آئیہ میرے
 بھائی ہیں میں ان سے کیوں محبت نہ کروں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا۔ تو پھر سن لے کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول بھی اس سے محبت فرماتے
 ہیں۔ اس نسبت سے آپ کو حضور کا سسرال رشتہ بھی نصیب ہے اور حضور
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے تمام صحابہ اور میرے
 سسرال کو معاف رکھو کیونکہ جس نے ان کے بارہ میں میرا لحاظ رکھا اور
 ان کے حقوق کا تحفظ کیا، اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و ناصر ہوگا اور جس نے ان کے
 متعلق میرا لحاظ نہ کیا اور ان کے حقوق کی حفاظت نہ کی اللہ تعالیٰ اس کو بے یار و
 مددگار چھوڑ دے گا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے چھوڑ دیا وہ بہت جلد اللہ تعالیٰ کے

غضب کا نشانہ بنے گا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
 نے مجھ سے یہ پختہ وعدہ فرما رکھا ہے کہ جس مسلمان گھرانے میں میں اپنا نکاح
 کروں یا جس مسلمان گھرانے میں میں اپنی کسی بیٹی کا نکاح کروں وہ رگ
 جنت میں میرے ساتھی ہوں گے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اپنی امت میں سے جس عورت سے
 شادی کروں یا جس شخص سے اپنی کسی بیٹی کی شادی کروں وہ جنت میں میرے
 ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ خواہش قبول فرمائی۔ اس حدیث شریف
 کے مطابق تمام ان مسلمان گھرانوں کی جنہوں نے حضور کے نکاح میں اپنی
 بیٹیاں دیں یا جن کو حضور کی دامادی کا شرف حاصل ہوا ان کی بہت زیادہ
 عزت و عظمت ثابت ہوگی۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ فَبِأَيِّ مَعَاوِيَةٍ
 ذَاوِبٌ مِّنْ نَّحْبِ مَعَاوِيَةَ وَجَبْرِيْلُ ذَمِيكَائِيْلُ مَجْتَانِ مَعَاوِيَةَ ذَاللَّهُ اَشْدُّ حُبًّا
 بِمَعَاوِيَةَ مِنْ جَبْرِيْلُ ذَمِيكَائِيْلُ (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۹) یعنی حضور نے فرمایا میں معاویہؓ سے بھی
 محبت کرتا ہوں اور اس شخص سے بھی محبت کرتا ہوں جو معاویہؓ سے محبت
 رکھتا ہو اور جبریل و میکائیل بھی معاویہ سے محبت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ
 جبریل و میکائیل سے بھی زیادہ معاویہ سے محبت فرماتے ہیں۔

تاریخ کرام! تعصب و ہٹ دھرمی اور بغض و عناد سے دل و دماغ کو
 پاک صاف کر کے اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔
 انشاء اللہ العزیز بہت سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حق
 کو دیکھ کر مان لینے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اللہ اور اس کے رسول محمد صلی
 علیہ وسلم سے بچ سکیں۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ دنیا کی رشتہ داری آخرت
 میں کچھ کام نہیں آئے گی۔ اس کے متعلق بھی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سَنَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يُؤَمَّرُ
الْفَيْيَامَةَ إِلَّا سَنَبِيَّ وَنَسَبِيَّ - (کنز العمال ۱۳ ص ۶۲۳ / لطقات
ابن سعد ۵ ص ۴۶۳ / ذخائر عقیلی ص ۱۶۵ / الاصابہ فی تمییز الصحابہ ص ۴۶۳
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ص ۲۹۷ حاشی علی الاصابہ / تاریخ خمیس
ص ۲ ص ۲۸۵ / مستدرک حاکم ص ۱۴۲)

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر
ایک کا دنیا کا حسب و نسب اور رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی۔ لیکن میرا دنیاوی
حسب و نسب اور رشتہ داری آخرت میں بھی قائم رہے گی (اور مفید ہوگی)
یقیناً اب تو مسئلہ بالکل واضح ہو چکا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضور کے سسرالی اور
دامادی رشتہ داری جن کے ایمان کی گواہی اللہ کے رسول دے چکے ہیں جن
سے اللہ اور اللہ کے رسول محبت فرماتے ہیں۔ جن کی عزت خدا کے فضل کا
سبب اور جن سے بغض اللہ کے غضب کا سبب ہے جو یقینی جنتی بھی ہیں اور
جنت میں حضور کے خادموں اور غلاموں کی صف میں ہوں گے۔ ان سب کی
عزت و احترام کرتے ہوئے اپنی عاقبت سزا دہنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے
اسی لیے المحدث امام محمد بن مکرم المعروف بابن منظور اپنی شہرہ آفاق کتاب
"مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر" میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا
ذکر ان الفاظ سے شروع فرماتے ہیں۔ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَكَاتِبُ وَحْيِ
ذِي الْخُلُوفِ . یعنی آپ تمام امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں
جان (کیونکہ آپ کی بہن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور کی بیوی ہیں اور فرمان
خداوندی۔ اَمْرًا وَاجِبًا اَمَّا هَذَا فَحُكْمٌ (۳۶۳) کے مطابق وہ تمام ایمان
والوں کی روحانی ماں ہیں۔ اس مناسبت سے آپ کے بھائی تمام ایمان والوں

کے ماموں جان ہوتے) اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے لکھنے والے (ابن عساکر
ص ۲۴۹) البدایہ ص ۱۱۷ / تاریخ ابن کثیر ص ۵۷ ص ۲۰

محدث ابن منظور نقل فرماتے ہیں۔ وَاصْحَ مَا رُوِيَ فِي فَضْلِ مُعَاوِ
بَيْتَةَ خَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَانَ كَاتِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ (تاریخ دمشق ص ۲۵ ص ۱۵) یعنی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کے فضائل میں سب سے صحیح جناب عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ آپ
رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔ دنیا سے حدیث میں جس کتاب
کو "اصح الکتاب بعد کتاب اللہ" کہا جاتا ہے اس میں بھی موجود ہے کہ صحابہ
کرام اور تابعین عظام۔ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو "امیر المؤمنین"
اور "فقیہ" اور "مجتہد" کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے اور امام بخاری کا
اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمانا اور اس پر کوئی اعتراض اور
انکار نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ امام بخاری کے نزدیک بھی آپ امیر المؤمنین
اور "فقیہ" تھے (بخاری شریف ص ۵۳۱) نیز اسی صفحہ پر جناب سیدنا عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کی صحابیت کا ذکر ان الفاظ سے فرماتے اور آپ پر
اعتراض کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ دَعَا فَاتَتْهُ صَيْبٌ، سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(بخاری ص ۵۳۱) یعنی آپ پر اعتراض نہ کرو۔ آپ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے صحابی ہیں۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فرمان
پر اہمیت نشان سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ صحابہ کرام بھی حضور کے کسی صحابی
پر اعتراض کرنا پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ اس کا رد سے منع فرمایا کرتے تھے
اور آپ کا یہ فرمان سن کر آگے سے۔ ابن ابی سلیمہ۔ تابعی۔ راوی حدیث نے
بھی کوئی اعتراض نہیں کیا کہ صحابی ہیں تو پھر کیا ہوا۔ کیا صحابی پر اعتراض نہیں کیا جا

سکتا۔ معلوم ہوا کہ تابعین عظام بھی اس حکم کو تسلیم کرتے تھے کہ حضور کے صحابہ
برائے امتراض اور تنقید نہیں کرنی چاہیے اور جناب سیدنا امیر معاویہ کو صحابی
رسول "امیر المؤمنین" اور فقیہ "اور مجتہد" تسلیم فرمانے والے صحابی بھی کوئی
عام صحابی نہیں ہیں بلکہ اسی بخاری میں ان کو (علم کا) سمندر کہہ کر ذکر کیا گیا ہے۔
(بخاری ص ۸۳) بلکہ ترمذی شریف میں ہے کہ آپ نے دو مرتبہ جبریل کو انکی
اصلی حالت میں دیکھا تھا (ترمذی ص ۲۳) اس طرح دوبار دیکھنے سے حالت
اصلیہ میں دیکھنا ہی مراد ہو سکتا ہے ورنہ عام بشری حالت میں تو جبریل کو تقریباً
تمام صحابہ سینکڑوں مرتبہ دیکھتے رہتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ جو جناب سیدنا امیر
معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین۔ صحابی رسول اور فقیہ اور مجتہد نہیں مانتا
اُس کا صحیح بخاری پر اور امام بخاری پر بھی کوئی ایمان نہیں ہے اور جو آپ کو
حضور کا کاتب وحی تسلیم نہیں کرتا وہ صحیح مسلم اور امام مسلم پر بھی یقین نہیں
رکھتا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی بھی لکھتے ہیں۔ صحیح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتب لہ
(الاصابہ فی تبيين الصحابة ص ۲۳) یعنی آپ نبی کریم اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
صحابی بھی تھے اور آپ کی بارگاہ کے کاتب وحی بھی تھے۔ محدث و مفسر
ومؤرخ اسلام حافظ ابن کثیر بھی لکھتے ہیں۔ ان معاویہ کان یکتب النوحی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع غیرہ من کتیب النوحی رضی اللہ عنہم
(البدایہ والنہایہ ص ۱۱۱) یعنی آپ بارگاہ نبوی کے کاتبان وحی الہی
میں شامل تھے۔ معتد اور معتبر مؤرخ اسلام ابو الفدا حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے
ہیں کہ جب جناب ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو یہ بھی عرض کی تھی۔ ان
یترقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینتہم وھی عزہ بنت ابی سفیان ولسنان
عن ذالک بافتحا أم حنیبہ فلن یقع ذالک وبتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ذالک

کہ آپ ان کی دوسری بیٹی عزہ بنت سفیان سے بھی نکاح فرمائیں تو
آپ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔

حرمیت۔۔۔۔۔ ان تجبوا بین الایمتین (۲۳) (تاریخ ابوالفدا ص ۲۱)

ایک روایت میں ہے۔ کہما کان یومر أم حنیبہ من النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ذی الباب ذاق فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انظروا
من هذا؟ قالوا معاویہ قال اشد نوالہ فدخل وعلى اذنیہ
قلم یخط بہ فقال ما هذا القلم علی اذنیہ معاویہ؟ قال
قلم اعدتہ لله ولرسولہ فقال لہ خذک اللہ عن نبیک
خیراً واللہ ما استکتبتک الا بوحي من اللہ۔۔۔۔۔ فقلت
أم حنیبہ فجلست بین یدیه وقالت یا رسول اللہ۔۔۔۔۔
فادع اللہ لہ فقال اللہم اهدہ بالهدی وجنبہ الردی
واغیرک فی الآخریة والامولی۔

(البدایہ والنہایہ ص ۸۷)

یعنی ایک دن جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ ام حنیبہ رضی
کے ہاں تھے۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا دیکھو کون ہے عرض
کی گئی۔ معاویہ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اُس کو اجازت دو۔ چنانچہ آپ اندر آگئے
اور آپ کے کان پر وہ قلم رکھا ہوا تھا جس سے آپ لکھا کرتے تھے۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے معاویہ! یہ تیرے کان پر کیسا قلم رکھا ہوا ہے
انہوں نے عرض کی آقا یہ قلم میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خدمت کے
بیت بنایا ہوا ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے جزائے
خیر عطا فرمائے اور خدا کی قسم میں نے تو تجھے اپنا کاتب مقرر ہی اس لیے

کیا ہے تاکہ تو اللہ تعالیٰ کی وحی لکھا کرے۔ جناب ام حبیبہؓ انھیں اور حضور کے سامنے جا کر بیٹھ گئیں اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کے لیے دعا فرمادیں تو آپ نے دعا فرمائی۔ اے مولا کریم معاویہؓ کو ہدایت پر قائم رکھنا اور اسے بڑی عادات سے محفوظ رکھنا اور اس کی دنیا و آخرت میں بخشش فرمانا۔

ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ سے آپ کے لیے دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَاَهْدِيْهِ۔

اشعة اللمعات ص ۳۴ / تطہیر الجنان ص ۱۱ / طبرانی مسند ص ۲۳۲ (ترمذی ص ۲۲۵) مشکوٰۃ ص ۵ / طبرانی اور ابن عساکر میں آپ کی دعا میں ایک لفظ زاد ہے۔ الفاظ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَاَهْدِيْهِ وَاَهْدِيْهِ (البدایہ ص ۱۲۱) ابن عساکر ص ۲۵ / ص ۱۲۱) ایک دفعہ آپ نے ان الفاظ سے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ عَلِمَهُ الْعِلْمُ وَاَجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَاَهْدِيْهِ (البدایہ ص ۱۲۱) مدارج النبوة ص ۲۵۹ (البدایہ ص ۸۹ / تطہیر الجنان ص ۱۱۹) آپ کی ایک دعا کے الفاظ اس طرح ہیں۔ اَللّٰهُمَّ عَلِمَهُ مُعَاوِيَةُ اَنْكَبَتِ وَاَلْحَسَابِ وَقَبْلَهُ الْعَذَابِ (مسند امام احمد ص ۱۶۴ / اشعة اللمعات ص ۳۴)

ص ۴۳ / ابن عساکر ص ۲۵ / آپ کی ایک دعا ان الفاظ مبارکہ پر مشتمل ہے۔ اَللّٰهُمَّ عَلِمَهُ اَنْكَبَتِ وَاَلْحَسَابِ وَمَكُنْ لَهُ فِي النَّبَلِ وَقَبْلَهُ سُوءَ الْعَذَابِ (تطہیر الجنان ص ۱۱۶ / محدث ابن کثیر اور حافظ

ابن عساکر اس دعا کے آخر میں صرف وَقَبْلَهُ الْعَذَابِ بیان کیا ہے لفظ "سُوءَ" ذکر نہیں فرمایا (البدایہ ص ۸۹ / ابن عساکر ص ۲۵) جیسا کہ اوپر مسند امام احمد کی روایت میں بھی یہ لفظ مذکور نہیں ہے۔

یعنی۔ اے اللہ تعالیٰ معاویہؓ کو ہمیشہ خود بھی ہدایت پر قائم رکھنا اور اس کو لوگوں کو

ہدایت دینے کی توفیق بھی عطا فرمانا اور لوگوں کو اس کے ذریعے سے ہدایت نصیب بھی فرمانا۔ اے میرے اللہ معاویہؓ کو علم سکھلا دے اور اس کو حساب و کتاب بھی سکھا دے اور اسے عذاب سے محفوظ رکھنا اور اے میرے اللہ اسے دنیا میں بھی مضبوط حکومت عطا فرماتا حضرت وائلہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی دعا کی قبولیت کا اعلان بزبان نبوی دنیا ہی میں کروا دیا تھا۔ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ اَنْتَمَنْ عَلَيَّ وَخِيْبٌ جُبْرِيْنٌ وَاَنَا مُعَاوِيَةُ۔۔۔۔۔ فَخَفِرَ لِمُعَاوِيَةَ ذُنُوْبُهُ وَاَوْفَاؤُهَا حِسَابُهُ وَعَلِمَتْهُ كِتَابُهُ وَجَعَلْتُهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَهَدَيْتُهُ

(ابن عساکر ص ۱۲۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی مجھ تک پہنچانے کے لیے جبریلؑ کو امین بنایا اور میں تے اللہ کے کلام پر (اس کو لکھوا کر قیامت تک کے مسلمانوں تک پہنچانے کے لیے) معاویہؓ کو امین بنایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی الہی کی امت کا حق ادا کرنے پر معاویہؓ کے تمام گناہ بھی معاف فرمادیتے اور اس کی نیکیوں کا اسے پورا پورا ثواب دیا اور اس کو اپنی کتاب کا علم بھی عطا فرمایا اور اس کو ہدایت پر بھی قائم رکھا (رکھے گا) اور یہ لوگوں کو بھی ہدایت کا درس دیں گے اور لوگ ان سے ہدایت حاصل بھی کریں گے۔ جب جناب سیدنا عمر فاروقؓ نے

حصص پر سے عبید بن سعد کو معزول کر کے ان کی جگہ جناب معاویہؓ کو حصص کا گورنر مقرر فرمایا تو بعض لوگوں نے حضرت امیر کے سامنے آ کر جناب امیر معاویہؓ کے متعلق کچھ ناپسندیدہ الفاظ استعمال کیے تو آپ نے فرمایا۔ لا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ

الابخیر خانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول اللهم اهد به واهد (ترمذی ص ۲۲۵) یعنی جناب امیر معاویہؓ کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا کرو کیونکہ

میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا تھا یا اللہ

ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ کرنا۔ (البیاری والنہایہ ص ۳۲۲)

جناب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب محبوب کائنات علیہ التحیۃ والصلوات نے ایک دفعہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ پھر فرمایا۔ اے معاویہ تیرے جسم کا کونسا حصہ میرے جسم کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ قَالَ وَجِہَی فَقَالَ کَہِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللهُ النَّبِیُّ۔

اپنے نے عرض کی۔ آقا میرا چہرہ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو آگ سے محفوظ فرما دیا۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کون سا حصہ میرے ساتھ لگا ہوا ہے۔ قَالَ صَدَہِی قَالَ حَسْبَہُ اللهُ عَلِمْنَا وَآیْمَانَا

وَنُؤْمُرَا۔ عرض کی آقا۔ میرا سینہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے سینے کو علم، ایمان اور نور سے معمور فرما دے گا۔ پھر آپ نے فرمایا اور کون سا حصہ میرے ساتھ لگا ہوا ہے۔ قَالَ بَطْنِی قَالَ عَصْمَةُ اللهُ بِہَا عَصَمَ بِہِ الْاَوْدِیَاءُ۔ عرض کی آقا۔ میرا پیٹ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے پیٹ کو ان تمام چیزوں سے (رزق حرام) سے محفوظ رکھے گا۔

جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کے پیٹوں کو محفوظ رکھتا ہے (غور فرمائیں) غیر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اللہ کے ولیوں میں سے ہونا بھی بیان فرما دیا۔ اب ذرا بخاری ص ۱۲۱ کی حدیث قدری ایک بار پھر پڑھ لیں۔ مَنْ غَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتَهُ بِالْحَرْبِ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جو میرے کسی ولی سے عداوت یا بغض و عناد رکھے اُس کو میری طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔ تو جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ کے جلیل القدر ولی ہیں تو پھر آپ کا دشمن اور آپ سے بغض و عناد رکھنے والا بھی اللہ تعالیٰ کے غضب و قہر کو دعوت دے رہا ہے نفوذ باللہ من ذالہ)

پھر آپ نے فرمایا اور تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے ساتھ لگا ہوا ہے۔ قَالَ كَلْبِي قَالَ نَفَرَ اللهُ نَفْسًا وَوَقَّكَ الْحِسَابَ وَعَلَّمَكَ الْكِتَابَ وَجَعَلَكَ هَادِيًا وَهَدَاكَ وَهَدَى بِكَ (مختصر تاریخ دمشق ص ۲۵۹) جناب امیر معاویہ نے عرض کی آقا میرا سارے کا سارا جسم ہی آپ کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تجھے حساب سے بچالے گا اور تجھے کتاب اللہ کا علم بھی عطا فرمائے گا اور تجھے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا دے گا اور تجھ سے لوگوں کو بھی ہدایت نصیب ہوگی۔

صحاح سننہ کی اس حدیث اللہم اجعلہ حادیا مہدیا و اھدیا بہ کے تحت محدث طیبی نے وضاحت لکھی۔ سَنَّ مَهْدِيًّا تَأْكِيْدًا وَ اَهْدِيًّا تَكْمِيْلًا يَعْنِيْ اَنْتَ كَامِلٌ وَ مُكْمَلٌ وَلَا اِدْرِيَابَ اِنَّ دُعَاءَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجَابٌ فَمَنْ كَانَ هَذَا حَالَهُ كَيْفَ مَيُوْتَابَ فِي حَقِّهِ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۵۱)

”واھدیبہ“ ہادی کے کام کے پورا ہو جانے اور اس کے اپنے کام میں کامیاب ہونے کے لیے لایا گیا ہے کیونکہ بعض دفعہ ہدایت کرنے والے رخصتیت سے ہدایت کرتے ہیں اور خدا کے فضل سے خود بھی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں لیکن اُن کی کوئی مانتا نہیں ہے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر معاویہ کے لیے دعا فرماتے ہوئے ”مہدینا“ کے الفاظ لاکر آپ کی ذات کا ہدایت یافتہ ہونا بھی بیان فرما دیا اور ”واھدیبہ“ کے ساتھ آپ کی صفت ”ھادی“ کا پورا ہونا اور آپ کا اس کام میں کامیاب و کامران ہونا بھی بیان فرما دیا۔

یعنی آپ کی ذات ہر طرح کامل و مکمل ہے اور اس میں کیا شک ہو سکتا ہے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ سے آپ کے لیے دعا فرمائی ہے اور یہ ایک یقینی بات ہے کہ آپ کی دعا بارگاہ خداوندی میں ضرور قبول ہوتی ہے۔ محدث ابن حجر ہیتمی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ فَمَا مَثَلُ هَذَا الدُّعَاءِ مِنَ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ وَأَنَّ أَدْعِيَتَهُ لَمْ مَسْتَه لَهَا سَيِّمًا أَصْحَابِهِ مَقْبُولَةً خَيْرٌ مَزُودًا لَعَلَّ أَنْ اللَّهُ سُبْحَانَهُ اسْتَجَابَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الدُّعَاءَ لِمُعَاوِيَةَ فَبَعَلَهُ صَادِيًا بِلِثَامٍ وَمَهْدِيًا فِي نَفْسِهِ۔

(تظہیر الجنان ص ۱۲) یعنی عزیز و کریم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ دعا فرمادی ہے اور حضور کی دعائیں بالخصوص صحابہ کرام کے لیے تمام امت کے لیے بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوتی ہیں۔ رو نہیں کی جائیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی قبولیت پر یقین رکھتے ہوئے تجھے یہ مان لینا چاہیے کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ لوگوں کو ہدایت دینے والے بھی تھے اور خود ہدایت یافتہ بھی تھے۔

جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ أَمَّا مَنْ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ بِرَدَائِعٍ مِنْ نُورٍ أَلِيمٍ۔

(ابن عساکر ص ۲۵) کہ آپ کی امت کے دن اسی حال میں آئیں گے کہ آپ پر ایک نورانی چادر ہوگی جو کہ آپ کے ایمان کے نور کی ہوگی۔

ایک دفعہ جناب سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جناب حذیفہ بن یمان

کو مخاطب کر کے فرمایا۔ أَلَسْتَ شَهِيدًا يَوْمَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاوِيَةَ يُخَشِّرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ مِنْ نُورٍ ظَاهِرٌ هَارِمٌ مِنَ الرَّحْمَةِ وَبَاطِنُهُ مِنَ الرَّضَا يَفْتَخِرُ بِهَا فِي الْجَمْعِ بِكِتَابَةِ الْوَجْهِ يَمِينِ يَدِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَذِيفَةُ نَعَمْ۔

(ابن عساکر ص ۲۵) کیا آپ اس دن وہاں موجود نہیں تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر معاویہ کو کہا تھا کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئیں گے کہ وہ ایک نور کا لباس پہنے ہوں گے۔ اس کا ظاہر اللہ کی رحمت ہوگی اس کا باطن اللہ کی رضا ہوگی اور اس کی وجہ سے وہ تمام میدانِ محشر میں فخر کریں گے اور یہ نور کا لباس آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وحی الہی کی کتابت کرنے کی وجہ سے عطا ہو گا۔ جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ رکن یمان اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر یہ دعا فرما رہے تھے۔ اللَّهُمَّ حَتْمًا بَدَنَ مُعَاوِيَةَ عَلَى النَّاسِ۔

(ابن عساکر ص ۲۵) اے میرے اللہ معاویہ کے جسم کو آگ پر حرام فرما دے جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ الشَّائِقُ فِي فَضْلِكَ يَا مُعَاوِيَةَ تَنْشَقُّ الْأَنْفُسُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَفِي حُنُوقِ طُوقِ نَاهِرٍ۔

(ابن عساکر ص ۲۵) اے معاویہ جو تیری فضیلت میں شک کرے گا وہ جب قیامت کر اٹھے گا تو اس کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا۔

جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب

رسول کریم علیہ التعمیہ والسلام نے فرمایا: يَطْلَعُ عَلَيْكُمْ مَجْلٌ مِّنْ أَهْلِ
الْجَنَّةِ فَيَطْلَعُ مَعَاوِيَةَ..... فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ هَذَا قَالَ لَعَنَهُ
(ابن عساکر ۲۵ ص ۱۲) ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آ رہا ہے۔ چنانچہ
جناب معاویہ آ گئے۔ میں نے عرض کی اتنا یہی وہ جنتی آدمی ہیں جن کے متعلق
ابھی ابھی آپ فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ یہی ہیں۔ جناب سیدنا
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا: يَا
أَبَا هُرَيْرَةَ إِنَّ فِي جَهَنَّمَ كَلَابًا..... يُسَلِّطُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنْ
لَعَنَ مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ - (ابن عساکر ۲۵ ص ۱۲) اے ابو ہریرہ دونوں
میں کچھ (خوشخوار) کتے ہوں گے وہ اُس بد بخت پر چھوڑے جائیں گے جو دنیا
میں معاویہ پر لعنت کرتا رہا ہوگا۔ جناب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ
بیان فرماتے ہیں: فَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَفَاضَلْ أَمْحَابِكَ
مِنَ قُرَيْشٍ وَيَفْتَخِرُونَ عَلَيَّ أَيْ جِئْنَا بِأَيْعُوكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْتَخِرُونَ أَحَدًا عَلَيَّ أَحَدٌ فَلَقَدْ بَايَعَ كَمَا
بَايَعُوا وَعَرَّجَ مَا سَأَلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ
فَقَعَدْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَطَلَعَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَ
سَائِرُ النَّاسِ..... فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالَّذِي بَعْثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَقَدْ بَايَعَ مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ
كَمَا بَايَعْتُمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا عَلِمْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّهُ فِي
وَقْتِ مَا قَبِضَ اللَّهُ تَعَالَى قَبْضَهُ مِنَ الزُّرْقِ قَالَ فِي الْجَنَّةِ وَلَا أَبَائِي
كُنْتُ أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَحَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ
وَسَعْدٌ وَسَجْدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

وَمَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ فِي تِلْكَ الْقَبْضَةِ وَلَقَدْ بَايَعَ كَمَا بَايَعْتُمْ وَنَصَحَ
كَمَا نَصَحْتُمْ وَعَفَّرَ رَأْسَهُ لَكُمْ كَمَا عَفَّرَ رَأْسَهُ لَكُمْ وَأَبَاخَ الْجَنَّةَ كَمَا أَبَاخَ كُمْ
(ابن عساکر ۲۵ ص ۱۵) اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض
کی انا آپ کے جن قریشی صحابہ نے آپ سے حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان
کی تھی وہ میرے بھائی معاویہ پر اپنی بڑائی جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی
بھی ایک دوسرے پر بڑائی نہ جتاے اور اپنے آپ پر فخر نہ کرے کیونکہ معاویہ
نے بھی اسی طرح بیعت کی ہے جس طرح انہوں نے بیعت کی تھی۔ پھر آپ
خانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آ گیا چنانچہ
آپ مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ جناب سیدنا ابوبکر صدیق جناب سیدنا
عمر فاروق جناب سیدنا عثمان ذوالنورین جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور
دیگر بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر خدمت ہوئے تو آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے رب ذوالجلال کی قسم جس نے مجھے سچا
نبی بنا کر بھیجا ہے۔ معاویہ بن ابی سفیان نے بھی اسی طرح مجھ سے بیعت
رضوان کی ہے جس طرح تم نے کی تھی تو جناب سیدنا ابوبکر صدیق نے
عرض کی انا ہمیں تو مسلمان نہیں ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا یہ اُس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے ارواح میں سے
ایک سٹھی بھری اور فرمایا یہ جنت میں ہوں گے اور مجھے اس سے کچھ فرق
نہیں پڑتا اور اس سٹھی بھری میں اے ابوبکر تیری عمر کی عثمان کی۔ علی کی۔
طلحہ کی۔ زبیر کی۔ سعد کی۔ سعید کی۔ عبدالرحمن بن عوف کی، ابوعبیدہ بن جراح
اور معاویہ بن ابوسفیان کی روئیں تھیں۔ لہذا معاویہ نے بھی مجھ سے ویسے
ہی بیعت کی تھی۔ جس طرح تم نے بیعت کی تھی۔ اُس کو بھی ویسی ہی

فضیلت ملی جیسے تم کو ملی۔ اُس کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی بخش دیا جیسے تم کو بخشا تھا اور اُس کو بھی ویسے ہی جنتی فرما دیا جیسے تم کو جنتی بنا دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری امت میں سب سے رحم دل البرکتر ہیں اور عمر فاروق اللہ کے دین میں بہت مضبوط ہیں اور عثمان بہت زیادہ حیا والے ہیں اور سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والے علی المرتضیٰ ہیں اور ہر ایک نبی کے کچھ حواری ہوتے ہیں۔ میرے حواری طلحہ اور زبیر نہیں اور سعد بن ابی وقاص جیسے جگہ بھی ہوں گے حق اُن کے ساتھ ہو گا اور سعید بن زید جو کہ عشو و مشو میں سے ہیں اللہ تعالیٰ کے بہت پیارے بندوں میں سے ہیں اور عبدالرحمن بن عوف اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ تاجروں میں سے ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح اللہ اور اللہ کے رسول کا امین ہے۔ وَصَاحِبٌ يَسْتَحْيُ مَخَاوِيَةَ بَنِي سُفْيَانَ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَقَدْ أَحَبَّنَا وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَقَدْ أَبْغَضَنَا (تظہیر النجاشی ص ۱۳) اور میرا راز دار معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ جس نے ان سب سے محبت رکھی وہ نجات پا گیا اور جس نے ان سے عداوت رکھی وہ ہلاک ہو گیا۔ بخاری شریف میں حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا سے ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

يَقُولُ أَدُلُّ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَخْرُفُونَ الْبُحَيْرَةَ قَدْ أُذْجِبُوا قَالَتْ أُمَّرُ حَرَامٍ قُلْتُ يَا مَسْئُومُ اللَّهُ أَنَا فِيهِمْ قَالَ أَنْتِ فِيهِمْ -

(بخاری شریف ص ۴۴) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں سے پہلا لشکر جو بحری جنگ لڑے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت واجب فرمائے گا۔ اُم حرام فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس بحری جنگ میں شامل ہو سکوں گی تو آپ نے

فرمایا۔ ہاں اے اُم حرام تو بھی انہی میں سے ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ بحری جنگ کب ہوئی تھی جس میں نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی حضرت اُم حرام کی شریعت بیان فرمادی تھی۔ بخاری ہی میں اس کا جواب موجود ہے۔ فَزَكَيْتَ الْبُحَيْرَةَ مَا مَانَ مَخَاوِيَةَ فَصَوَّرَتْ هُنَّ ذَاتَهُنَّ لِحَيْنٍ خَرَجَتْ مِنَ الْبُحَيْرِ فَهَيْلَكُتْ -

بخاری ص ۲۴۳ (مسلم ص ۱۲۲) یعنی آپ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری کے زمانے میں سمندر پر سوار ہوئیں اور جب آپ سمندر سے پار ہو گئیں تو اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ ”ذَمَانَ مَخَاوِيَةَ“ کا ترجمہ ”آپ کی سپہ سالاری میں جو کیا گیا یہ صحیح نہیں ہے تو جناب امیں بخاری کی ایک روایت سے اس کی حجت کرتے ہیں۔ فَخَرَجَتْ مَعَ ذُو جَهَانَ عِبَادَةَ بِنِ الصَّامِتِ عَسَائِنَا

أَدُلُّ مَا كَبَّ الْمُسْلِمُونَ مَعَ مَخَاوِيَةَ..... الخ (بخاری ص ۴۲۳) یعنی حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اُس جہاد کے لیے نکلیں جو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ان کی سپہ سالاری میں) مسلمانوں نے پہلا بحری جہاد کیا تھا۔۔۔ الخ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت اُم حرام جس جہاد میں شامل ہوئی تھیں۔ اُس میں جناب سیدنا امیر معاویہ بذات خود شامل تھے بلکہ اُس لشکر کے سپہ سالار تھے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ پہلا بحری جہاد تھا اور چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ”پہلا جہاد جنت میں سے ہے جو پہلا لشکر بحری جنگ لڑے گا اُس پر جنت واجب ہوگی“ تو جب حضور کی امت میں سے پہلا بحری جہاد ہے۔ جس میں حضرت اُم حرام

میں شامل ہوئیں تو جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بذات خود اس میں شامل ہوئے تو حضور کی بشارت کے مطابق یہ تمام لشکر یقینی جنتی ہے اور ان جنتیوں کے سردار جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (تاریخ الامم و الامم پر ہے) * اَمْرٌ عَظِيمٌ بِنْتِ مَلْحَانَ الرُّمَّانِيَّةِ فَسَقَطَتْ عَنْ دَابَّتِهَا فَمَاتَتْ شَهِيدًا هُنَاكَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهَا بِهَذَا الْجَنِيثِ وَدَعَا لَهَا -

(ابن عساکر ۲۴ ص ۴۰۲) اس کا ترجمہ تندر

المنفذ اُردو ص ۲۳ سے نقل کرتا ہوں۔ ۲۴ء میں امیر معاویہ نے جہاز کے ذریعہ لشکر لے جا کر جزیرہ قبرص پر حملہ کیا اور اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا اس لشکر میں مشہور صحابی حضرت عبادہ بن صامت اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ کے ساتھ موجود تھے آپ کی بیوی بار بار جہاز سے گر گئیں اور اسی صدمہ سے ان کا انتقال ہو گیا اور ان کو وہیں قبرص میں دفن کر دیا گیا اس لشکر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی (نیر بعد من چلے قسطنطنیہ کی جنگ کے حوالے سے یزید کو زبردستی جنتی بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اولاً تو وہ روایت مضطرب ہے نیز شاذ بھی ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ منکر بھی ہے اور بشارت والے الفاظ سدرج ہیں۔ اس کے چاروں راوی نامعتبر ہیں اور اگر ضرور اس روایت اور اس میں مذکور بشارت کو صحیح ہی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی یزید پلید اس بشارت کا مستحق نہیں ہو سکتا کیونکہ بشارت مخصوص ہے "اَوَّلُ الْجَنِيثِ" یعنی پہلے لشکر کے ساتھ تقریباً تمام تواریخ اسلام اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ خلافت عثمانیہ میں حضرت امیر معاویہ نے فرمایا تھا لہذا پھر بھی آپ ہی جنتی

ہوئے ٹھہرے کیونکہ یزید تو ۲۶ یا ۲۷ء میں پیدا ہوا جبکہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ ۳۲ء میں ہوا۔ اس وقت یزید لعین تو ابھی کہیں کھلونوں سے کھیل رہا ہو گا۔ اس روایت میں جو دو جنگیں مذکور ہیں وہ دونوں جناب سیدنا امیر معاویہ ہی نے لڑی ہیں لہذا اس میں مذکور دونوں بشارتیں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کو حاصل ہوں گی)

جناب سیدنا امیر معاویہ کا ایمان لانا

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نقل فرماتے ہیں۔

اسلام دے پیش از فتح است یعنی پیش از پدرو پیش از ان کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ در آید و فتح کند اور مکہ رفت دریافت طریق آنحضرت را و اسلام اور دو روایت است کہ دے میگفت اسلام آوردم یوم القضیہ یعنی عمرۃ القضاء و ملاقات کردم و ملا آنحضرت را مسلمان۔ (مدارج النبوة ۲ ص ۵۳۹) اہل میر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ آنے اور مکہ کو فتح کرنے سے قبل ہی امیر معاویہ اسلام لاپچکے تھے۔ انہوں نے اس سے پہلے جا کر آنحضرت کا طریقہ دریافت کیا تھا اور مسلمان ہو گئے تھے۔ روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں عمرۃ القضاء کے روز اسلام لے آیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحالت ایمان ہی میری ملاقات ہوئی تھی۔ (مدارج النبوة اردو ۲ ص ۴۳۴)

حافظ ابن عساکر نقل فرماتے ہیں۔ قَالَ صُحَابِيَةٌ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنَ النَّبِيِّ وَدَاغُوا بِالذَّاحِ وَكَتَبُوا بَيْنَهُمُ الْقَضِيَّةَ

* وَفِي سَنَةِ سِتٍّ وَخَمْسِينَ عَزَمَ عَامُ بَنِي قَبْرِصَ فَرَسًا

وَقَعَ إِلَى سَلَامٍ فِي قَلْبِي - (ابن عساکر ۲۳ ص ۴۰۳) یعنی جس سال
 صلح حدیبیہ ہوئی۔ جب قریش مکہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے اور غزوہ کرنے سے روک دیا تھا۔ اور ان کے درمیان
 جب صلح نامہ لکھا گیا اس وقت ہی اسلام میرے دل میں گھر کر گیا تھا۔ فَأَسْلَمْتُ
 وَأَخْفَيْتُ إِسْلَامِي فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَحَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَإِنِّي مُصَدِّقٌ بِهِ..... وَدَخَلَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ الْقُضَيْبَةَ وَأَنَا مُسْلِمٌ
 مُصَدِّقٌ بِهِ..... وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 غَامًا فَفُتِحَ فَأُظْهِرْتُ إِسْلَامِي وَكَلِمَتُهُ قَرَّعَتْ بِي وَكَلِمَتُ
 لَهُ..... وَشَهِدَ مُعَاوِيَةَ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَنَابَةِ حُنَيْنٍ مِائَةً مِنَ الْإِيلِ وَ
 أُمِّ بَعِينٍ أَوْقِيَةَ وَمِنْهَا بِلَالٌ - عن جابر قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم أتاني جبريل فقال اتخذ معاوية
 كاتبًا - (ابن عساکر ۲۳ ص ۴۰۳) أَنَّهُ قَالَ أَسْلَمْتُ يَوْمَ عُمُرَةَ
 الْقَضَاءِ وَكَلِمَتِي كَلِمَتُ إِسْلَامِي مِنْ أَبِي إِلَى يَوْمِ الْفَتْحِ (تاريخ ابن
 کثیر ص ۲۱) قَالَ أَسْلَمْتُ يَوْمَ الْقَضِيَّةِ وَلَكِنْ كَسَفَتْ إِسْلَامِي
 مِنْ أَبِي..... وَلَقَدْ دَخَلَ هَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَكَّةَ فِي عُمُرَةَ الْقَضَاءِ وَإِنِّي مُصَدِّقٌ بِهِ ثُمَّ لَمَّا دَخَلَ عَامَ
 الْفَتْحِ أَظْهِرْتُ إِسْلَامِي فَبِحَتُّهُ قَرَّعَتْ بِي وَكَلِمَتُ بَيْنَ يَدَيْهِ
 قَالَ وَقَدَى وَشَهِدَ مَعَهُ حُنَيْنًا وَأَعْطَاهُ مِائَةً مِنَ الْإِيلِ
 وَأُمِّ بَعِينٍ أَوْقِيَةَ مِنْ ذَهَبٍ وَمِنْهَا بِلَالٌ وَشَهِدَ الْيَمَامَةَ

وَزَعَمَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ هُوَ الَّذِي قَتَلَ مُسَيْلِمَةَ كَلَاهِ
 ابْنِ عَسَاكِر (ص ۲۵ ص ۱۶) وَقَدْ يَكُونُ لَهُ شُرَكَاءُ فِي
 قَتْلِهِ وَإِنَّمَا الَّذِي طَعَنَهُ وَحَشَى..... وَتَفَرَّدَ بِهَا
 لِسُوْدٍ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ ثُمَّ لَمَّا أَسْلَمَ حَسَنٌ بَعْدَ ذَلِكَ
 إِسْلَامَهُ وَكَانَ لَهُ مَوَاقِفُ شَرِيفَةٌ وَأَشَارٌ بِحُمُ
 دَةٍ فِي يَوْمِ الْيَرْمُوكِ وَمَا قَبْلَهُ وَمَا بَعْدَهُ..... وَرَأَى
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً
 فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ السَّنَنِ وَالْمَسَانِيدِ (البدایہ
 والنہایہ ص ۸ ص ۱۱) عَلَى مَا كَلَّمَ فِي الْوَأَقْدَى بَعْدَ
 الْحُدَيْبِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ بِلَ يَوْمِ الْحُدَيْبِيَّةِ وَكَلِمَةُ إِسْلَامِي
 مَعَهُ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى أَظْهِرَهُ يَوْمَ الْفَتْحِ فَهُوَ فِي
 عُمُرَةَ الْقَضِيَّةِ الْمَتَأَخَّرَةِ عَنِ الْحُدَيْبِيَّةِ الْوَأَقْدَى
 سَنَةَ سَبْعٍ قَبْلَ فَتْحِ مَكَّةَ بِسَنَةِ كَانَتْ مُسْلِمًا
 (تطهير الجنان ص ۷) أَنَّهُ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا وَأَعْطَاهُ مِنْ
 غَنَابَتِهِمْ هَوَازِيمَ مِائَةً بِجَبْرِ وَأُمِّ بَعِينٍ أَوْقِيَةَ
 مِنْ الذَّهَبِ..... وَإِنَّمَا أَعْطَاهُ زِيَا دَةً
 فِي تَالِيْفِ أَبِيهِ بِكَوْنِهِ مِنْ الْكَابِرِ مَكَّةَ وَأَشْرَا
 فِيهِمْ

(تطهير الجنان ص ۸)

أَشْهَ اسْلَمَ بَعْدَ الْخُدَيْبِيَّةِ وَكَتَمَ إِسْلَامَهُ حَتَّى أَظْهَرَ عَامَ
الْفَتْحِ وَإِنَّهُ كَانَ فِي عُمَرَةَ الْقَضَاءِ مُسْلِمًا..... وَحَلَّى ابْنُ
سَعْدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَقَدْ اسْلَمْتُ قَبْلَ عُمَرَةَ الْقَضِيَّةِ وَلَكِنِّي
كُنْتُ أَخَافُ. (الإصابة في تمييز الصحابة ۳۷ ص ۳۲۳) وَقَدْ تَرَوَى عَنْ
مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ قَالَ اسْلَمْتُ يَوْمَ الْقَضِيَّةِ لَقِيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْلِمًا. (الإصابة على الإصابه ۳ ص ۳۹۵) اسْلَمَ
يَوْمَ الْفَتْحِ وَقِيلَ قَبْلَ ذَلِكَ (تهذيب التهذيب ۱۰ ص ۲۰۷)
اسْلَمَ قَبْلَ الْفَتْحِ وَكَتَمَ الْوَحْيَ (تقريب التهذيب ص ۳۳۱)

یعنی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے دن ہی خفیہ طور پر
پچھے دل سے ایمان لاپچکے تھے۔ (اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے آپ کا بیعت رضوان میں شامل ہونا اور بیعت رضوان والوں کا درجہ اور
ثواب ان کو بھی حاصل ہونا بیان فرمادیا ہے (حوالہ اوپر گزر چکا۔ ابن مسعود ۱۵ ص ۱۵)
لیکن اپنے باپ کے خوف سے اپنے ایمان کا اظہار نہ کیا۔ (اور یہ اسلام میں
جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ
غزوة بدر کے دن دل سے تو اسلام قبول کر چکے تھے لیکن فتح مکہ کے دن تک
اپنی برادری کے طعن و تشنیع کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رکھا یعنی تقریباً
سات سال تک۔ جبکہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو صرف ایک
سال تک اپنا اسلام لانا پوشیدہ رکھا) اور ۱۰ ص ۳۷ میں آئندہ سال جب جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ والے عمرے کی قضا کے طور پر۔
عمرۃ القضاء کے لئے تشریف لائے تھے اس وقت بھی آپ کامل واکمل مومن
تھے حتیٰ کہ فتح مکہ کے دن جب آپ کے باپ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ

نے اسلام قبول کر لیا تو پھر آپ نے بھی اپنا ایمان ظاہر فرمادیا اور آپ حضور
کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ بہت خوش ہوئے اور انہیں خوش آمدید کہا
اور اللہ تعالیٰ کے حکم، جبریل امین کے مشورے اور حضرت ابوسفیان کی عرض پر
آپ کو اپنا کاتب وحی مقرر فرمایا۔ چونکہ جو باز کسی کا پرسنن سیکرٹری اور منشی
جانتا ہے وہ دوسرے لوگ نہیں جانتے ہوتے لہذا آپ ان کو اللہ کی وحی کا
امین اور اپنا راز دار فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ صرف وحی الہی ہی نہیں بلکہ آپ
کے باقی خطوط بھی آپ کی اجازت اور حکم سے لکھا کرتے تھے۔ اور غزوة خنین
میں بھی آپ نے شامل ہو کر جہاد فرمایا اور حضور نے آپ کو مال غنیمت میں سے
سواونٹ اور چالیس اوقیہ سونا بھی عطا فرمایا تھا۔

جنگ یرموک میں اور اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی آپ
کے بڑے کارنامے ہیں۔ آپ حضور کے حبیب القدر صحابی بھی ہیں آپ کے
سارے بھی ہیں۔ (آپ کے ہم زلف بھی ہیں کیونکہ حضور کی زوجہ محترمہ ام المومنین
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن۔ قرینۃ الصغری۔ حضرت امیر معاویہ
کی بیوی تھیں۔ کتاب المنیر) اور حضور کی بہت سی احادیث ان سے بخاری
مسلم اور ان کے علاوہ اکثر سنن اور مسانید میں روایت کی گئی ہیں۔ (آپ کی
مردی احادیث کی تعداد امام جلال الدین سیوطی اور امام ابن حجر عسقلانی نے ایک سو
تیرسٹھ بیان کی ہے۔ ان میں سے چار احادیث تو ایسی ہیں جن کو امام بخاری اور
مسلم نے متفقہ طور پر نقل کیا ہے اور چار ایسی روایات ہیں جو امام بخاری نے تو
نقل کی ہیں لیکن امام مسلم نے ان کو نقل نہیں فرمایا۔ اس طرح بخاری میں آپ کی
روایات کی تعداد آٹھ ہو گئی اور ان میں سے پانچ روایات ایسی ہیں جن کو امام مسلم
نے تو ذکر فرمایا ہے لیکن انہیں امام بخاری نے نقل نہیں فرمایا۔ اس طرح مسلم شریف

میں آپ کی روایات کی تعداد نو ہو گئی۔ (تاریخ اختلاف ص ۱۱۳، تطہیر الجنان ص ۲۸) اسی طرح باقی تمام حدیث کی کتابوں میں آپ کی روایات احکام کے ضمن میں بھی بیان کی گئی ہیں۔ اس سے محدثین، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اور دیگر آئمہ اسلام کے نزدیک آپ کی ثقاہت ثابت ہوئی درہ آپ کی روایات کو کبھی بھی اپنی کتب میں درج نہ فرماتے اور آپ کی بیان کردہ احادیث سے وہ کبھی بھی مسائل کا استنباط نہ کرتے۔ چنانچہ امام مسلم فرماتے ہیں۔ اِذَا كَانَ خَبْرًا نَفَاسِقٍ غَيْرَ مَقْبُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا أَنَّ شَهَادَةَ شَاةٍ مَرَّةً وَذَوَّةً عِنْدَ حَبِيبِ جَدِّهِ۔ (مقدمہ مسلم ص ۶) یعنی علماء کے نزدیک فاسق کی حدیث مقبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ فاسق کی گواہی مردود ہوتی ہے۔ اور یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے۔ اور یہی امام مسلم اپنی صحیح مسلم میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تو روایات نقل فرما رہے ہیں۔ مسئلہ واضح ہے۔

فافهموا یا اولی الابصار۔

نیز مسیلمہ کذاب۔ جس نے حضور کے زمانہ ظاہری ہی میں نبوت کا مجھوٹا دعویٰ کر دیا تھا۔ اس سے خلافت صدیقی میں جب جنگ لڑی گئی تھی جو جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے بلکہ آپ مسیلمہ کو قتل کرنے میں شریک تھے۔ جبکہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اس کو نیزہ مارا تھا تو آپ نے بھی تلوار سے اس پر وار کیا تھا اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ بعد میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کر دیا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۸۷، ابن عساکر ص ۲۵ ص ۱۶)

بعض حضرات اس شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کو باغی گروہ قتل کرے گا اور وہ لوگ ان کو دوزخ کی طرف

بلانے والے ہوں گے۔ چونکہ حضرت عمار بن یاسر کو لشکر امیر معاویہ نے قتل کیا تھا لہذا۔ وہ اور ان کا امیر سب دوزخی اور باغی ہوئے۔ تو جناب اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ اولاً تو محدث ابن حجر ہیتمی لکھتے ہیں کہ جب یہ حدیث جناب امیر معاویہ کو سنائی گئی تو آپ نے فرمایا۔ اِنْحَنُّ قَتْلَنَا، اِنَّمَا قَتَلْتَهُ مِنْ جَانِبِهِ فَالْقَوْلُ بِالْبَيِّنَاتِ مَا جِئْنَا فَضَامًا مِنْ عَسْكَرِ مُعَاوِيَةَ (تطہیر الجنان ص ۳۳) حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمار کو ہم نے قتل نہیں کیا بلکہ ان کو تو ان ہی لوگوں نے قتل کیا تھا جو ان کے ساتھی تھے۔ (یاد رہے معتبر تواریخ اسلام سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علی کے لشکر میں کچھ شریکیند عناصر بھی شامل ہو گئے تھے۔ دراصل وہی جنگ کا سبب بھی بنے تھے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہی آپ کو ہجوم میں شہید کر دیا ہو) اور وہ لوگ آپ کو شہید کر کے ہمارے درمیان پھینک گئے۔ اس طرح آپ کا قتل لشکر معاویہ کے ذمہ لگ گیا۔ اس طرح تو معاملہ ویسے ہی بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ جن شریکیندوں نے آپ کو شہید کیا تھا واقعی وہ باغی گروہ تھا جن کا تعلق حقیقی طور پر حضرت علی کے ساتھ بھی نہیں تھا۔ بلکہ محض انتشار پیدا کرنے کی خاطر وہ حضرت علی کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ اور اگر اس بات کو نہ مانا جائے تو دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ روایت نامعتبر اور ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کے تین راوی مسند، عبدالغفر بن مختار اور خالد الحزرا۔ آئمہ حدیث اور آئمہ جرح و تعدیل کے نزدیک نامعتبر ہیں۔ اسماء الرجال کی کتب ملاحظہ فرمائیں۔ آپ پر حق واضح ہو جائے گا۔ نیز لشکر امیر معاویہ میں صحابہ کرام کی بہت بڑی تعداد شامل تھی۔ بالخصوص۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ جن کے متعلق حضور صاف صاف نام لیکر ان کا جنتی ہونا

بیان فرما چکے ہیں کیا معاذ اللہ یہ تمام صحابہ اور عشرہ مبشرہ میں شامل صحابہ جو ان جنگوں میں حضرت علی کے مقابل تھے اور سیدنا امیر معاویہ کی حمایت میں لڑے تھے کیا وہ بھی دوزخی ہوں گے یا یہ حکم صرف ایک حضرت امیر معاویہ ہی کے متعلق ہے۔ اگر وہ سب حضرت علی کے مقابل ہونے کے باوجود بھی جنتی ہیں تو پھر حضرت امیر معاویہ کے جنتی ہونے پر بھی اس سبب سے کوئی سب و طعن نہیں کیا جاسکتا۔ اور حد تو یہ کہ خود حضرت علی بھی ان کو جنتی فرماتے ہیں۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي رَافِعٍ إِنَّهُ عُنْتُ قِتْلَةَ عِيٍّ وَقَتْلِي مُعَاوِيَةَ فِي الْجَنَّةِ سَرَدَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَرَجَالَهُ وَقَتُوا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵۰ ص ۳۰۳، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۵۷) یعنی آپ نے فرمایا۔ میری اور معاویہ کی جنگ میں قتل ہونے والے دونوں طرف کے لوگ جنتی ہیں۔ اسی لئے جناب علی المرتضیٰ نے ان تمام مقتولین کا جنازہ بھی پڑھا تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر ۲ ص ۲۵۷) نیز جناب سیدنا علی المرتضیٰ نے وضاحت فرمادی ہے۔ اِنَّكُمْ لِقَاتِلَهُمْ عَنِ التَّكْفِيرِ وَلَكُمْ لِقَاتِلَهُمْ عَلَيَّ التَّكْفِيرِ لَنَا وَلِكِتَابِ آيَاتِنَا اَنَا عَلِيُّ الْحَقِّ ذَمًّا اَوْ اٰحْتَهُمْ عَلَيَّ حَقًّا۔ (قرب الاسناد ص ۴۵) آپ نے فرمایا کہ نہ تو ہم ان سے اس لئے لڑے کہ وہ ہمیں کافر کہتے تھے اور نہ ہی ہم ان سے اس لئے لڑے کہ ہم ان کو کافر کہتے تھے بلکہ (ایک معاملہ تھا اس میں) ہم سمجھتے تھے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ وہ حق پر ہیں۔ (اسی غلط فہمی کی بنا پر لڑائی ہو گئی) بلکہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے بعد اپنے تمام حکام کو یہ حکم نامہ بطور وضاحت لکھ کر روانہ فرمایا تھا۔ وَالْقُلُوبُ هِيَ اَنْ تَمَّا بِنَا وَاَجِدُ وَنَبِيْنَا وَاَجِدُ وَدَعُوْنَا فِي الْاِسْلَامِ وَاَجِدُ وَلَا نَسْتَزِيْدُ صُمْ فِي الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالصُّنْدُوقِ بِرِسُوْلِهِ وَلَا

يَسْتَزِيْدُ مِنَّا اَلْاَمْرُ وَاَجِدُ اَلَّا مَاخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُمَرَ وَنَحْنُ مِنْهُ بَرَآءٌ (شرح البلاغہ ص ۴۴۸) یعنی یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہمارا رب ایک ہے۔ نبی ایک ہے۔ دعوت اسلام بھی ایک ہے۔ نہ تو ہم ایمان با اللہ اور تصدیق بالرسول میں ان سے کسی بڑائی کے دعوے دار ہیں اور نہ ہی اس معاملہ میں وہ ہم پر کچھ بڑائی جتاتے ہیں۔ ہمارا معاملہ بالکل ایک جیسا ہے۔ دراصل ہم میں اختلاف تو صرف حضرت عثمان کے خون کے متعلق پیدا ہوا۔ (اور خدا گواہ ہے کہ) ہم اس سے بری ہیں۔

اور جنگ جمل کے موقع پر جب جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شامی لشکر کے ذمہ دار افراد سے پوچھا تھا کہ تم کیا چاہتے ہو تو۔ قَالُوا نَطْلُبُ بِدَمِ عُمَرَ۔ (تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۸۲) تو انہوں نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم تو صرف حضرت عثمان کے خون کا بدلہ چاہتے ہیں۔ بلکہ جنگ صفین کے بعد جناب سیدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ لَا تَكْرَهُوْا اَمَّا هَآءِ مُعَاوِيَةَ وَاللّٰهَ لَبِئْسَ فُقْدًا فَمَوَّءٌ نَكَاتٍ اَنْظُرُ اِلَى التَّرْوَدِ مِنْ تَنْدُرٍ عَنْ كَوَا هِلَهَا كَمَا اَلْحَمْلُظَل۔ (ابن عساکر ۲ ص ۲۴، البدایہ والنہایہ ص ۸۷ ص ۱۳۱) یعنی لوگو۔ امیر معاویہ کی حکومت کو برا نہ سمجھو خدا کی قسم جب وہ نہیں ہوں گے تو سر کٹ کٹ کر اندرائیں گے پھلوں (تمہ) کی طرح زمین پر گریں گے۔ (اس میں مزید کی حکومت کے ظلم و ستم کی طرف اشارہ ہے) علامہ تفسیر زانی نقل فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اَخُوَانَنَا بَخُوْا عَلَيْنَا۔ یہ شامی بھی ہمارے اسلامی بھائی ہی ہیں۔ لہذا۔ نہ تو وہ کافر تھے اور نہ ہی ان کو فاسق یا ظالم کہا جاسکتا ہے کیونکہ ان کی جنگ ایک تاویل پر مبنی تھی۔ اگرچہ اس میں وہ غلطی پر تھے لہذا زیادہ سے زیادہ ان کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان سے اجتہاد کرنے میں غلطی ہو گئی

تھی اور اس سے فسق لازم نہیں آتا چہ جائیکہ ان کو کافر کہا جائے۔ اسی لئے جناب
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شامیوں پر لعنت کرنے سے منع فرمایا تھا۔ (شرح
مقاصد ۲ ص ۳۵)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے یہ الفاظ مبارک نقل فرمائے ہیں۔ اِنَّ اَبْنِيْ هَذَا سَيِّدٌ
وَلَعَلَّ اللّٰهُ يُصَلِّحُ بِهٖ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری
۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵ وغیرہ) میرا یہ بیٹا سرور ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں کے
درمیان صلح کرائے گا۔ دنیا کا ہر ذی علم شخص جانتا ہے اور دنیا کی ہر کتب فکر کی تاریخ
کی تمام کتب اس بات پر گواہ ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ جب سنیہ میں خلیفہ
المسلمین بنے تو صرف ۶ ماہ حکومت کرنے کے بعد جب کوفیوں نے آپ کو جناب
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلافت جنگ پر آمادہ کیا تو آپ نے جناب امیر معاویہ
سے صلح کر لی تھی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور اپنی خلافت ان کو مکہ کر دے
دی تھی اور آپ کی اقتدار میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی جناب امیر معاویہ
سے بیعت کر لی تھی۔ اور یہ دو بہت بڑے گروہ۔ یعنی ایک سیدنا امام حسن رضی
اللہ عنہ کے ساتھ والے اور دوسرے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ والے۔
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں گروہوں کو مسلمان فرما رہے ہیں۔ اب جس
شخص کا زبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین اور ایمان ہے وہ تو سیدنا امیر معاویہ
کے ایمان میں شک نہیں کر سکتا۔ اور جس کو آپ کے ایمان پر شک ہے پھر اس کو رسول
خدا کے فرمان پر ہی شک ہے۔ اور یہ حدیث شریف بخاری مسلم کی متفق علیہ حدیث
ہے اور ان کے علاوہ بھی حدیث کی تقریباً تمام کتابوں میں حضور کا یہ فرمان موجود ہے۔

اب دوسری راستے ہیں یا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان مقدس
پر ایمان لاتے ہوئے سیدنا امیر معاویہ کو پکا اور سچا مسلمان مان لیں۔ یا پھر آپ کی عزت و
عظمت کا انکار کرنے سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی نشان کا انکار
کر دیں۔ بعض بازیگر یہاں یہ دھوکا دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ جی حضور نے
مسلمان فرمایا ہے مؤمن نہیں فرمایا اور مسلمان تو صرف اوپر اوپر سے ماننے والے کو کہتے
ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دھوکا روح قرآنی سے لاعلمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے
ورنہ قرآن کریم میں تو ارشاد خداوندی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو
یہ وصیت کی تھی۔ قَدْ اَوْثَقْنَا اِلَّا ذَا نَسْتُمْ مُسْلِمُوْنَ (۲/۱۳۲) یعنی تم
مسلمان ہی مرنا۔ اللہ تعالیٰ کا اس وصیت ابراہیم کو بیان فرمانے میں منشا یہ ہے کہ
سب لوگ اس حکم کو تسلیم کریں اور ہر ایک کو مسلمان ہی مرنا چاہیے۔ حضور نے
فرمایا۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (۶/۱۴۳، ۲۹/۱۲) میں پہلا مسلمان ہوں۔ بلکہ
اللہ تعالیٰ نے فیصلہ ہی فرمادیا۔ هُوَ سَمَّاكُمْ الْمُسْلِمِيْنَ - (۲۲/۷۲) کہ اللہ
تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب بتاؤ۔ خدا چاہتا ہے کہ ہر انسان مسلمان
پیدا ہوتا ہے اسے مسلمان بن کر ہی زندگی گزارنی چاہیے۔ اور مسلمان کہلوانا چاہیے
اور مسلمان ہی مرنا چاہیے۔ تو کیا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پیغمبر منافقت
کا حکم فرما رہے ہیں اور منافقت کا اعلان فرما رہے ہیں۔ استغفر اللہ العظیم
والتوب الیہ۔ قرآن پاک میں مؤمن اور مسلمان دونوں الفاظ مترادف معنوں میں
استعمال ہوئے ہیں۔ نیز اگر اس لفظ سے جناب امیر معاویہ کے ایمان پر شک آتا ہے
تو پھر اس شک سے جناب امام حسن بھی نہیں بچ سکتے۔ کیونکہ ان کے لئے بھی
یہی لفظ بولا گیا ہے۔ لہذا جو کچھ بھی کہنا ہے دونوں کو کہو۔ اگر وہ ایمان والے ہیں
تو یہ بھی ایمان والے ہیں۔ اور اگر یہ ایمان والے نہیں تو ان کے ایمان سے بھی انکار

کرنا پڑے گا۔ نیز جناب حسنین کریمین نے جو سیدنا امیر معاویہ سے بیعت کی ان کو اپنی خلافت کلمہ کر دے دی (یہاں ایک مسئلہ بھی سمجھ لیں کہ بعض لوگ حضرت امیر معاویہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے یزید جیسے برے شخص کو حکومت دی لہذا وہ بھی یزید کے گناہوں میں برابر کے شریک ہیں۔ تو پھر یہاں حضرت امیر معاویہ کو حضرت امام حسن اپنی خلافت کلمہ کر دے رہے ہیں۔ اگر جناب امیر معاویہ غلط تھے تو کیا ان کی بیعت کرنے اور ان کو اپنی حکومت کلمہ کر دینے پر حضرت امام حسن پر وہی اعتراض نہیں آئے گا۔ خاکھوا یا ادلی (اللباب) کیا آپ نے قرآن کے خلاف تو نہیں کیا۔ اللہ کا قرآن فرماتا ہے۔ ایمان والے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرتے (۵۹/۲۲) نیز فرمایا جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہو گیا۔ اس کی اطاعت قبول نہ کرو۔ (۱۹/۲۸) اور جس نے جس سے دوستی رکھی وہ اسی کے جیسا سمجھا جائیگا۔ (۶/۵۱) وغیرہ) اس طرح کی بہت سی آیات پیش کی جاسکتی ہیں۔ رہا ان کی بیعت کا مسئلہ تو آؤ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

اولاً تو جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی جناب امیر معاویہ سے صلح کر لی تھی۔ تَلَّنَا لَا يَجُودُ الْكُفْرُ عَلَى مُعَاوِيَةَ لِأَنَّ عَلِيًّا صَالِحٌ مَعَهُ وَذُو كَانٍ مُسْتَحَقًّا لِلْعَيْنِ لَكَاتٍ لَا يَجُودُ الصَّلْحُ مَعَهُ۔ (حاشیہ شرح عقائد نسفی ص ۱۱۶) (اپنے آپ کو صنفی کہلانے والے بالخصوص غور فرمائیں) یعنی ہم کہتے ہیں کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے کیونکہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح فرمائی تھی۔ اور اگر آپ مستحق لعنت ہوتے تو جناب علی المرتضیٰ آپ سے کبھی بھی صلح نہ کرتے۔ (جیسا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید ملعون سے صلح نہیں فرمائی تھی) اسی صفحہ پر ہے۔ صَالِحٌ مَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ (حاشیہ شرح عقائد ص ۱۶)

وقدم معاوية الكوفة فبايع له الحسن بالخلافة وسبى عام الجماعة (ابن عساکر ۲۳۴ ص ۴۰۲) وَأَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ فَتَابِتَةٌ ضَائِحَةٌ بَعْدَ... خَلَجَ الْحَسَنُ نَفْسَهُ عَنِ الْخِلَافَةِ وَتَسَلَّمَ بِهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ... فَوَجِبَتْ إِمَامَتُهُ بِعَقْدِ الْحَسَنِ لَهُ وَسُبْحَى غَامَةً عَامَ الْجَمَاعَةِ۔ (شواہد الحق ص ۴۰، فتح القدير ص ۵ ص ۴۶، مستدرک ص ۲۴ ص ۱۴۴) قَالَ يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ دَشَقًا قَالَ لِلْحُسَيْنِ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ (رجال کشتی ص ۱۰۳) صلح ہوئی اور صلح نامہ لکھا گیا۔ (کشف الغمہ ص ۵۰) صَالِحٌ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ (احتجاج مروج الذهب ص ۲۲ ص ۴۳۱، مقتل ابی مخنف ص ۲، تاریخ التواتر ص ۲۲ ص مناقب آل ابی طالب ص ۲ ص ۳۳، طبری ص ۲ ص ۹، جلاء العیون ص ۳ ص ۳۰ ص ۴۰۳) الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ دَقْدَقَ بَايِعَ لِمُعَاوِيَةَ (مروج الذهب ص ۲ ص ۴) فَقَالَ الْحُسَيْنُ إِنَّمَا قَدْ بَايَعْنَا وَعَاهَدْنَا وَلَا سَبِيلَ إِلَى نَقْضِ بَيْعَتِنَا۔ (اخبار الطوال ص ۲۲) پھر آپ نے بھرے مجمع میں کھڑے ہو کر بیعت معاویہ کا اعلان کیا اور لوگوں کو بھی اس طرف ترغیب دی اور فرمایا جو میرا ماننے والا ہے وہ معاویہ کی بیعت کرے۔ (کشف الغمہ ص ۵ ص ۵۰، مستدرک ص ۳ ص ۱۰۵، البدایہ والنہایہ ص ۸ ص ۴۳) جناب امیر معاویہ کے سامنے بعض شرپسندوں نے حضرات حسنین کریمین کی طرف سے کچھ غلط باتیں پہنچائیں۔ آپ نے تحقیقی رقعہ لکھا جناب امام حسین نے جواب میں لکھا کہ میں تو آپ کی بیعت پر بالکل قائم ہوں۔ البتہ جو باتیں آپ تک پہنچی ہیں وہ شرپسندوں، اتمشار پیدا کرنے والے لوگوں کی بکواس ہے۔ (مقتل ابی مخنف ص ۶) جب بعض لوگوں نے آپ پر بیعت معاویہ کے سلسلہ میں اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا۔ أَنَّ مُعَاوِيَةَ خَيْرٌ لِّي مِنْ هَؤُلَاءِ يَمِزُّ عُمُومًا أَنَّهُمْ لِي شَيْعَةٌ

(نسخ التواریخ ۱۰۷ ص ۳۱۳) بے شک معاویہ میرے لئے ان میرے شیعوں سے اچھا ہے۔ بیعت معاویہ پر آپ کو جب بعض بد بختوں نے یا عاتر المؤمنین کہہ کر پکارا تو آپ نے فرمایا۔ اَلْفَاؤُ خَيْرٌ مِّنَ الشَّاهِبِ (البدایہ والنہایہ ۳ ص ۴۱) یعنی۔ عار نارسے بہتر ہے۔ اس سے کچھ اور معلوم ہو رہا ہے کہ آپ بیعت معاویہ کے مقابلہ میں آگ سمجھتے تھے۔ عقل مند کو اشاہ کافی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جناب امیر معاویہ اور حضرت علی اور حضرت حسین کریمین کے بارہ میں جو کچھ مشہور ہے وہ اکثر غلط تاریخی واقعات اور محض قصے کہانیوں پر مبنی ہے۔ ہر ایک تاریخ کھنے والا۔ الامام شامہ اللہ۔ اپنی تصنیف میں اپنے عقائد و نظریات کو پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں رطب و یابس سب کچھ موجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں۔ وما نقل فیما شجر بینہم و اختلفوا فیہ فممنہم ما هو باطل و کذب فلا یلتفت الیہ وما کان صحیحاً اولناہ تا ویلا حسناً لان الثناء علیہم من اللہ سابق وما نقل من الکلام الا حق محتمل للتأویل والمشکوک والمروہم لا یبطل المحقق والمعلوم هذا وقال الشافعی تلک دعاء طهر اللہ ایدینا عنہا فلا یلوٹ السنننا بجا شرح نقد کبر ۸۶ ص ۸۶ شرح مواضع ۴۵) یعنی۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلافات کے بارہ میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے ان میں سے بہت سی باتیں تو وہ ہیں جو بالکل غلط اور جھوٹ ہیں۔ ایسی باتوں کو تو ویسے ہی نظر انداز کر دینا چاہیے اور جو چند باتیں صحیح ہیں ان کی ہم مناسب اور اچھی تاویل و تشریح کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور کے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے۔

آخر میں امام شافعی کا ایک زریں قول نقل فرماتے ہیں کہ یہ

ایسے نون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا تو ہم ان کے ساتھ اپنی زبانوں کو کیوں پرگندہ کریں۔ نیز مذکور ہے۔ وما وقع من المخالفات والمحابات بین علی ومعاویۃ لہ لیکن من نزاع فی خلافتہ بل عن خطاء فی الاجتہاد۔ (شرح عقائد ص ۱۰۹)

یعنی جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا تھا وہ خلافت و امارت کے بارہ میں نہیں تھا بلکہ وہ محض خطاء اجتہادی پر مبنی تھا۔ (جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے قصاص کے متعلق)

انما لحق بالخلایفة بل لشبہة تدل علی جوائز المحابرة مع الخلیفة فی طلب حق الذی اعتقدہ الخلیفة عن غیر حق ولم یعمل بہ وهو قصاص قتله عثمان فان معاویۃ اعتقد لوجوب القصاص وكان نزاعہ فی طلب القصاص لا فی خلافتہ وهو حاضر البطلان لانه لا یخفی عن نزاع معاویۃ وطلحة وبنیہم کان فی خلافتہ ولولا ذالک لوجب ان ینقاد لحکامہ المعاویۃ و یطلب عنہ القصاص عن القتلۃ (حاشیہ شرح عقائد ص ۱۰۹)

یعنی۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس لئے اختلاف نہیں کیا تھا کہ وہ حضرت علی کے مقابلے میں اپنے آپ کو خلافت کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔ بلکہ یہ اختلاف اس شبہ میں ہوا تھا کہ جناب امیر معاویہ یہ سمجھتے تھے کہ جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے قتل کا قصاص لینے کے لئے موجودہ حالات میں خلیفہ وقت کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہے۔ ان کا اختلاف صرف قصاص کے متعلق تھا۔ خلافت و

اعتراف کرتا ہے وہ دوزخ کے کتوں میں سے ایک کتاب ہے۔ (زیر المیزان نے
سیدنا امیر معاویہ کی شان میں چھ رسالے تصنیف کئے ہیں) سہادی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال یكون فیکم النبوة ثم تكون خلافة علی منهاج
النبوة ثم تكون عاصا ثم ملک جبریة ثم خلافة علی
منہاج النبوة (تظہیر الجنان ص ۱۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اول هذا الامر نبوة ورحمة ثم ینكون خلافة ورحمة
ثم ینكون ملک ورحمة مرآة الطبرانی ورجاله
ثقات (تظہیر الجنان ص ۱۶)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امت میں - ۱۔ پہلے تو نبوت
اور رحمت ہوگی - ۲۔ پھر نبوت کے طریقے پر ہی خلافت بھی رحمت ہو
گی - ۳۔ پھر بادشاہی اور رحمت ہوگی - ۴۔ پھر ظلم کی بادشاہی ہوگی - ۵۔
پھر خلافت علی منہاج النبوت ہوگی - ۶۔ اسے مراد حضور کا زمانہ ظاہری ۲۰ سے
مراد تیس سالہ خلافت راشدہ ۳۰ سے مراد عہد امیر معاویہ ۴۰ سے مراد زیر الملکون
کا ظلم و جبر کا دور ۵۰ سے مراد حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور خلافت ہے -

ثم استقل بها لما صالح المحسن ونزل
له الحسن عنها باختیاره ورضاه بل مع كثرة اتباعه واعوانه
(تظہیر الجنان ص ۱۶) ان معاویة مجتهد لو نزلت فیہ شروط الاجتهاد
الموجبة سواء خالفة فی اجتهاد وهو واضح امر وافقة
لان كلاهما اخذ ما قاله من الدلیل لا غیر (تظہیر الجنان ص ۱۶)
ان معاویة لا حل اجتهاده وان اخطأ فیہ كما هو شأن سائر
المجتهدین بنص الحدیث ومن اجتهد واخطأ فله اجر ما جرد هو

واتباعه المقلدون له والموافقون له فی الاجتهادات لان
كثیرا من الصحابة وفقهاء التابعین كانوا موفقیين له فی امتقا
۴۰۰۰۔۔۔۔۔ لم یکن عن حدیثی ولا من طعن ما شاء اللہ
من ذلك۔۔۔۔۔ فلذا اثیب هو اتباعه وان كان الحق مع
علی واتباعه وتأمل کون علی کوم اللہ ووجهه مع اعتقاد حقیقة
ما هو علیہ وبتلان ما علیہ معاویة حکم مع ذلك بانابة
معاویة واتباعه وانهم کلهم فی الجنة (تظہیر الجنان ص ۲۰)
جب (س ۱۱۱ میں) جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ہر ضاع و رعیت
اپنے بہت سارے خاتم کے ساتھ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے
صلح کرنی اور اپنی خلافت ان کو لکھ کر دے دی تو اس وقت آپ کی خلافت
صحیح ہوگئی۔ چونکہ آپ مجتہد مطلق تھے اور آپ میں مجتہد مطلق وافر شرائط موجود
تھیں لہذا آپ پر اس بات سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ آپ کا اجتہاد موافق
ہو یا مخالف۔ کیونکہ آپ جو بھی اجتہاد فرمائیں گے کسی نہ کسی دلیل ہی سے
فرمائیں گے۔ بلا دلیل تو نہیں فرمائیں گے۔ اور جیسا کہ مجتہدین کے متعلق حدیث
شریف میں ہے کہ اگر ان سے اجتہاد میں غلط واقع ہو جائے تو انہیں ایک
ثواب ملے گا اور ان کے اس اجتہاد میں جو لوگ ان کی پیروی کریں گے ان کو
بھی اجر ملے گا۔ کیونکہ جناب علی المرتضیٰ کے ساتھ اس اختلاف میں کافی صحابہ
کرام اور تابعین فقہاء و عظام آپ کے ہم نوا تھے۔ یہ سب کچھ جناب علی
المرتضیٰ کے ساتھ عداوت کی وجہ سے نہیں تھا۔ صحابہ کرام عداوت سے پاک
تھے لہذا ان کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو ثواب ہی ملے گا۔ اگرچہ اس
بات میں حضرت علی حق پر تھے (کہ آپ قتل عثمان میں ملوث نہیں تھے)

اور (جناب علی المرتضیٰ کے فرمان کے مطابق) دونوں طرف کے شہید بنتی ہیں۔
 حضور محبوب سبحانی غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسینی والحسینی
 فرماتے ہیں۔ وَاتَّقُوا أَهْلَ السُّنَّةِ عَلَيَّ وَجُوبُ الْكُفِّ عَمَّا شَجَرَ
 بَيْنَهُمْ وَالْإِمْسَاكُ عَنْ مَسَاوِيهِمْ وَأَطْيَابُ فَضَائِلِهِمْ وَتَحَا
 سِبَتُهُمْ وَتَسْلِيمُهُمْ أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا كَانَ وَ
 خِزْيٌ مِنْ إختِلَافٍ عَلَيَّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَةَ عَائِشَةَ وَمَعَاوِيَةَ
 يَدَةَ مَا حَيَّ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ (غنيمة الطالبين ص ۱۷۸) *

اور مذہب مہذب مسلک حق اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق
 ہے کہ صحابہ کرام کے مابین جو بعض اختلافات واقع ہوئے ہیں اس بارہ میں
 دونوں طرف کے صحابہ کے متعلق اعتراض سے زبان کو بند رکھا جائے اور
 ان کی اجتہادی غلطیوں پر خاموشی اختیار کی جائے اور ان کے فضائل و محاسن
 بیان کئے جائیں۔ اور جو جناب سیدنا علی المرتضیٰ جناب سیدنا طلحہ جناب
 سیدنا زبیر، سیدہ عائشہ صدیقہ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین
 کے مابین وقوع پزیر ہوا اسے مشیت الہی سمجھا جائے۔

کیا حضور نے آپ کو بددعا دی تھی

میر معاویہ کے لئے حضور نے بددعا فرمائی تھی۔ لَا أَشْبِعُ اللَّهَ بِطَلْحَةَ
 (مسلم ص ۳۲۶) اس کے متعلق گزارش ہے کہ اس مسئلہ کا حل تو امام مسلم
 نے ہی بیان فرمادیا ہے۔ کیونکہ آپ نے روایت کو "کِتَابُ الْبِرِّ وَالْقِلْدَةِ
 وَالْأَذْبِ" میں نقل فرمایا ہے۔ مذکورہ روایت والے باب میں آپ چند
 روایات نقل فرماتے ہیں۔ مثلاً حضور کا فرمان کہ میں جس مسلمان پر لعنت

کروں یا اس کو برا کہوں یا اس کے کسی کام پر اس کو زبرد تو بیخ کروں تو اللہ
 تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اسے پاک
 فرمائے گا اور اسے ثواب عطا فرمائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ
 تعالیٰ اس کو اس کے بدلے میں پاکیزگی اور رحمت عطا فرمادیتا ہے۔ تیسری روایت
 میں آپ کی دعا مذکور ہے کہ میں مسلمان پر میں لعنت کروں یا اس کو زبرد تو بیخ
 کروں اسے اللہ اس کے بدلے میں اسے قیامت کو اپنا قرب نصیب فرماتا۔
 اس کے بعد مذکورہ بالا روایت لکھی گئی ہے۔ ثابت ہوا کہ ان الفاظ کے بدلے
 میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے وعدے اور حضور کی
 دعا کے مطابق یہ شرف حاصل ہوں گے۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ آپ کے گناہ
 معاف فرمادے گا۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پاک فرمادے گا۔ ۳۔ اللہ

حافظ ابن قیم اپنی کتاب "المنازل المنيف في الصحيح والضعيف" فصل ۲۷ ص ۱۱ پر لکھتے ہیں
 ومن ذلك الاحاديث في ذم معاوية رضي الله عنه.... وكل حديث في ذم معاوية
 كذاب يعني (چونکہ تاریخ زیادہ تر بنو عباس کے دور میں لکھی گئی اور وہ اکثر شیعہ تھے زبیر بنو
 امیر کے تو اتنے خلاف تھے کہ انہوں نے اموی امراء کی قبریں کھود کر ان کی لاشیں تسک نکال
 کر جلادی تھیں۔ لہذا اس دور میں حکومت کے ایما پر بنو امیہ کے خلاف جھوٹے واقعات
 گھڑے ان کی مذمت میں جھوٹی حدیثیں گھڑنے کا کام بڑی وسعت اور بڑی تسلی سے انجام
 دیا گیا۔ صاحب "سیرت ابو سفیان" کی تحقیق کے مطابق تقریباً ۳۵۵ حضرت نے تاریخ مسلم
 لکھی ہیں اور ان میں سے ۳۱۱ شیعہ ہیں اور جو شیعہ نہیں بھی ہیں کہیں کہیں صحیح کسی پر نہیں
 کیونکہ سے اس جھٹی کے دھوئیں سے محفوظ نہ رہ سکے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں جھٹی
 حدیثیں پیش کی جاتی ہیں وہ سب فرض جھوٹی ہیں۔ فافهموا یا ادلی الالبصا ما۔

تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے گا۔ ۴۴ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر اور ثواب عطا فرمائے گا یعنی وہ آپ کے حق میں بمنزل عبادت بن جائے گی۔ ۵۵ اللہ تعالیٰ قیامت کو آپ کو اپنا قرب نصیب فرمائے گا۔

اب فرمائیں۔ کیا یہ الفاظ حضرت امیر معاویہ کے لئے باعث رحمت ہیں یا معاذ اللہ غضب الہی کا سبب ہیں؟

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

باقی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کو بلانے کے لئے گئے ضرور تھے لیکن آپ کو کھانا کھانا دیکھ کر خاموشی سے واپس آگئے تھے۔ آپ کو حضور کا پیغام نہیں پہنچایا تھا۔ لہذا اگر آپ کھانا کھاتے رہے ہیں اور حضور کی بارگاہ میں فوراً حاضر نہیں ہوئے تو اس بات پر آپ کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ آپ کو پیغام پہنچایا ہی نہیں گیا۔ لہذا آپ معذور ہیں ہاں اگر حدیث میں یہ ہوتا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیا تھا اور آپ نے پرواہ نہ کی اور متواتر کھانا کھاتے رہے تو پھر آپ پر اعتراض کیا جاسکتا تھا۔ جب اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو پھر آپ پر کوئی اعتراض یا گناہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

بعض جاہلوں نے افسانے گھڑے ہوئے ہیں کہ حضور نے امیر معاویہ کو فرمایا تھا تیری پشت سے اہل بیت کے خون کی بو آتی ہے۔ یا تیری اولاد سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو میری اہل بیت کو قتل کرے گا۔ یا امیر معاویہ نے یزید کو اٹھایا ہوا تھا تو حضور نے فرمایا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب من گھڑت اور جاہلوں کے افسانے ہیں۔ یزید لعین تو خلافت عثمانی میں ۲۵ یا ۲۶ یا ۲۷ ہجری میں پیدا ہوا تھا۔

سیدہ عائشہ کا وصال

بعض لوگوں نے ایک افسانہ گھڑا ہوا ہے کہ جی امیر معاویہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کو قتل کیا تھا۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ ایک ایسا سفید ہی نہیں بلکہ ہاتل سیاہ جھوٹ ہے جس کا دنیا کی کسی بھی معتبر کتاب میں نام و نشان تک موجود نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف پختہ ثبوت موجود ہیں۔ مثلاً بخاری شریف میں دو سندوں سے بیان کیا گیا ہے۔ اِسْتَأْذَنَ بَنُو عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ مَعْلُوبَةٌ قَالَتْ أَخْشَى أَنْ يُثْبِتَنِي عَلَى فَيْعِلِ ابْنِ عَتْمَةَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ دُخُولِ الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ ائْتُوا لِي قَالَ كَيْفَ تَجِدِينَ قَالَتْ يُخْبِرُ إِنْ التَّقِيْتُ قَالَ فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ نَهَى وَجْهَهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمْ يَنْكِحُ بَكْرًا غَيْرَكَ وَنَزَلَ عُدْمًا لِي مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ بَنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ بَنُو عَبَّاسٍ فَأَثْبَتْنِي عَلَى وَوَدِدْتُ أَنْي كُنْتُ لَسِيًا مَنَسِيًا۔ (بخاری ص ۲۷۹) یعنی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کا آخری وقت تھا (اپنے گھر میں مدینہ طیبہ میں) تو جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عیادت کے لئے اجازت چاہی آپ فرمانے لگیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس وقت آکر میری تعریف شروع کر دیں۔ عرض کی گئی ام المؤمنین۔ آپ حضور کے چچا کے بیٹے اور لوگوں میں معزز آدمی ہیں (انہیں اجازت دے دیں) تو آپ نے اجازت دے دی۔ وہ آئے تو کہنے لگے۔ آپ کا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اللہ کی بارگاہ میں اچھی ہوں تو پھر خیر ہی خیر ہے۔

وہ کہنے لگے خدا کے فضل سے انشاء اللہ خیر ہی خیر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے صرف آپ ہی کنواری (اور حضور کی محبوبہ) تھیں اور وہ خوش بخت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاکدامنی بیان فرمانے کے لئے اپنا قرآن نازل فرمایا۔ جناب ابن عباس اٹھ کر گئے ہی تھے کہ جناب عبدالشہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہو گئے تو آپ فرمانے لگیں کہ ابھی ابھی جناب ابن عباس آئے ہوئے تھے اور میری تعریفیں کر رہے تھے حالانکہ میں یہ چاہتی ہوں کہ میں بالکل گمنام دنیا سے چلی جاتی۔

حافظ ابن کثیر نقل کرتے ہیں۔ وقد كانت وفاقها في سنة ثمان وخمسين وقيل قبله بسنة وقيل بعدا بسنة والمشهور في رمضان----- والاشهر ليلة الثلاثاء السابح عشر من رمضان ووصت ان تدفن بالبيح ليلاً وصلی علیہا ابوہریرة بعد صلوة الوتر ونزل فی قبرہا خمسة وهم عبد اللہ وعروة ابنا الزبیر بن العوام----- والفاطم وعبد اللہ ابنا اخیہا محمد بن ابوبکر وعبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابوبکر

(الہدایہ والنہایہ ص ۸۷، طبقات ابن سعد ص ۶۸، زر قالی علی المواہب ص ۳۵، تاریخ یعقوبی شیعہ ص ۲۳۸، منتخب التواریخ) (مدارج النبوة اردو سے ترجمہ نقل کر دیا جاتا ہے۔ جو کہ سابقہ روایت کا بھی مؤید ہے) سیدہ عائشہ کی رحلت ۵۵ھ میں ہوئی اور اقدی کہتے ہیں کہ ۵۵ھ میں رمضان کی سترہ تاریخ کو ہوئی۔

آپ کی وصیت تھی کہ ان کو جنت البقیع میں دفن کر دیا جائے۔ (کیونکہ روزہ نبوی میں جو جگہ

آپ نے اپنے لئے رکھی تھی وہ حضرت عمر آپ سے اجازت لے کر اپنے لئے لے چکے تھے) حضرت ابوہریرہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبدالشہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر آپ کے والی مقرر ہوئے اور آپ کی وفات طبعی موت سے واقع ہوئی تھی۔ روافض نے جو کنویں والا واقعہ گھڑ رکھا ہے وہ بالکل افتراء اور بہتان ہے۔ (مدارج النبوة ص ۶۴)

ثناہت ہوا کہ آپ مدینہ شریف میں بیمار ہوئیں صحابہ کرام آپ کی تیمارداری کے لئے آپ کے گھر میں حاضر ہوتے رہے اور سترہ رمضان ۵۵ھ میں وہیں منگل کی رات کو آپ کا انتقال ہوا۔ اور نماز عشاء کے بعد آپ کا جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور آپ کے جنازے پر سینکڑوں صحابہ کرام اور تابعین حاضر ہوئے اور آپ کی وصیت کے مطابق رات کے وقت ہی آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور عبدالشہ بن زبیر اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم (آپ کی بہن اسماء بنت ابوبکر کے پوتے اور قاسم بن محمد بن ابوبکر اور عبدالشہ بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم (آپ کے بھتیجے) اور عبدالشہ بن عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہم (آپ کے بھتیجے) انہوں نے آپ کے کفن و دفن کا انتظام فرمایا اور انہوں نے ہی آپ کو قبر میں اتارا۔ اس وقت آپ کی عمر مہلک چھیاسٹھ (۶۶) یا ستاسٹھ (۶۷) برس تھی۔ تقریباً ۹ برس آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل رہا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام رومان بنت عامر رضی اللہ عنہا تھا۔ عامر بن عویمر قبیلہ بنو کنانہ سے تھے۔ آپ کی کنیت ام عبد اللہ ہے جو کہ آپ کے بھائی حضرت عبدالشہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی نسبت سے تھی۔ ہجرت کے دوسرے سال مدینہ شریف میں اٹھارہویں مہینہ میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ اقدس میں حاضر ہوئے۔

تھیں اور حرم پاک میں شامل ہو گئیں۔ آپ کو جبریل امین نے بھی سلام کہا۔ صرف آپ کے بستر پر حضور پر وحی نازل ہوتی تھی۔ آپ کی باری کے دونوں تھے ایک اپنا اور ایک حضرت سودانے آپ کو بخش دیا تھا۔ آپ ہی کے گھر میں حضور بالآخر آخری بیماری میں تشریف لے گئے اور وہیں آپ کی آغوش میں حضور کا وصال تشریف ہوا۔ اور آپ ہی کے حجرہ مقدس کو روضہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ امت محمدیہ کو تیمم کا تحفہ آپ ہی کے صدقہ سے عطا ہوا۔

چند فرموداتِ امام ربانی

قلب ربانی، قدیل نورانی شہباز لامکانی حضور سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے مکتوبات تشریف امت مسلمہ کے لئے مینارہ نور اور سرچشمہ ہدایت ہیں۔ آپ شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں: تمام بدعتی فرقوں میں سے بدتر فرقہ وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام سے بغض رکھتا ہے۔ اللہ نے اپنے قرآن پاک میں ان لوگوں کو کافر کہا ہے: "لَيَخِيْظُ جَهَنَّمَ الْكُفَّارُ" قرآن مجید اور شریعت مصطفویہ کی تبلیغ و ترویج صحابہ کرام ہی نے کی ہے۔ اگر صحابہ کرام خود ہی (معاذ اللہ) قابل طعن ہوں تو پھر قرآن پر (اور شریعت محمدیہ علی) بھی طعن لازم آئے گا۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۵۲ مکتوب ۵۲ ص ۵۲) نیز آپ فرماتے ہیں: جو اختلافات اور جھگڑے صحابہ کرام کے درمیان ہوئے ہیں وہ خواہشات نفسانیہ (بلا دلیل شرعیہ) کی بنا پر نہ تھے۔ کیونکہ صحابہ کرام کی ذوات مقدسہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مقدسہ

کی برکت سے خلاف شریعت باتوں سے پاک ہو چکی تھیں۔ اور وہ کسی کو بلا عذر شرعی تنگ کرنے سے مبرا تھے۔" نیز آپ فرماتے ہیں: "میں تو یہ جانتا ہوں کہ اس معاملہ میں بے شک جناب سیدنا علی المرتضیٰ حق پر تھے۔ (یعنی جناب سیدنا امیر معاویہ اور آپ کے ہم نوا تو اس غلط فہمی میں تھے کہ چونکہ جناب حیدر کرار۔ جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو نہ گرفتار کر رہے ہیں نہ انہیں سزا دے رہے ہیں اور نہ ہی ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان کو کیفر کر دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ اوہ بد بخت جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے ہیں۔ لہذا شک گزرتا ہے کہ شاید آپ بھی (معاذ اللہ) ان لوگوں کے ہم خیال ہیں۔ حالانکہ خدا کے فضل سے آپ اس گناہ سے بالکل بری (مذموم تھے) اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے۔ لیکن یہ خطا اجتہادی خطا تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی۔ بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ (حدیث تشریف میں نصیحت مصطفویہ ہے۔ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاَجْتَهَدَ نَشَأَ اَصَابَ فَكُلُّهُ اَخْبَانٌ وَاِذَا حَكَمَ فَاَجْتَهَدَ نَشَأَ اَخْطَا فَكُلُّهُ اَخْبُرٌ"۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، دار ۱۵۸، مشکوٰۃ ص ۳۱۶ وغیرہ) مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔" (حوالہ مذکورہ بالا) ایک مقام پر فرماتے ہیں: "بعض دفعہ صحابہ کرام بعض امور میں اجتہادی طور پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے بھی خلاف کر لیا کرتے تھے اور ایسے ہی اپنی رائے بھی دیا کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام کا اجتہادی طور پر حضور کے خلاف کرنے اور اجتہاد میں حضور کی رائے کے خلاف حکم کرنے پر نہ کسی نے برا سمجھا اور نہ ہی کسی نے ان پر کسی طرح ملامت کی اور نہ ہی ان کی مخالفت اجتہادی کے رد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوئی۔ تو

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت اجتہادی کیسے کفر ہو گئی۔ اور جناب علیؑ کے مقابلہ میں اجتہاد کرنے والوں پر لعن طعن کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آپ سے جنگ کرنے والے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت ہے اور بہت سے جلیل القدر صحابی ہیں۔ بلکہ بعض تو ان میں سے ایسے بھی ہیں جن کی جنت کی بشارت خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان وحی نشان سے ارشاد فرما چکے ہیں۔ (بلکہ بعض بدری صحابی بھی جناب علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں شامل تھے جن کی مغفرت کا اللہ تعالیٰ بزبان نبوی اعلان فرما چکا ہے) ان جلیل القدر مستیوں کو کافر کہنا یا ان پر لعنت ملامت کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے جو وہ اپنے مومنوں سے نکال رہے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی جلد ۲، مکتوب ۳۶، ۳۷، ۳۸) خواجہ محمد تقی علیہ الرحمہ کے نام خط) نیز فرماتے ہیں۔ امام بخاری جیسے کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں۔ اسی طرح آپ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت لیتے ہیں۔ اگر جناب امیر معاویہ کی ذات میں یا آپ کی روایات میں کسی طرح کا طعن و تشنیع کا شبہ بھی ہوتا تو آپ کبھی بھی اپنی صحیح میں جناب امیر معاویہ کے متعلق تعریفی الفاظ والی روایات یا آپ کی بیان فرمودہ روایات شامل نہ فرماتے۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

حضور داتا صاحب کا عقیدہ

حضور داتا صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے فرزند رسول۔ میں

ایک غریب اور عیال دار آدمی ہوں میرے آج رات کے کھانے کا انتظام فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا ذرا بیٹھو ہمارا رزق آ رہا ہے۔ (یہ بھی جناب امام کی کرامت ہے) تھوڑی دیر بعد آپ کی خدمت میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ لوگ پانچ تھیلیاں لیکر حاضر ہوئے۔ ہر ایک تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ (یعنی پانچ ہزار دینار) اور ساتھ ہی آپ کی طرف سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ امیر المومنین عرض کرتے ہیں کہ فی الحال یہ معمولی سا نذرانہ قبول فرمالیں پھر اور نذرانہ پیش کروں گا۔ جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے وہ تمام مال اس سائل کو دے دیا اور معذرت بھی کی کہ تمہیں اتنے سے مال کے لئے اتنی دیر ٹھہرنا پڑا۔

(کشف المحجوب فارسی ص ۶۳ مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی)

جناب عمر بن عبدالعزیز کا مشاہدہ

جناب سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ عنہ خلیفہ راشد خامس بیان فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور جناب سیدنا ابوبکر صدیق اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی حاضر خدمت ہیں میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا تب میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو حاضر کیا گیا پھر ان دونوں کو ایک کمرے میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو باہر نکالا گیا۔ آپ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم فیصلہ میرے حق میں ہو گیا۔ (یعنی میں قتل عثمان سے بری قرار دیا گیا) پھر تھوڑی دیر بعد جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باہر لایا گیا۔ وہ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم مجھے بھی بخش دیا گیا (یعنی میری اجتہادی غلطی معاف فرادی گئی) (کتاب الروح ابن قیم ص ۲۷)

جناب سیدنا امام حسین کی دعا

حدیث و مفسر اور معتقد مؤرخ اسلام جناب حافظ ابن کثیر نقل فرماتے ہیں کہ جب نائب مدینہ ولید بن عقبہ نے جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر جناب سیدنا امیر معاویہ کی وفات کی خبر سنائی تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ سَجَّحَ اللَّهُ مُعَاوِيَةَ (اللہ تعالیٰ امیر معاویہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۳۷) غیب آبادی

جناب سیدنا امام حسن کا عزم صلح

جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جو نہ جنگ جمل و صفین میں شامل تھے لہذا جب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جناب سیدنا امیر معاویہ سے صلح کا ارادہ فرمایا تو جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کو پستندہ فرمایا تو جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر تم نے اس کام میں کچھ رکاوٹ ڈالنی ہے تو میں تمہیں اس وقت تک کمرے میں بند کر دوں گا جب تک کہ میرا امیر معاویہ سے صلح کا معاملہ مکمل نہیں ہو جاتا۔ تو جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو بدل و جان قبول فرمایا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۵۱)

جناب عمر بن عبد العزیز کا عقیدہ

تقل فرماتے ہیں۔ و سبہ رجل عند خلیفة السامد عمر بن عبد العزیز فجلده و قیل للامام الجلیل عبد اللہ بن مبارک امعاویہ افضل ام عمر بن عبد العزیز قال غبار فرس معاویة اذا ضمراع رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل من عمر (بئس شرح شرح عقائد ص ۵۵)

ایک آدمی نے جناب عمر بن عبد العزیز خلیفہ راشد کے سامنے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہا تو خلیفہ راشد جناب عمر بن عبد العزیز نے اس کو کوڑے مارے (الاستیعاب ص ۳۷ ص ۴۰۳)

جناب عبد اللہ بن مبارک کا فیصلہ

امام جلیل جناب عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جناب امیر معاویہ زیادہ فضیلت والے ہیں یا جناب عمر بن عبد العزیز۔ تو آپ نے فرمایا (تم امیر معاویہ کی بات کرتے ہو) جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد فرماتے تھے تو آپ کے گھوڑے کا (مختصوں میں پڑا ہوا غبار۔ ابن عساکر ص ۲۵ ص ۴۴) غبار بھی حضرت عمر بن عبد العزیز سے افضل و بہتر ہے۔

جناب ابن عمران کا فیصلہ

ایک آدمی نے جناب معافی بن عمران رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عمر بن عبد العزیز اور امیر معاویہ میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ غضبناک ہو گئے اور فرمایا حضور کے صحابہ کو غیر صحابہ پر قیاس نہ کرو۔ آپ حضور کے صحابی، آپ کے سائے، آپ کے کاتب اور اللہ کی وحی کے امین تھے۔ (تظہیر الجنان ص ۱) آپ کی زندگی کا ایک دن عمر بن عبد العزیز کی تمام عمر سے بہتر ہے (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۴۴)

جناب ریح بن نافع کی تنبیہ

جناب ریح بن نافع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور کے تمام صحابہ کا پردہ ہیں۔ جب کوئی شخص پردہ اتار دیتا ہے تو اس پردے کے پیچھے جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ اس سے بے خوف ہو جاتا ہے (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۴۴)

حضور قبلہ عالم سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

جب میں نے یہ حوالہ پڑھا تو قیوم زمانی حضور قطب الارشاد سیدی وسیدی
ومرشدی حضور قبلہ عالم ریب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت
کیلیا نوالہ شریف کا فرمان یاد آ گیا جو آپ نے چند دن پہلے قبلہ والد صاحب مدظلہ
کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ ”حافظ صاحب حضرت امیر معاویہ صحابہ کی عزت و
عظمت کا دروازہ ہیں جس کے اس دروازے کو عبور کر لیا پھر وہ کسی بھی صحابی
کے متعلق کچھ بھی کہہ سکتا ہے۔ آپ کی گستاخی یا آپ کا بغض، صحابہ
کے بغض و عناد کا دروازہ ہے۔“ یعنی گستاخی صحابہ، بغض صحابہ اور انکار
عظمت صحابہ بغض امیر معاویہ سے شروع ہوتا ہے۔ جب ایک صحابی کی
توہین کر لی تو پھر دوسرا کیا اور تیسرا کیا۔ سبحان اللہ! واقعی آپ کا یہ فرمان
عالی شان، آپ کے روحانی مشاہدے، ظاہری تجربے اور آپ کی خدا داد
ذریک بینی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قبلہ عالم کا مشاہدہ ایک دن چند علماء کرام حضور قبلہ حضرت صاحب (سجادہ
پاس حاضر تھے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کے دوران
ایک صاحب کہنے لگے کہ سادات میں سے عوام تو کیا بعض پیران عظام اور علماء
کرام بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ اس
پر قبلہ حضرت صاحب مدظلہ نے فرمایا۔ آپ لوگ شان سیدنا امیر معاویہ رضی
اللہ عنہ کتب سے بیان کرتے ہیں۔ اس پر دلائل قائم کرتے ہیں لیکن میں اپنی
آپ بیٹی اور خود پر وارد ہوئی بات بتلاتا ہوں۔ وہ یہ کہ ایک دن ایک آدمی

سے میں نے دوران گفتگو کہا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے مقابلہ کیا ہے یہ انہوں نے بڑی زیادتی کی ہے۔ پھر فخر ہی میرے دل میں
خیال آیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں میں نے یہ غلط الفاظ کہے ہیں اور
اس کے ساتھ ہی میرا روحانی فیض بند ہو گیا۔ سارا دن پریشانی میں گزارا۔ جب رات
پڑی تو خواب میں پرانی بیٹھک شریف جس میں قبلہ والد کی ماجدی حضرت خواجہ نور الحسن
شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حجاز حضرت شیر ربانی قبلہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری
رحمۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی اپنا روحانی سلسلہ جاری رکھا اور یہیں آپ نے
وصال فرمایا تھا دکھی۔ اچانک کسی نے بیٹھک شریف کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پھر
دروازہ کو دھکا دیکر کھولا تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے
اور آپ کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی
اللہ عنہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف حضرت علی المرتضیٰ اور بائیں
طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش کھڑے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ناراضگی
میں مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ”جھگڑا میرا اور امیر معاویہ کا تھا۔ اس میں تمہیں دخل
دینے کا کیا حق حاصل ہے؟“ آپ نے یہی جملہ تین مرتبہ فرمایا۔ میں نے معافی
مانگی۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ اور تینوں حضرات تشریف لے گئے۔ اس واقعہ کے
چھ ماہ بعد تک نہ تو حضرت قبلہ میاں صاحب شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ کی اور نہ ہی
قبلہ والد کی مرشدی سرکار حضرت کیلیا نوالہ شریف کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور ہر
قسم کا میرا روحانی فیض مکمل طور پر بند رہا۔ پھر کافی عرصہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے مجھے سینے سے لگایا تو فیض کا سلسلہ
پھر جاری ہو گیا۔ پھر یہاں تک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ادا انعام و اکرام ہوا کہ انہی

دلوں میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک نہر جو بہت گہری بھی ہے اور کافی چوڑی بھی وہ پانی سے اس قدر بھری ہوئی بہ رہی ہے کہ اس کا پانی کنالوں سے نکل کر ارد گرد اگی ہوئی گھاس پر بھی پھیلا ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس نہر کو عبور کروں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیر ربانی حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب تشریف فرما ہوئے۔ آپ کا ارادہ بھی تھا کہ آپ بھی نہر عبور فرمائیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ اگر میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں تو میں انشاء اللہ آپ کو دوسرے کنارے تک لے جاؤں گا۔ تو آپ فرمانے لگے۔ بزخوردار! دیکھ لو پانی بہت گہرا ہے۔ اور اس کے ساتھ میرا بوجھ بھی تمہارے کندھوں پر ہو گا۔ میں نے عرض کیا سرکار! آپ میرے کندھوں پر بیٹھتے تو یہی۔ اور پھر دعا فرماتے رہیں۔ انشاء اللہ بخیر و عافیت ہم دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں گے۔ میری دوبار درخواست پر آپ تیار ہو گئے اور میرے کندھوں پر یوں جلوہ فرما ہوئے کہ آپ کے دونوں پاؤں میرے سینے کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں سے میرے سر کو پکڑ رکھا تھا اور میں بڑے آرام کے ساتھ آپ کو اپنی پشت پر سوار کر کے تیرتا ہوا بخیر و عافیت دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔

فیقر رقم الخروف اس خواب کا مطلب و مقصد اپنے طور پر یہ سمجھا کہ آقائی و مولائی سید محمد باقر علی شاہ صاحب قدس سرہ کو جو مذکورہ مرتبہ و روحانی مقام نصیب ہوا۔ یہ سب کا سب اس تلافی و معافی کا نتیجہ ہے۔ جو سیدنا حضرت امیر معاویہ کی طرف سے شہنشاہ ولایت کی کرم نوازی سے حاصل ہوئی تھی۔ تو اس کا واضح معنی یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ کے گستاخ کو شہنشاہ ولایت کی طرف سے کبھی روحانی فیض نہیں مل سکتا جب تک کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رضا بھی شامل نہ ہو جائے۔ تو جب روحانی فیوض و برکات حضور شیر ربانی رضی اللہ عنہ کی طرف

سے آپ کے کندھوں پر ڈال کر آپ کے سپرد کر دیئے گئے تو اس عاجز کی بھی یہ تمنا ہے کہ آقائی و مولائی اس ناچیز کو بھی قیامت کو اپنے خدام میں شامل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس عاجز کو دنیا و آخرت میں آپ کی معیت اور روحانی فیوض و برکات سے مستغنی و مستفید فرمائے۔ آمین۔ کیونکہ مذکورہ خواب اس طرف واضح اشارہ ہے کہ اس آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ کے مورث اعلیٰ حضرت قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ، جناب شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ اور بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے روحانی فیوض و برکات کے آپ مرکز ہیں۔ چنانچہ اس آستانہ عالیہ سے ہر ایک صاحب نسبت کو اپنی استعداد کے مطابق فیض مل رہا ہے اور انشاء اللہ تا قیامت ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام متوسلین و مجاہدین آستانہ عالیہ لہذا کو ان فیوض و برکات روحانیہ سے مشرف رکھے۔

آمین شہ آمین یا سہ العالین بجاہ سید المرسلین

توضیح قبلہ شیخ طریقت قدوة السالکین زاد اللہ برکاتہ و فیوضہ کے مندرجہ بالا خواب سے چند اہم امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مابین کوئی رنجش نہیں رہی تھی جس کی دلیل یہ ہے کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مقتولین کو "شہید" کہا۔ اور ان کے مرنے پر انفسوس کا اظہار بھی فرمایا۔ اور ان پر نماز جنازہ بھی پڑھی۔ نیز آپ کا فرمان ہے کہ میرا اور امیر معاویہ کا قرآن ایک، ایمان ایک، نبی ایک اور ہماری دعوت اسلام بھی ایک۔ نہ میں ان پر فضیلت چاہتا ہوں اور نہ ہی وہ مجھ پر فضیلت کے خواہاں ہیں۔ صرف انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق ہم پر شبہ ہو گیا تھا لیکن خدا گواہ ہے ہم اس الزام سے بالکل برک ہیں۔

۳۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قبلہ شیخ طریقت کو ڈانٹ پلوٹی کہ دیکھو جھگڑا میرا اور امیر معاویہ کا ہوا غصا یا تمہارا؟ جب میں اور امیر معاویہ آپس میں راضی ہو چکے ہیں تو تمہیں ان سے ناراض رہنے کا اور ان کے خلاف بولنے کا کیا حق ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ثابت ہوا کہ جنگ صفین دراصل ایک اجتہادی خطا کی وجہ سے ہوئی تھی۔ دونوں طرف سے بعد میں اس پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اسی لئے شیر خدا نے ہمارے شیخ طریقت کو اپنا بیٹا ہونے کے ناطے اس سے سختی سے منع فرما دیا۔ اور ڈانٹ پلانا یہ بتلاتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن ہرگز پسند نہیں ہے۔ اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر تصدیق سکتی بھی موجود ہے۔

۳۲۔ شیخ طریقت کی تنبیہ کے لئے خواب میں صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تشریف لے آنا ہی کافی تھا لیکن خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی تشریف فرما ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ آپ اچھے نہ ہوتے تو میں آپ کو کبھی بھی ساتھ نہ لاتا اور نہ ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا آپس نہ فرماتے اور نہ ہی میری ناراضگی پر غاموش رہتے۔ لہذا حضور قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کا اس انداز سے خواب دیکھنا دراصل اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں الزام تراشی کرنے والے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیزار اور ناراض ہیں۔ لہذا دشمن معاویہ کبھی بھی محب علی اور محب رسول نہیں ہو سکتا۔

۳۳۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عداوت فیض روحانی کے لئے سم قاتل ہے۔ کیونکہ جب منبع ولایت و مصدر فیوض و برکات ہی ناراض و رنجیدہ ہو جائیں تو پھر فیوض و برکات اور ولایت کے درجات کی بلندیوں بھی نصیب نہیں ہو سکتیں۔ جب تک کہ انسان اپنے گناہ سے پچھے دل کے ساتھ معافی مانگ کر اس کی تلافی نہ کر لے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور قبلہ حضرت صاحب مدظلہ کار روحانی ارتقاء اتنے عرصے کے لئے رکا رہا۔ اور معافی کے بعد پھر شروع ہو گیا۔ اسی لئے حضور قبلہ شیخ طریقت بد باد فرماتے رہتے ہیں کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گستاخ کبھی بھی "ولی" نہیں ہو سکتا۔ آپ کا یہ فرمان مبارک چونکہ آپ کی آپ بیتی پر مبنی ہے۔ لہذا آپ کا یہ فرمان حقیقت و مشاہدہ پر مبنی ہے۔

فاتقوا الناس التي وقودها الناس والحجارة

واعتبروا يا اولي الابصار

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عسکری خدمات

عہد نبوی میں آپ کی عسکری خدمات

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض اپنے کرم سے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت رضوان والے صحابہ میں شامل فرمایا لہذا آپ کو اس جماعت صحابہ کا شرف بھی حاصل ہے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۱۵) شوال ۸ ہجری میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ہزار مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ غزوہ حنین کے لئے قبیلہ ہوازن کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ (یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ کیونکہ فتح مکہ شدہ رمضان ثریب میں ہوا تھا) تو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان مجاہدین اسلام میں شامل تھے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو بہت سال غنیمت ہاتھ آیا۔ اس میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک سوارنٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا تھا اور یہ سونا جناب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے تول کر دیا تھا۔ (ابن عساکر ۲۴ ص ۴۰)

زمانہ صدیقی میں آپ کی چند عسکری خدمات

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اس فائدہ (آل ابوسفیان) کے اعزاز کا خیال رکھا۔ چنانچہ سلسلہ میں شام کی فوج کشی میں دمشق کی مہم پر ابوسفیان کے بیٹے یزید کو فوج کے ایک حصہ کا سردار بنایا۔ ان لوگوں نے بھی تلافی مافات کی پوری کوشش کی اور گدشتہ لفظوں (کی تلافی) کا حق ادا کر دیا۔ شام کے جہاد میں ابوسفیان کا پورا گھرانہ یعنی وہ خود۔ ان کے دونوں بیٹے۔ یزید اور

امیر معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کی بیوہ ہندہ رضی اللہ عنہما تک شریک تھیں۔ وہ میدان جنگ میں مسلمانوں کو ابھارتی تھیں۔ (اسد الغابہ ۳ ص ۳۵۸، تاریخ اسلام شاہ معین الدین ندوی اولین ص ۲۴۴ وغیرہ) بعض مواقع پر امیر معاویہ نے فوج کی قیادت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ (تاریخ اسلام ندوی ص ۲۵۰) اس طرح شام کرائیموں میں آل ابی سفیان نے بڑے کارنامے دکھائے (تاریخ اسلام ندوی ص ۲۴۴)۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری میں مسیلمہ کذاب بد بخت نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا۔ جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس کے خلاف لشکر کشی کی گئی جو کہ جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر تھے۔ اور آپ نے بڑے جہد دکھائے حتیٰ کہ مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے میں بھی آپ شریک تھے۔ (البدایہ ۱ ص ۱۱۶، ابن عساکر ۲۵ ص ۱۶)

زمانہ فاروقی میں آپ کی عسکری خدمات

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایسے معتمد مجاہد تھے کہ سلسلہ میں جب آپ نے بیت المقدس کا معاہدہ اہل ایللیا کو امن کی غرض سے لکھ کر دیا تھا تو اس پر اپنی طرف سے بطور گواہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھی دستخط کر لئے۔

(الفاروقی شبلی ص ۲۲۳، تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۱۸۳، تاریخ طبری ص ۲۴۳) قیساریہ بحر شام کے ساحل پر اس زمانے کا اتنا بڑا شہر تھا کہ مورخ بلاذری کے مطابق اس شہر کے تین سو بازار تھے۔ فلسطین کا ایک ضلع تھا۔ اولاً ۱۳ھ میں جناب عمرو بن عامر نے لشکر کشی کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اور شہر ولے

امیر معاویہ رضی اللہ عنہما نے آپس میں صلح کر لی۔ اس صلح کی دوسرے حجاز و عراق اور مشرق کا پورا علاقہ حضرت علی کے پاس رہا۔ اور شام اور مصر و مغرب کا حصہ (تمام علاقہ) جناب امیر معاویہ کے حق میں آیا۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۱۳)

جناب سیدنا امام حسن اور خلافت امیر معاویہ | حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری کے بعد ۳۵ھ میں (جناب سیدنا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سارے عالم اسلام کے خلیفہ ہو گئے۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۵۲)

سیدنا امیر معاویہ کے دور میں آپ کی عسکری خدمات | ۳۵ھ میں جب

خلیفہ برحق جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کو خلافت تفویض فرمادی (لکھ کر دے دی) تو آپ پورے عالم اسلام کے واحد اور برحق فرمانروا بن گئے۔ ایک خارجی سردار فروہ بن نوفل نے کوفہ میں شورش برپا کر رکھی تھی۔ آپ کی حکمت عملی سے اسے کوفہ والوں نے ہی گرفتار کر دیا۔ پھر خارجیوں نے عبد اللہ بن ابی الجوساء کو اپنا سردار مقرر کر لیا۔ اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر جوشروہ بن وداع خارجیوں کا سردار بنا۔ آپ نے حضرت عبد اللہ بن عوف کو مقابلہ کے لئے بھیجا جو شروہ مارا گیا لیکن خارجی ایسے اپنے عقائد کے پکے تھے کہ ایک سردار مارا جاتا تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا لیکن وہ شکست قبول نہیں کرتے تھے۔ بالآخر آپ نے حضرت میخروہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جیسے مدبر اور آزمودہ کار کو کوفہ کا والی مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ نے شیبیب بن بجرو، معین بن عبد اللہ، ابی مریم ابی لیلیٰ، اور مستورد بن علقمہ وغیرہ تمام خارجی سرداروں کو ایک ایک کر کے ختم کیا اور بہت خارجی مارے گئے۔ اس طرح خارجیوں کا بہت حد تک زور ٹوٹ

گیا۔ (ملخصاً تاریخ اسلام ندوی ص ۳۲۲ تا ص ۳۵۲، ابن اثیر ص ۳۶۷ ص ۱۶)
 ★ کئی مفتوحہ علاقوں میں بغاوت پھیل گئی۔ ۳۵ھ میں ہی بلخ، ہرات بوشیخ اور باذغیس کے باشندے باغی ہو گئے۔ آپ نے مختلف مہمات کے ذریعے ان کا استیصال کیا اور ان اسلامی مفتوحہ علاقوں کو دوبارہ قابو میں کیا۔ (ملخصاً تاریخ اسلام ص ۲۵۴، ابن اثیر ص ۲ ص ۱۶۶)

★ ۳۳ھ میں کابل والوں نے بغاوت کر دی۔ آپ نے حضرت عبدالرحمن بن سمہ رضی اللہ عنہ کو اس مہم پر روانہ فرمایا۔ آپ نے کابل کو فتح کر کے بست کو فتح کیا۔ پھر رزان پر بغیر جنگ کے قبضہ ہو گیا۔ پھر طارستان پر غلبہ حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ نے رنج جو سجستان سے متعلق تھا کو فتح کیا۔ اس کے بعد غزنویوں سے سخت مقابلہ کے بعد ان پر بھی اللہ تعالیٰ نے اسلامی فوج کو فتح عطا فرمائی۔ (ملخصاً از تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۲۵۵ تا ص ۲۵۸، ابن اثیر ص ۳ ص ۱۳۴، تاریخ یعقوبی ص ۲ ص ۲۵۸)

★ ۳۴ھ میں غزنویوں کی بغاوت فتم کرنے کے لئے حضرت حکم بن عمرو غفاری کو مامور کیا گیا۔ اس طرح تمام مفتوحہ اسلامی علاقوں میں سے ایک چیمہ زمین بھی اسلامی قبضہ سے نہ نکل سکی۔ (ملخصاً از تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۲۵۸)
 ★ خلافت راشدہ کے دور میں ہی سندھ تک مسلمانوں کے قدم چاچکے تھے۔ لیکن (سیدنا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دو سمتوں سے ہندوستان پر فوج کشی کی گئی۔ ایک قدیم راستہ سندھ سے دوسرے خیبر کی راہ سے
 خیبر کی راہ سے سب سے اول ۳۳ھ میں حضرت مہلب بن ابی صفروہ نے فوج کشی کی اور کابل کو طے کر کے ہندوستان کی سرزمین میں قدم رکھا اور سرحدی علاقہ کو فتح کرتے ہوئے ۳۵ھ میں قیقان پر حملہ کیا۔ کچھ کامیابی

حاصل ہوئی۔۔۔۔۔ متعدد فتوحات حاصل کیں۔۔۔۔۔ پھر قندھار پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ حضرت منذر بن جرود کو سندھ کا حاکم بنایا گیا۔ قصدار والوں نے بغاوت کردی ان کو قابو میں کیا۔ (ملخصاً از تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۲۵۸، ۲۵۹، فتوح البلدان بلاذری ص ۲۲۹)

☆ ۳۲ھ میں ترکستان میں والی خراسان نے بخارا کے کوہستانی علاقہ کو عبور کر کے۔ رامنی۔ نصف اور بیکند کے علاقے فتح کئے۔ (حوالہ مذکورہ) ابن اثیر ص ۲۱۹، تاریخ طبری ص ۱۶۹

☆ ۳۵ھ جناب عثمان ذوالنورین کے صاحبزادے سے جناب سعید والذہ خراسان مقرر ہوئے۔ آپ نے میچون کو پار کر کے بخارا پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس زمانے میں وہاں ایک قبیلہ خاتون حکمران تھی۔ اس نے حالات کے پیش نظر صلح کر لی اور مسلمان بغیر جنگ کے بخارا میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے سمرقند کا رخ کیا۔ کچھ مزاحمت کے بعد اہل سمرقند نے سات لاکھ سالانہ خراج کا وعدہ کر کے صلح کر لی۔ اس کے بعد لشکر اسلامی نے ترمذ کا رخ کیا۔ وہاں کے باشندوں نے بھی بغیر جنگ صلح کر لی۔ (ملخصاً تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۹، فتوح البلدان بلاذری ص ۲۱۷)

☆ خلافت راشدہ کے زمانہ میں ہی شمالی افریقہ کا کافی حصہ فتح ہو چکا تھا۔ (جناب سیدنا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اس میں کافی اضافہ ہوا۔ اور یہاں مسلمانوں کی قوت بہت مضبوط ہو گئی۔ ۳۱ھ میں حضرت عقبہ بن نافع نے لواتہ اور زناتہ فتح کیا پھر ۳۲ھ میں خداس فتح ہوا۔ ۳۳ھ میں سوڈان کے بعض حصے فتح ہوئے۔ اسی زمانہ ۳۲ھ میں حضرت معاویہ بن خدیج نے افریقہ کے ایک بڑے، خوبصورت اور ساحلی شہر بنزروت کو فتح کیا اور رونیع بن ثابت

انصاری رضی اللہ عنہ نے جزیرہ حربہ کو فتح کیا۔ (المونس ص ۲۵)

☆ ۳۶ھ میں جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سومرہ اور عبدالملک نے جلولہ فتح کیا۔ افریقہ کے بربری بڑے باغی اور سرکش تھے۔ جب تک فوج سر پر رہتی صلح رہتے جیسے ہی آزاد ہوتے بغاوت کر دیتے۔ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۳۶ھ میں حضرت عقبہ بن نافع کو ان کی سرکوبی کے لئے مامور کیا ان کا قلع قمع کرنے کے بعد آئندہ کے لئے بطور حفاظت وہاں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا شہر قیروان بسایا۔ اور وہاں فوجی چھاؤنی قائم کر دی جس سے افریقہ سے بغاوت کا خطرہ تقریباً ختم ہو گیا۔ (المونس ص ۲۵، فتوح البلدان بلاذری ص ۲۲۶، تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۶)

☆ ۳۹ھ میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشرقی یورپ کے قلب، مشرقی کلیسا کے مرکز، قسطنطنیہ پر فوج کشی کی۔ میزبان رسول جناب ابویوب انصاری، جناب عبداللہ بن عمر، جناب عبداللہ بن عباس اور دیگر کئی جلیل القدر صحابہ کرام اس لشکر میں شامل تھے۔ قلعہ کی تفصیل بہت مضبوط اور اونچی تھی۔ رومیوں نے بھی پوری قوت صرف کر دی۔ تفصیل کے اوپر سے آگ برساتے تھے۔ چونکہ مسلمان نیچے تھے لہذا ان کا کافی نقصان ہوا کچھ دن محاصرہ کر کے واپس لوٹ گئے۔ (بالآفرس ۵۵ھ میں سلطان محمد فاتح نے خدا کے فضل سے اس شہر کو فتح کیا۔ سیرۃ النبی ص ۳۵۹ از سلیمان ندوی، تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ص ۳۵۸) حضرت ابویوب انصاری وہیں فوت ہوئے اور وہیں آپ کا مزار اور مقبرہ ترکان عثمانی نے بعد فتح بنوایا۔ اور ساتھ ہی ایک مسجد بھی بنا دی جو آج تک زیارت گاہ و خلعت ہے۔ (تاریخ اسلام ندوی ص ۳۶۳، ابن اثیر ص ۱۸۲) اگرچہ فی الحال قسطنطنیہ فتح نہ

ہو سکا لیکن بحری بیڑا قائم ہو گیا جس سے اسلامی فوج کی عسکری قوت میں بہت اضافہ ہوا۔

★ شام کے ساحلی علاقہ کو رومیوں کے حملہ سے محفوظ کرنے کے لئے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی کے زمانہ ہی میں بحیرہ روم کے جزائر پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ جزیرہ قبرص اسی زمانہ میں فتح ہوا۔ اپنے دور حکومت میں آپ نے جزیرہ رودس کو ۵۲ھ میں فتح کر لیا۔ (الاستیعاب ۲۵ ص ۶۳۸، تاریخ اسلام ندوی ص ۳۶۲)

★ ۵۳ھ میں جزیرہ ارواد مفتوح ہو کر اسلامی مملکت میں شامل ہوا۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۶۲)

★ ۵۳ھ میں صوبہ برقہ کا شہر ودان اور ملک سوڈان کا شہر کوری فتح ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۸۹)

غرضیکہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دیگر بہت سے فتوحات کے علاوہ آپ نے شام کے تمام سرحدی علاقوں کو فتح کر کے اس کو رومیوں کے حملہ سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ (فتوح البلدان ص ۱۹۰، تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۵۱)

غرضیکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو اسلامی فتوحات کا سلسلہ رک گیا تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ایسی مستعدی کے ساتھ دوبارہ شروع ہوا کہ اسلامی سلطنت کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا اور اسلامی حکومت کی حدود بخار سے لیکر قبروان تک اقصائے یمن سے لیکر قسطنطنیہ تک پھیل چکی تھی۔ اور ان کے علاوہ حجاز، یمن، شام، مصر، عراق، الجزیرہ، آرمینیا، روم، فارس، خراسان اور ماوراء النہر وغیرہ تمام ممالک اسلامی حکومت کے ماتحت ہوئے۔ سبحان اللہ

جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق چند ذوات مقدسہ کے فرامین ہدایت نشان

چونکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر خداوندِ علیم و خیر جل جلالہ و علم نوالہ صحابی ہیں لہذا قرآن مجید فرقان حمید میں جو جو بھی صحابہ کرام کی شان بیان کی گئی ہے وہ تمام فضائل و محامد جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل ہیں۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب مخیر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان وحی ترجمان سے جو جو صحابہ کرام کے فضائل و کمالات بیان ہوئے ہیں وہ سب بھی ایک جلیل القدر صحابی ہونے کے ناطے آپ کو حاصل ہیں۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالخصوص آپ کے حق میں اور جو جو آپ نے اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور سسرال کے حق میں ارشادات فرمائے ہیں وہ تمام بھی آپ کے حق میں مہر نبوی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

افضل البشر بعد از انبیاء خلیفہ بلا فصل جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بلند ہاتھ فرما کر خاد کعبہ کے پاس مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر بار بار یہ دعا فرما رہے تھے۔ ”یا اللہ (امیر) معاویہ کے بدن پر آگ کو حرام فرما دے (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۱۱) آپ کی دعا یقیناً مقبول ہے اور جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یقیناً جنتی ہیں۔

مراد مصطفیٰ و امام مرتضیٰ | اَشَدُّ اَعْلَى الْكَفَّارِ - خلیفہ ثانی جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت

میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر بنایا اور تاحیات آپ کو اس عہدے پر فائز رکھا۔ اس سے جناب فاروق اعظم کے دل میں آپ کی عزت و منزلت ثابت ہوتی ہے۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۲۴۰ و تمام تواریخ اسلام)

شہید اسلام و امام مصطفیٰ | خلیفہ ثالث جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے تمام دور خلافت میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کی گورنری پر بحال رکھا۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۲۴۰ و تمام تواریخ اسلام) اس سے آپ کی نظر میں جناب امیر معاویہ کی قدر و منزلت کا ثبوت ملتا ہے۔

مشرقی خلفاء ثلاثہ شہنشاہِ ولایت | جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ، رسول، قرآن،

ایمان، اسلام میں ہمارا اور امیر معاویہ کا کوئی اختلاف نہیں۔ (بیج البلاغہ خطبہ ۵۸ ص ۴۴۹ مطبوعہ بیروت) ہماری لڑائی اسلام اور کفر کی جنگ نہ تھی محض ایک اجتہادی بات تھی (قرب الاسناد ص ۴۵) لشکر امیر معاویہ کے تمام شہداء بھی جنتی ہیں۔ (طبرانی ج ۱ ص ۱۵۰ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۰۳ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳۵، ابن عساکر ج ۲ ص ۲۵ وغیرہ) امیر معاویہ کی امدت کو براندہ سمجھو۔ جب آپ نہ ہوں گے تو بڑی قتل و غارت ہوگی۔ (البدایہ ج ۱ ص ۱۳۱، ابن عساکر ج ۲ ص ۲۴۰، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۲۳، النسب الاشراف بلاذری ج ۱ ص ۴۰، کنز العمال ج ۶ ص ۸۰، تاریخ اسلام ذہبی ج ۲ ص ۳۳۰، کتاب السنہ امام احمد ج ۱ ص ۱۹۳ وغیرہ) آپ کے سامنے حضور

نے بیان فرمایا۔ تمہاری آپس میں لڑائی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور بخشش ہو جائے گی اور دونوں فریق جنتی ہوں گے۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۲۵) جماعت امیر معاویہ نہ مشرک تھے نہ منافق بلکہ وہ تو ہمارے (مسلمان) بھائی تھے (تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۱۴، سنن ابی یوسف ج ۱ ص ۱۱۴، تفسیر درمنثور ج ۱ ص ۲۲۲ وغیرہ) آپ نے لشکر امیر معاویہ کے مقتولین پر بھی نماز جنازہ پڑھی۔ (تاریخ کامل ج ۲ ص ۲۵۴) جبکہ امیر اور امیر معاویہ کا تھا۔ (اور ہم نے صلح کر لی) اس میں تمہیں دخل دینے کا کیا حق ہے۔ (ملفوظ حضرت قبلہ حضرت صاحب مدظلہ) آپ کے متعلق معمولی گستاخی کرنے پر بھی حضور شہنشاہِ ولایت بہت ناراض ہوتے ہیں اور آپ کی اس ناراضگی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا شامل ہوتی ہے۔ (مشاہدہ حضور قبلہ حضرت صاحب زید مجاہد)

شبیبہ مصطفیٰ احسن محبتی | خلیفہ برحق امیر المؤمنین جناب سیدنا امام حسن رضی

اللہ عنہ نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت فرمائی اور اپنی خلافت ان کو کھ کر دے دی۔ (رجال کشی ص ۱۰۲، احتجاج طبرسی ج ۲ ص ۹، جلال العمیون ج ۱ ص ۴۰، مروج الذهب ج ۳ ص ۴، مقتل ابی مخنف ص ۲، اخبار الطوال ص ۲۰، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۱، حاشیہ شرح عقائد ص ۱۹، ابن عساکر ج ۲ ص ۲۳، شواہد الحق ص ۴۰، فتح القدير ج ۵ ص ۴۶، مستدرک ج ۳ ص ۱۱۴، تاریخ التواریخ ج ۱ ص ۲۲۸، مناقب ابی طالب ج ۱ ص ۳۴، الہدایہ ج ۱ ص ۴۳، تطہیر الجنان ص ۱۹)

سید الشہداء امام کرب و بلا | اکب دوش مصطفیٰ جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت

کی تھی اور تا شہادت دونوں بھائی اس بیعت پر قائم رہے۔ (رجال کشی ص ۱۰۲، جلاء العیون ص ۳۹۵، اقبال الطوال ص ۲۲۰، مقتل ابی مخنف ص ۶، نیز تمام تواریخ اسلام) امیر معاویہ کی وفات پر آپ نے ان کے لئے دعاء مغفرت کی تھی۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۵۳)

ام المؤمنین عقیقہ امت صدیقہ بنت صدیق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنها بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے متعلق دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مجھے میری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، پھر فرمایا۔ اے مولائے کریم معاویہ کو ہدایت پر قائم رکھنا۔ اور اس کو بری عادات سے محفوظ رکھنا۔ اور دنیا و آخرت میں اس کی بخشش فرمنا۔ (البدایہ ص ۸۷)

مفسر قرآن عمر ابو مصطفیٰ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان

ارشاد فرمایا تھا۔ (امیر) معاویہ (رضی اللہ عنہ) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی امانت دار ہیں۔ (ابن عساکر ص ۲۵) آپ وحی الہی کے کاتب تھے۔ (مسلم ص ۳۰۳، البدایہ ص ۸۷، ابن عساکر ص ۲۵ وغیرہ) آپ فقیہ ہیں۔ (بخاری ص ۵۳۱، مشکوٰۃ ص ۱۱۲، بیہقی ص ۳۲، المنتقی ذہبی ص ۳۸۸، ابن عساکر ص ۱۶) آپ نے فرمایا آج ہم میں امیر معاویہ سے بڑا علم والا کوئی موجود نہیں ہے۔ (سنن الکبریٰ ص ۲۶) فرمایا امیر معاویہ پر اعتراض نہ کرو وہ صحابی رسول ہیں۔ (ابن عساکر ص ۲۵) فرمایا میں نے امیر معاویہ سے زیادہ خلق والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (مسند امام احمد ص ۱۰۲) فرمایا امیر المؤمنین امیر معاویہ بہت بڑے عالم ہیں۔ (ابن عساکر ص ۲۵)

فرمایا امیر معاویہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھ سکتے۔ (المنتقی ذہبی ص ۳۸۸) فرمایا آج امیر معاویہ سے زیادہ حکومت کا حق دار اور کوئی نہیں ہے۔ (تاریخ کبیر امام بخاری ص ۳۲۷، البدایہ والنہایہ ص ۸۷، ابن عساکر ص ۱۳۵، انساب الاشراف بلاذری ص ۲۷، الاصابہ ص ۳۳، ابن عساکر ص ۳۱۳، غریب الحدیث ابن قتیبہ ص ۲۷، ابن عساکر وغیرہ) آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے معاویہ تیرے اور علی کے درمیان کچھ اختلاف واقع ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں معافی ہو جائے گی اور تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔ (تفسیر و منشور ص ۳۲۲، اور تم سب جنت میں داخل کروئے جاؤ گے۔ (ابن عساکر ص ۲۵، وغیرہ) آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر معاویہ کو اللہ تعالیٰ کے فرمان اور جبریل کی عرض پر اپنا کاتب وحی مقرر فرمایا۔ (تظہیر الجنان ص ۱۳)

صحابی رسول جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ فرمایا کرتے تھے میں

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جناب امیر معاویہ سے بڑھ کر کوئی سخی، اچھے اخلاق والا اور حوصلہ والا نہیں دیکھا۔ (ابن عساکر ص ۲۵، تاریخ اسلام ذہبی ص ۳۲۷) آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ روز عشر (امیر) معاویہ کے جسم پر نور ایمان کی چادر ہوگی (ابن عساکر ص ۲۵) آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے امیر معاویہ تو جنت میں میرے خادموں میں سے ہوگا۔ (ابن عساکر ص ۲۵)

صحابی رسول جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا (امیر) معاویہ کے دشمن کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا اور اس پر بڑے بڑے خونخوار کتے چھوڑے جائیں گے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۱۳) آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے (امیر) معاویہ اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو (تجھے) آگ سے محفوظ رکھے گا۔ تیرے سینے کو علم دین سے بھر دے گا۔ تیرا پیٹ اولیاء اللہ کی طرح حرام سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تجھ کو بخش دے گا اور تجھے حساب سے بچائے گا۔ اور تجھے قرآن کا علم سکھا دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تجھ کو ہدایت یافتہ، ہدایت دینے والا بنا دے گا۔ اور لوگوں کو تیرے ذریعہ سے ہدایت نصیب بھی ہوگی۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۹)

صحابی رسول جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جنت میں امیر معاویہ بھی میرے خادموں میں شامل ہوں گے اور ہم سب مل کر وہاں جنت میں پھل کھایا کریں گے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۹) آپ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے محض اپنے لطف و کرم سے جناب امیر معاویہ کے لئے بیعت رضوان کے شرف سے مشرف ہونے کا اعلان فرمادیا۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۱۳)

صحابی رسول جناب ابو درداء رضی اللہ عنہ آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

ارشاد فرمایا۔ میں بھی (امیر) معاویہ سے محبت رکھتا ہوں اور جبریل و میکائیل

بھی ان سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو جبریل اور میکائیل سے بھی زیادہ ان سے محبت فرماتا ہے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۹) آپ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جماعت کراتے دیکھا تو آپ نے فرمایا لوگو (اس زمانہ میں) تمہارے امام سے بڑھ کر کسی شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ (المنتقى ذہبی ص ۲۸۸)

صحابی رسول جناب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ

والسليم لے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بھی اور اللہ کا رسول بھی (امیر) معاویہ سے محبت فرماتے ہیں۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۹)

صحابی رسول جناب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے جناب امیر معاویہ کے لئے دعا فرمائی۔ یا اللہ معاویہ کو قرآن پاک کا علم بھی سکھا دے اور اس کو دنیا میں مضبوط حکومت بھی عطا فرماتا (الہدایہ ۸ ص ۲۱) ابن عساکر ۲۵ ص ۷) آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امیر معاویہ سے بڑھ کر مستقل مزاج اور ہر بار شخص (اس دور میں) نہیں دیکھا۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی ۲ ص ۵۱)

صحابی رسول جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اس دور

میں (امیر معاویہ سے بڑھ کر صحیح اور حق فیصلہ کرنے والا کسی اور کو نہیں دیکھا۔ الہدایہ ۸ ص ۱۳۳، تاریخ اسلام ذہبی ۲ ص ۲۲۱، ابن عساکر ۲۵ ص ۵۱)

صحابی رسول جناب شداد بن اوس رضی اللہ عنہ آپ فرماتے ہیں کہ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ معاویہ میری امت میں سے بہت زیادہ بردبار اور بہت زیادہ سخاوت عطا کرنے والے ہیں۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۹)

صحابی رسول جناب عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ | آپ فرمایا کرتے تھے جناب امیر معاویہ کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا کرو کیونکہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کے بارہ میں دعا فرمائی تھی۔ یا اللہ معاویہ کو ہدایت پر قائم رکھنا اور لوگوں کو بھی آپ کے ذریعہ سے ہدایت نصیب فرمانا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۲۵ وغیرہ) تاریخ کبیر، بخاری ج ۱ ص ۲۲۸

صحابی رسول قبیلہ بن جابر رضی اللہ عنہ | آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کسی شخص کو زیادہ علم والا اور کسی کی گستاخی پر درگزر کرنے والا اور بلند ہمت شخص نہیں دیکھا۔ (الہدایہ ج ۸ ص ۱۳۵، تاریخ اسلام ذہبی ج ۲ ص ۳۲۳)

صحابی رسول کاتب قرآن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ | آپ نے جناب عنہ کو خط لکھا اور اس میں آپ کو "امیر المؤمنین" کے لقب سے ملقب فرمایا۔ (الادب المفرد امام بخاری ص ۱۶۳)

صحابی رسول جناب واثر رضی اللہ عنہ | آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ معاویہ وحی الہی کا امانت دار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معاویہ کے گناہ معاف فرما دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کا ان کو پورا پورا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن پاک کا علم بھی عطا فرمادیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو

ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا دیا۔ اور لوگوں کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت نصیب بھی ہوگی۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۶)

صحابی رسول سعید بن ابی وقاص و خدیفہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہما | آپ دونوں حضرات

ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ روزِ عشر معاویہ اس حالت میں آئیں گے کہ آپ نور کا لباس زیب تن کئے ہوں گے جس کا ظاہر اللہ کی رحمت اور اس کا باطن اللہ کی رضا ہوگی اور آپ اس حلہ نور کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے۔ اور یہ چاہہ آپ کو جناب نبی معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں وحی لکھنے کے بدلہ میں عطا ہوگی۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۱۱ وغیرہ)

صحابی رسول جناب سعید رضی اللہ عنہ | آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے امیر معاویہ کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اے مولائے کریم معاویہ کو ہدایت یافتہ رکھنا اور لوگوں کو بھی آپ کے ذریعہ سے ہدایت نصیب فرمانا۔ (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۰۸)

صحابی رسول ابو بکرہ رضی اللہ عنہ | آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا۔

میرا یہ شہزادہ (امام حسن) سرور ہے۔ اللہ اللہ العزیز اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ (کشف الغمہ فی معرفۃ الأئمہ ج ۱ ص ۵۳۶) اور دنیا جانتی ہے یہ دو جماعتیں سیدنا امام حسن اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے ہم خیال لوگوں کی جماعتیں تھیں۔ آپ کی بیان کردہ روایت کے ذریعہ سے امیر معاویہ کا صحیح ایمان والا ہونا ثابت ہوا۔

۱۰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین | جنگ صفین میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمنوا

تین سو صحابہ کرام آپ کے لشکر میں شامل ہوئے۔ اور آپ کی طرف سے لڑتے ہوئے تقریباً سب ہی شہید ہو گئے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۷۷)

صحابیہ رسول ام حرام رضی اللہ عنہا | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضائی خالہ بیان فرماتی ہیں کہ آپ

ایک دوپہر کو میرے گھر آرام فرما ہوئے اور مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو بھری جنگ کرے گا اللہ تعالیٰ ان کے لئے جنت واجب فرما دے گا۔ تو آپ نے عرض کی آقا دعا فرمائیں کہ میں بھی اس بھری اور جنتی لشکر میں شامل ہو سکوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ بے شک تو اس لشکر میں شامل ہوگی۔ (سبحان اللہ۔ آپ کے علم غیب شریف پر قربان) چنانچہ

جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس بھری اور جنتی لشکر کو لے کر نکلے تو جناب ام حرام بنت مہران بھی اس لشکر میں شامل ہوئیں اور واپسی پر آپ اپنی سواری سے گر کر فوت ہوئیں (بخاری، مسلم و دیگر اکثر کتب احادیث) اس صحیحین کی متفق علیہ روایت کے مطابق یہ تمام لشکر یقینی جنتی ہے۔ اور سیدنا امیر معاویہ اس لشکر کے سردار ہیں۔ لہذا آپ بھی یقینی جنتی بلکہ اس تمام جنتی لشکر کے سردار قرار پائے۔

صحابی رسول ضحاک بن قیس فہری رضی اللہ عنہ | آپ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو "امیر المؤمنین"

اور "رحمۃ اللہ علیہ" کہا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپ کے لئے دعا بھی فرمائی۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۸۷)

صحابی رسول کعب احبار رضی اللہ عنہ | آپ فرمایا کرتے تھے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں

امیر معاویہ سے اچھا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ (انساب الاشراف بلاذری ۱۰ ص ۱۰۰، تاریخ اسلام ذہبی ۲ ص ۲۲۱، ابن عساکر ۲۵ ص ۵۲)

صحابہ کرام کی مرویات | جناب سیدنا امیر معاویہ کی کل مرویات کی تعداد تقریباً ایک سو تریسٹھ (۱۶۳) ہے۔ ان میں سے

بہت سی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام سے مروی ہیں جو کہ احکام و عقائد تک کے لئے سند اور قیوت کے طور پر پیش کی جاتی ہیں اور یہ اصول حدیث کا مسلم اصول ہے کہ فاسق و فاجر اور مطعون شخص کی روایت نامعتبر ہوتی ہے اور بالخصوص احکام و عقائد میں تو اس طرح کی روایت بالکل قبول نہیں کی جاتی۔ اور صحابہ کرام جو کہ ایسے عادل اور متقی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ انہیں کفر، فسق و فجور اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے نفرت ہے۔ (حجرات ۷۷) وہ بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل فرماتے ہیں۔ مثلاً۔ جناب سیدنا عبد اللہ بن عمر، جناب سیدنا عبد اللہ بن زبیر، جناب سیدنا ابو درود، جناب سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلي، جناب سیدنا نعمان بن بشیر، جناب سیدنا سائب بن زید، جناب سیدنا عبد اللہ بن عباس، جناب سیدنا معاویہ بن خدیج، جناب سیدنا ابو عماد اسعد بن سہل، رضی اللہ عنہم اور دیگر کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ تو ثابت ہوا کہ ان تمام صحابہ کرام کے نزدیک آپ کی ثقاہت و عدالت مسلمہ تھی۔ اسی لئے وہ آپ کی مرویات پر اعتماد کرتے تھے۔

سید التابعین سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ آپ فرماتے ہیں جو شخص جناب جناب عثمان ذوالنورین اور جناب علی المرتضیٰ سے محبت رکھتا ہو اور عشرہ مبشرہ کے جتنی ہونے کی گواہی دے (یقین رکھے) اور جناب امیر معاویہ کے حق میں دعا کرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کا حساب نہیں لیں گے۔ (البیہار ۸ ص ۱۳۹ ابن عساکر ۲۵ ص ۴۳)

حضرت فضیل تابعی علیہ الرحمہ آپ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا خیر فرمایا کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ جناب امیر معاویہ صحابہ کرام میں سے جلیل القدر عالم دین تھے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۴۴)

حضرت مجاہد تابعی علیہ الرحمہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم امیر معاویہ کو دیکھ لیتے تو ضرور تم بھی کہتے کہ واقعی یہ "مہدی" ہیں۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۵۳)

یزید بن اصم تابعی علیہ الرحمہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جناب امیر معاویہ کے لشکر کے مقتولین کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا یہ سب جنتی ہیں۔ رہا معاملہ اس جنگ کا تو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ میرے اور معاویہ کے درمیان اختلاف واقع ہو گا اور اس معاملہ میں معاویہ (اور ان کے ساتھیوں کو) بخش دیا جائے گا۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۳۸)

ابو مجلذہ تابعی علیہ الرحمہ جناب ابو مجلذہ لاحق بن حمید سدوسی بصری سے پوچھا گیا کہ قرآن پاک کی خرید و فروخت جائز ہے؟

تو آپ نے فرمایا (اں جائز ہے کیونکہ) جناب امیر معاویہ کے دور میں قرآن پاک کی خرید و فروخت ہوتی رہی ہے۔ (اگر ناجائز ہوتا تو آپ ایسا کیوں ہونے دیتے۔) (انساب الاشراف بلاذری ۳ ص ۴۸)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ میں جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ امیر معاویہ سے ہماری جنگ کوئی اس وجہ سے نہیں ہوئی تھی کہ ہم ان کو کافر سمجھتے تھے یا وہ ہم کو کافر سمجھتے تھے بلکہ وہ تو ایک غلط فہمی کی بنا پر ہوئی تھی۔ (قرب الاسناد ص ۳۵)

امام اوزاعی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۵۵ھ) آپ فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا امیر معاویہ کی خلافت کے دور میں بہت سے صحابہ کرام بقید حیات تھے جو ہدایت کے چراغ تھے اور علم دین کے ظروف تھے جن کے سامنے قرآن پاک نازل ہوتا رہا۔ اور وہ احکام اسلام کو اچھی طرح جانتے تھے۔ ان جیسا کوئی بعد والا نہیں جان سکتا۔ کیونکہ انہوں نے قرآن پاک کا مفہوم خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا تھا۔ اور صحابہ کرام کی خلوص نیت کی پیروی کرنے والے "تابعین کرام" بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ انہوں نے امت محمدی میں کوئی اختلاف برپا نہیں کیا۔ (اور امیر معاویہ کے خلاف علم جہاد بلند نہیں کیا اور اگر وہ ایسے ہوتے تو یہ پاکباز ہستیاں انہیں کبھی بھی مغاف نہ فرماتیں) (البیہار ۸ ص ۱۳۳)

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۱ھ) خلیفہ راشد فاس کے سامنے ایک شخص نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کی تو آپ نے اس کو کوڑوں سے سزا دی۔

(طبقات ابن سعد ۵ ص ۲۸۲ ، البدایہ ۸ ص ۱۳۹ ، ابن عساکر ۲۵ ص ۷۶) آپ نے اپنا مشاہدہ ذاتی جو کہ معنی علی الحق ہے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس خطا اجتہادی پر معاف فرمادیا اور آپ کی بخشش فرمادی۔ (کتاب الروح ابن قیم ص ۲۱ ، البدایہ ۸ ص ۱۳۰ ، کیمیائے سعادت امام غزالی ص ۲۸۳ وغیرہ)

عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ تابعی (متوفی تقریباً ۳۵ھ) آپ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کا امیر معاویہ کے متعلق کیا خیال ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ بھلا میں اس ہستی کی شان میں کیا کہوں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نمازیں ادا فرماتے رہے ہوں۔ (یعنی آپ تو جلیل القدر صحابی ہیں میں آپ کے متعلق کیسے کوئی گستاخی سوچ سکتا ہوں) (البدایہ ۸ ص ۱۳۹)

کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک جناب امیر معاویہ کی شان زیادہ ہے یا جناب عمر بن عبدالعزیز کی۔ تو آپ نے فرمایا (تم امیر معاویہ کی بات کرتے ہو) جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضور کی خدمت میں آپ کی ناک میں جو مٹی جم جاتی تھی وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ (البدایہ ۸ ص ۱۳۹ ، مرقاة شرح مشکوٰۃ ۱۰ ص ۱۳۱ ، ابن عساکر ۲۵ ص ۷۴ وغیرہ) بلکہ بعض روایات میں تو یہاں تک آیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور معیت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں جو خاک اتر کر جم جاتی ہے وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔ (البدایہ ۸ ص ۱۳۹ ، تلخیص الجنتان ابن حجر مکی ص ۱۰ ، فتاویٰ حدیثیہ ابن حجر حیتمی ص ۲۰۵ وغیرہ)

عمر بن شریک تابعی علیہ الرحمہ جناب ابو سعید جو کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا۔ گویا میں جنت میں ہوں۔ وہاں میں نے دو عالی شان محل دیکھے تو میں نے دربانوں سے پوچھا کہ یہ کن لوگوں کے محل ہیں؟ جواب ملا کہ یہ کلاع اور حوشب (علیہما الرحمہ) کے لئے ہیں۔ وہ جو جنگ صفین میں جناب امیر معاویہ کی معیت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا۔ جناب عمار اور ان کے ساتھی وہ کہاں ہیں۔ جواب ملا وہ تیرے آگے (یعنی اس سے آگے زیادہ اعلیٰ مقام پر) ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا حالانکہ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا۔ (پھر بھی یہ دونوں جماعتیں ہی جنت میں پہنچ گئیں) جواب ملا ہاں۔ جب وہ سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بخشش دیا۔

(یاد رہے کہ صحیح احادیث میں ہے کہ نیک آدمی کا خواب سچا ہوتا ہے اور یہ ایک تابعی کا خواب ہے جو کہ امت میں دوسرا درجہ ہے۔ یعنی اول صحابی دوسرا تابعی۔ اور زمانہ خیر القرون ہے لہذا یہ محض خواب نہیں ایک حقیقت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مشاہدہ کرایا گیا) (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵ ص ۹۰ ، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ۴ ص ۱۳۳ ، الاصابہ ۱ ص ۲۸۲ ، تحت حوشب ، ابن عساکر ۷ ص ۲۹ ، مرآة الجنان امام یافعی ۱ ص ۱۰۲ ، طبقات ابن سعد ۳ ص ۱۸۹ ، کتاب المعرفة والتاریخ ۳ ص ۳۱۳ ، سنن الکبریٰ بیہقی ۱ ص ۱۴ ، العبر امام فہمی ۱ ص ۴۰ ، سنن سعید بن منصور خراسانی السنن السامیہ عن طعن معاویہ ص ۷ وغیرہ)

جناب فضل بن عنبسہ علیہ الرحمہ (متوفی تقریباً ۳۰ھ) آپ سے

پوچھا گیا کہ جناب امیر معاویہ کی شان زیادہ ہے یا جناب عمر بن عبد العزیز کی تو آپ نے تعجب اور حیرانگی سے تین دفعہ فرمایا - سبحان اللہ - کیا وہ ہستی جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف صحبت حاصل کیا ہے - (جناب امیر معاویہ) ان کی شان اور مقام تک وہ شخص کیسے پہنچ سکتا ہے جس نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں کی - (یعنی جناب عمر بن عبد العزیز) (ابن عساکر ۲۵ ص ۷۴ وغیرہ)

وکیع بن جراح تابعی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (صحابہ کرام میں سے) دروازے کے کندھے کی مثل ہیں جس نے دروازے کا کندھا کھول دیا (اور دروازہ کھل گیا) تو پھر اس دروازے کے اندر ہے وہ اس تک بھی پہنچ سکتا ہے - (ابن عساکر ۲۵ ص ۷۴) یعنی جو جناب امیر معاویہ کی توہین کرتا ہے اس کے نزدیک پھر کسی بھی صحابی کی توہین کرنا مشکل نہیں ہوتا - اور اس کے نزدیک کسی بھی صحابی کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوتی -

عبدالرحمان بن ابی الحکم تابعی آپ نے بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کہا - (ابن عساکر ۲۵ ص ۷۹) (متوفی ۱۲۰ھ) المعروف ابو توبہ حلبی -

ربیع بن نافع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول کا پردہ ہیں اور جب کوئی شخص کسی چیز کا پردہ کھول دیتا ہے تو پھر جو کچھ پردہ کے اندر ہے اس پر جرات کرنا اس کے لئے مشکل نہیں ہوتا - (ابن عساکر ۲۵ ص ۷۴، الہدایہ ۸ ص ۱۳۹، تاریخ بغداد ۱ ص ۲۰۹ وغیرہ)

سلیمان بن مہران الأعمش علیہ الرحمہ آپ کے سامنے جناب عمر بن عبد العزیز کے عدل و انصاف کا تذکرہ ہوا تو آپ فرماتے گئے - اے شخص (حضرت عمر بن عبد العزیز کا عدل و انصاف بھی واقعی قابل تحسین ہے لیکن) اگر تو جناب امیر معاویہ کا دور پاتا تو تو دیکھتا کہ آپ کتنے عدل و انصاف کرنے والے ہیں - (المنتقى ذہبی ص ۳۸۸ منہاج السنہ ۳ ص ۱۵۵ وغیرہ)

معانی بن عمران علیہ الرحمہ جناب ابو مسعود موصلی سے پوچھا گیا کہ جناب امیر معاویہ کی شان زیادہ ہے یا جناب عمر بن عبد العزیز کی تو آپ غضبناک ہو گئے اور فرماتے گئے کیا تو ایک صحابی رسول کو ایک تابعی جیسا سمجھتا ہے - (یعنی تو ایک صحابی کا تابعی سے موازنہ کر رہا ہے) جناب امیر معاویہ صحابی رسول تھے - حضور کے سلا صاحب تھے - آپ کے کاتب وحی تھے - اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگو - میرے صحابہ کرام اور میرے سسرال والوں کو میری نسبت کی وجہ سے اپنے اعتراضات سے محفوظ رکھا کرو - کیونکہ جس نے میرے صحابہ یا میرے سسرال والوں کے متعلق بدزبانی کی تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کے تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت پڑے گی - (الہدایہ ۸ ص ۱۳۹، ابن عساکر ۲۵ ص ۷۴، کتاب الشفاء ۲ ص ۵۲، تطہیر الجنان ص ۱، تاریخ بغداد ۱ ص ۲۰۹ وغیرہ)

مرویات تابعین علیہم الرحمہ جلیل القدر تابعین مثلاً جناب عیسیٰ بن طلحہ، جناب ابو جندہ، محمد بن جبیر، جناب یزید بن جاریہ، ابو اریس خولانی، جناب علی المرتضیٰ کے بیٹے جناب

محمد بن حنفیہ، جناب قیس بن ابی حازم، جناب سعید بن مسیب، جناب حمید بن عبد الرحمن اور دیگر بہت سے تابعین کرام علیہم الرحمہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایات لیتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ یہ تمام پاکباز ہستیاں آپ کی ذات کو تقویٰ اور ثقاہت و عدالت میں ارفع و اعلیٰ مانتے تھے اور ان کی روایات سے احکامات کا استنباط فرمایا کرتے تھے۔

امام مالک علیہ الرحمہ (متوفی ۱۷۹ھ) آپ فرماتے ہیں جو شخص جناب ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ، امیر معاویہ، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم یا کسی بھی اور صحابی کو گمراہ یا کافر کہتا ہے اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام امت مسلمہ کا انکار کر دیا ہے۔ اور اگر صرف صحابہ کی شان میں بدزبانی کرتا ہے تو اس کو سخت سزا دی جائے۔ (رسائل ابن عابدین شامی، ص ۲۰۸، مبراس ص ۵۵، کتاب الشفاء، ص ۵۲، نسیم الریاض ص ۵۲)

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۱ھ) آپ فرماتے ہیں کہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی اور صحابی کے متعلق جو شخص بدزبانی کرتا ہے تو اس کا اسلام اور ایمان صحیح نہیں ہے۔ (الصارم المسلول ابن تیمیہ ص ۵۷، ابن عساکر ص ۲۵، وغیرہ)

غوث الاعظم علیہ الرحمہ آپ فرماتے ہیں کہ جو جناب علی المرتضیٰ اور جناب امیر معاویہ وغیرہما رضی اللہ عنہم اجمعین کے مابین اختلاف واقع ہوئے ہیں انہیں مشیت الہی سمجھتے ہوئے اس معاملہ میں زبان بند رکھی جائے بلکہ ان سب کی فضیلتیں بیان کی جائیں۔ اس بات پر اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۷۸) نیز

آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں راستہ میں بیٹھا ہوں اور جناب امیر معاویہ کی سواری ادھر سے گزرے اور آپ کی سواری کے قدموں کی خاک اڑ کر مجھ پر پڑ جائے تو اسے اپنے لئے باعث نجات سمجھوں گا۔ (ادوار الفتاویٰ ص ۱۲۲)

امام صاحب علیہ الرحمہ رضی اللہ عنہ کو نواسہ رسول سے ایسی محبت تھی۔ اور آپ ایسے وفا شعار تھے کہ آپ جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بڑے بڑے نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ معذرت بھی کیا کرتے تھے کہ فی الحال میں آپ کی صحیح خدمت نہیں کر سکا اور نذرانہ پیش کر رہا ہوں۔ (کشف المحجوب فارسی ص ۶۳)

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ آپ فرماتے ہیں تمام بعثی فرقوں میں سے بدتر فرقہ صحابہ کرام سے بغض رکھنے والا فرقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کو کافر فرمایا ہے۔۔۔۔۔ صحابہ کرام پر طعن کرنے سے قرآن پاک پر بھی طعن لازم آتا ہے۔۔۔۔۔ جو اختلافات صحابہ کرام کے درمیان ہوئے وہ خواہشات نفسانیہ کی بنا پر نہ تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پاک کی برکت سے وہ اس بات سے پاک ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ بے شک اس معاملہ میں حضرت علی حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر۔ لیکن یہ خطا اجتہادی تھی جو فسق کا باعث نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ بلکہ مجتہد غلطی کو بھی ایک ثواب ملتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی و مکتوب ص ۵۳، ص ۸۶)

امام بخاری علیہ الرحمہ صاحب صحیح بخاری نے اپنی صحیح میں آپ کی روایات احکام و عقائد میں نقل فرمائی ہیں۔ ثبات ہوا کہ ان کے نزدیک آپ کی ثقاہت و عدالت مسلمہ ہے۔ نیز آپ نے اپنی کتاب

”تلخیص کبیر“ میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ”اللہم اجعلہ ہادیاً مہدیاً و اھدیاً و اھدبہ“ بھی نقل فرمائی ہے۔

صاحب صحیح مسلم نے اپنی صحیح میں احکام و عقائد میں امام مسلم علیہ الرحمہ

بھی آپ کی روایات نقل فرمائی ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک آپ کا تقویٰ اور ثقاہت و عدالت مسلم ہے۔ نیز آپ نے اسی صحیح مسلم میں آپ کے کاتب وحی الہی بننے والی روایت بھی نقل فرمائی ہے۔

صاحب شرح شرح عقائد علیہ الرحمہ علامہ عبدالعزیز فرھاروی فرماتے ہیں

جناب (سیدنا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی، نجیب اور مجتہد تھے۔ آپ کی شان میں کئی احادیث مروی ہیں۔ اکابرین اسلام اس شخص پر سخت غضبناک ہوتے ہیں جو آپ پر

کوئی اعتراض کرے یا آپ کے متعلق بدزبانی کرے۔ (نبراس ص ۵۵)

صاحب شرح کتاب الشفا علامہ خفاجی فرماتے ہیں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اعتراض

اور بدزبانی کرنے والا دوزخ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (شرح شفا خفاجی ص ۴۵)

فقیر ابو طاہر حسین بن منصور

آپ فرماتے ہیں میں جناب امیر معاویہ کے متعلق بدزبانی کرتا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (کرم فرماتے ہوئے) مجھے خواب میں حکم فرمایا کہ آپ سے بغض نہ رکھ اور نہ ہی آپ کے متعلق بدزبانی کیا کر۔ کیوں کہ وہ تو میرے

بھائی (ایمانی یا سالا) اور کاتب وحی بھی ہیں۔ (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۷۶)

آپ نے جناب عمر بن عبدالعزیز کا خواب والا واقعہ بیان کر کے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بخشا ہوا اور

جنتی ہونا ثابت کیا ہے۔ (کتاب الروح ص ۲۶)

علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری جناب سیدنا امیر معاویہ کا ذکر خیر فرماتے ہوئے آپ کو جناب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جلیل القدر صحابی اور آپ کی بارگاہ کا وحی الہی کا کاتب ہونا بیان فرماتے ہیں۔ (الاصابہ ص ۳ ص ۴۳)

حافظ ابن کثیر مفسر قرآن مؤرخ اسلام مذکور بھی آپ کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جلیل القدر صحابی اور آپ کا کاتب

وحی ہونا بیان فرماتے ہیں۔ (الہدایہ ص ۸ ص ۲۱ وغیرہ)

محدث طیبی شارح مشکوٰۃ بھی آپ کا ہادی اور مہدی ہونا۔ کامل و اکمل طور پر بیان فرماتے ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۱)

محدث ابن حجر حیتمی آپ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا بارگاہ ربوبیت میں لازماً مقبول

ہوتی ہے تو پھر آپ حضور کی دعا کے مطابق یقیناً ہادی اور مہدی ہیں۔ (تظہیر الجنان ص ۱۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی آپ نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فتح مکہ سے قبل ہی عمرہ القضاء

کے دن ایمان لے آنا بیان فرمایا ہے۔ اور آپ کا جلیل القدر صحابی، کاتب وحی الہی اور بخشا ہوا ہونا بیان فرمایا ہے۔ (مدارج النبوة ص ۲ ص ۵۲)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی اہم اہل سنت و جمودین راسد مراد الشاہ احمد رضا خاں صاحب محدث بریلوی نے جناب

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں چھ عدد رسالے تصنیف فرمائے ہیں۔

۱۔ البشری العاجلہ من تحت آجلہ (تفضیلیہ و مستقن امیر معاویہ
 کارو) ۲۔ عرش الامراز والاکرام لا اقل ملوک الاسلامہ
 (مناقب سیدنا امیر معاویہ) ۳۔ ذب الالهواء الواہیہ فی باب
 الامیر المعادیہ (آپ پر کئے گئے مطاعن کا جواب) ۴۔ اعلان
 الصحابہ الموافقین للامیر معاویہ وام المؤمنین (جناب امیر
 معاویہ اور ام المؤمنین کے مہنوا صحابہ کا بیان) ۵۔ الاحادیث الساریہ
 لمدح الامیر معاویہ (مناقب امیر معاویہ ولی الاحادیث کا بیان) ۶۔
 لمعة الشمعة لهدی شیعۃ الشیعہ (تفضیل و تفسیق کے
 متعلق سوالات کے جوابات) نیز آپ نقل فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا امیر
 معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدزبانی کرنے والا دوزخ کے کتوں میں سے ایک
 کتاب ہے۔ (احکام شریعت ص ۱۲۲)

صاحب بہار شریعت

صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی اعظمی قادری
 علیہ الرحمہ فقہ حنفی کی معتمد، مستند اور منفرد

جامع کتاب بہار شریعت میں بیان فرماتے ہیں۔ کسی بھی صحابی کے ساتھ سوء
 عقیدت بد مذہبی و گمراہی و استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 کے ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے۔ اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے
 آپ کو سنی کہے مثلاً جناب امیر معاویہ، ان کے والد حضرت ابوسفیان،
 اور والد ماجد حضرت ہندہ، حضرت سیدنا عمرو بن عاص، حضرت میمون بن
 شیبہ، اور حضرت ابوسریحہ اشجری سنی کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔۔۔۔۔
 ان میں سے کسی کی شان میں بھی گستاخی۔ برابر ہے اور اس کا قائل رافضی ہے
 ۔۔۔۔۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام

حرام سخت حرام ہے۔۔۔۔۔ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے ان کا مجتہد
 ہونا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث صحیح بخاری میں بیان فرمایا
 ہے۔ مجتہد سے صواب و خطا دونوں صادر ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اور خطا
 اجتہادی پر مجتہد سے عند اللہ مؤاخذہ نہیں۔۔۔۔۔ اور فیصلہ وہ جو خود رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مولا علی کی ڈگری۔ اور (جناب) امیر معاویہ
 کی مغفرت رضی اللہ عنہما۔ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ۔۔۔۔۔ حضرت امیر معاویہ
 کا نام لیا جائے تو یعنی اللہ عنہ نہ کہا جائے محض باطل اور بے اصل ہے۔۔۔۔۔
 حضرت امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم کی سلطنت ہے، سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک
 فوج جرار جانشین کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار مجتہد رکھ دیئے اور
 خلافت جناب امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور اس
 صلح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی۔۔۔۔۔
 تو جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا
 حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبیٰ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلکہ حضرت
 (اللہ) عزوجل و علا پر طعن کرتا ہے۔۔۔۔۔ اب کسی بھی صحابی پر "قتلہ بانعمیہ"
 کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ (بہار شریعت ص ۶، ص ۷)

(متوفی ۶۷۲ھ) آپ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ
مولائے روم جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سورہے تھے تو غلا
 کے وقت ایک شخص نے آپ کو جگا کر کہا کہ اٹھیں اور نماز پڑھ لیں۔ آپ
 نے فرمایا۔ تو کون ہے وہ کہنے لگا میں شیطان ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا کام
 تو نماز کے وقت سلانا ہے اور تو مجھے نماز کیلئے جگا رہا ہے۔ وہ کہنے لگا

اگر آپ کی نماز قضا ہو گئی تو آپ کو اتنا صدمہ ہوگا اور آپ اتنا زور میں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت زیادہ نمازوں کا ثواب عطا فرما دے گا۔ لہذا آپ اٹھیں اور ایک ہی نماز کا ثواب حاصل کریں۔ (مشنوی مولانا روم دلتروم ص ۶۵ طبع لکھنؤ) معلوم ہوا شیطان اگر بظاہر کسی کو کسی نیک کام کے متعلق بھی کہے تو اندر سے وہ اپنا کام ہی کر رہا ہوتا ہے۔ خدا اسکے شر سے محفوظ رکھے۔

امام نووی شارح مسلم (متوفی ۶۷۶ھ) آپ فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر خرم راز، معتد اور ثقہ صحابی تھے۔ (شرح مسلم ۲ ص ۲۷۲)

شارح مشکوٰۃ وفقہ اکبر وغیرہ آپ فرماتے ہیں کہ جناب امیر معاویہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جلیل القدر اور ثقہ عالم صحابی تھے۔ (مرقاۃ ۱۱ ص ۲۲) نیز آپ بلا تکرار نقل فرماتے ہیں کہ جناب امیر معاویہ یا اور کسی بھی صحابی کو کافر یا گمراہ کہنے والے شخص کو قتل کر دیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص ان کی گستاخی کرتا ہے تو اس کو سخت سزا دی جائے۔ یہ امام مالک کا فتویٰ ہے۔ (نسیم الریاض ۳ ص ۵۶۵)

علامہ ابوالشکور محمد بن عبد السعید کبشی سالی (متوفی ۳۶۵ھ) علم عقائد کے یہ قدیم عالم فرماتے ہیں کہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک نیک اور دیانت دار عالم دین (صحابی) تھے۔ اور اگر آپ دین کے کار بند نہ ہوتے تو (جناب امام حسن اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے لئے) آپ سے صلح کرنا جائز نہ ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ عادل تھے اور حق ہی کے داعی تھے۔ (اسی لئے جناب علی المرتضیٰ نے آپ سے صلح فرمائی۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ) جناب علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے برحق امام اور اللہ کے دین میں عادل تھے۔ (اور آپ کی اقتدا میں) پھر باقی لوگوں نے بھی آپ کی بیعت کر لی۔ (کتاب التہبید قول شامی - ص ۱۶۹)

تاجدار سیال شریف آپ کا فرمان ہے کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو جنگ ہوئی ہے وہ بغض و عناد کی وجہ سے نہیں بلکہ اجتہاد کی بنا پر ہوئی ہے اور فعل مجتہد اگر خطا بھی ہو تو (بمطابق فرمان نبوی) پھر بھی اس کو ثواب ملتا ہے۔ لہذا آپ کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ جب تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کے بارہ میں ایمان اور عقیدہ صحیح نہ رکھا جائے اس وقت تک کسی بھی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ (مرآة العاشقین ص ۱۰۹، ص ۱۳۹)

خواجہ غلام فرید آپ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں گروہوں (جناب امام حسن اور ان کے ہمراہ اور جناب امیر معاویہ اور ان کے ہمراہ) کو مسلمان کہا ہے تو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدگمانی یا بے ادبی کرے۔ کیونکہ یہ صلح جناب امام حسن کی مرضی سے ہوئی تھی نہ کہ کسی ظلم اور مجبوری سے۔ ان کی مجادلت اجتہاد کی وجہ سے تھی نہ کہ بغض و عداوت کی وجہ سے۔ صحابہ کرام کے متعلق بدگمانی کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان آیات قرآنیہ کا انکار ہے جن میں صحابہ کی شان بیان کی گئی ہے۔ اور یہ کفر ہے۔ چنانچہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو متقی اور اکابر صحابہ میں سے ہیں کے حق میں بغض و حسد رکھنا اور بدگمانی کرنا سراسر شقاوت ہے۔ (مقابیس المجالس ص ۹۳۱)

تاجدار گولڑہ شریف | آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہدایت نشان ”ابن ہذا سید لعل اللہ یصلح بہ بین الفئتن من المؤمنین“ کے الفاظ کے ساتھ نقل فرما کر جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے تمام ساتھیوں کا ”مؤمن“ ہونا ظاہر فرما دیا ہے۔ (مہر منیر ص ۳۵۵)

سیدی و سندی، بلجائی و مولائی حضور قبلہ حضرت صاحب نائِب سرکار کیلانی | مجاہد نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نورانیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ارشاد فرماتے ہیں۔ دنیا میں بڑے بڑے حسین دیکھے ہیں۔ لیکن مشاہدہ رویا میں) جو حسن و جمال جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دیکھا وہ بیان سے باہر ہے۔ نیز فرمایا۔ میرا مشاہدہ ہے کہ جو امہات المؤمنین یا تمام صحابہ کرام میں سے کسی بھی صحابی پر بالخصوص جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم پر اعتراض کرتا ہے یا ان کی بے ادبی کرتا ہے وہ ضرور راضی ہو کر مرتا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے بھی کچھ گستاخی ہو گئی تھی بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عنایت فرمائی جب میری توبہ قبول ہوئی تو خواب میں حضور شبہنشاہ ولایت نے انتہائی غصہ میں فرمایا۔ جھگڑا میرا اور امیر معاویہ کا تھا اس میں تمہیں دخل دینے کا کیا حق ہے۔ تو نے آپ کی شان میں گستاخی کیوں کی ہے؟ میں نے عرض کی حضور غلطی ہو گئی ہے معاف فرادیں۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا اور میں نے بھی تین دفعہ معافی مانگی تو آپ نے معاف فرما دیا اور آپ) خاموشی سے تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں منگی تلوار تھی اور آپ بڑے جلال میں تھے

(مطبوعہ فرمان حضور قبلہ حضرت صاحب مدت فیو ضہم)

جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

آپ کی عمر مبارک | جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے تقریباً پانچ برس پہلے پیدا ہوئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کے تیرہ سال شامل کریں تو ہجرت کے وقت جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک $13 + 5 = 18$ برس تھی۔ ۱۸ برس تھی۔ اپنے بھائی جناب یزید بن سفیان والی دمشق کی معیت میں جہاد پر گئے ہوئے تھے کہ آپ کے بھائی طاعون عمواس میں بیمار ہو گئے تو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو بھائی کی جگہ حاکم دمشق مقرر فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً $(18 + 18) = 36$ چھتیس برس تھی۔ پھر آپ ۳۶ تک یعنی تقریباً ۲۲ برس تک حاکم دمشق و شام پھر تقسیم حیدری کے مطابق شام، مصر اور تمام مغربی علاقے کے حاکم بن گئے۔ پھر تقریباً چھ ماہ بعد جب جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے اور دونوں بھائیوں کے تقریباً پانچ لاکھ سالانہ وظیفہ کی شرط پر آپ کو خلافت لکھ کر ویدی اور دونوں بھائیوں (سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما) نے آپ کی بیعت فرمائی تو پھر ماہ ربیع الاول ۳۶ھ میں آپ کی خلافت پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہو گیا۔ لہذا اس سال کو عام الجماعتہ کہتے ہیں۔ پھر آپ پورے عالم اسلام کے امیر المؤمنین اور خلیفہ بن گئے۔ اس طرح آپ خلافت فاروقی میں تقریباً چھ سال، خلافت عثمانی میں تقریباً گیارہ سال، خلافت طلحوی میں تقریباً پانچ سال اور خلافت حسنی میں تقریباً چھ ماہ حاکم رہے۔ یعنی آپ خلافت راشدہ میں تقریباً ۲۲ برس چھ ماہ حکمران رہے۔ پھر ۱۸ھ سے لے کر

۵۷ھ تک تا وصال تقریباً بیس سال پورے عالم اسلام کے خلیفہ برحق ہے۔
اس طرح آپ کی کل مدت حکومت تقریباً بیالیس برس کے قریب بنتی ہے۔
لہذا بوقت وصال آپ کی عمر شریف $6 + 11 + 5 + 6 + 20 + 36 = 78$
برس تھی تقریباً۔

اہل خانہ کو آپ کی وصیت | آپ نے آخری ایام میں اپنے اہل خانہ کو وصیت کی کہ ہمیشہ اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ میرے تمام متروکہ مال میں سے آدھا مال بیت المال میں جمع کرادینا۔ اور اپنی چھینر و تکھین کے بارہ میں وصیت کی کہ میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کرتہ مبارک، ایک چادر شریف اور ایک تہبند مقدس ہے۔ مجھے آپ نے کرم نوازی فرماتے ہوئے ان تبرکات کے علاوہ اپنے بال مبارک اور اپنے ناخن مبارک بھی عطا فرمائے تھے۔ مجھے غسل دینے کے بعد آپ کے ان متبرک کپڑوں میں کفن دینا اور آپ کے ناخن مبارک میری آنکھوں پر اور آپ کے بال مبارک میرے منہ میں رکھ کر۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے پیرو کر دینا۔ امید ہے اللہ تعالیٰ ان تبرکات مقدمہ کی برکت سے مجھ پر کرم فرماتے ہوئے مجھے بخش دیں گے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔ (تقریباً تمام تواریخ اسلام) سبحان اللہ۔

یزید کو وصیت | آپ کے انتقال کے وقت یزید گھر پر نہیں تھا۔ لہذا آپ نے اس کے لئے بالخصوص یہ وصیت تحریر فرمائی "میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل حجاز کے حقوق کا ہمیشہ لحاظ رکھنا کہ وہ تمہاری اصل اور بنیاد ہیں۔ جو مجازی تمہارے پاس آئے اس سے حسن سلوک سے ساتھ پیش آنا۔ اس کی عزت کرنا۔ اس پر احسان کرنا۔ اور جو نہ آئے اس

کی بھی خبر گیری کرتے رہنا۔۔۔۔۔ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے خطہ ہے کہ اہل عراق انہیں ضرور تمہارے مقابلے پر لا کر چھوڑیں گے۔ جب وہ تمہارے مقابلہ میں آئیں اور تم کو ان پر قابو حاصل ہو جائے تو درگزر سے کام لینا۔ کیونکہ وہ قرابت دار۔ بڑے حقدار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ہیں۔۔۔۔۔ الخ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۶)

بارگاہِ خداوندی میں دعا | امارت کا اہل ہے تو اس کی امارت کو پورا فرمانا۔ اور اگر تو دیکھے کہ میں نے محض محبت پوری میں اس کے متعلق خوش فہمی کی ہے اور اپنے آپ کو اس کا اہل ثوابت نہ کر سکے تو پھر اس کے حکومت کو جلد ختم کر دینا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۸۷ ص ۸۰)

آپ کا حضور کی چادر مبارک کو اپنے کفن کیلئے خریدنا | جب کفار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین (جو شعروں میں کرتے تو صحابی شعراء ان کی کواسات کا شعروں میں جواب دیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت کعب بن زہیر اسلمی بھی تھے آپ کو حضور نے انعام میں چادر عطا فرمائی تھی جسے سیدنا امیر معاویہ نے خریدنا چاہا تو آپ نے زدی لیکن وصال کے بعد ان کے ورثاء سے وہ چادر آپ نے خرید کر اپنے کفن کیلئے محفوظ کر لی جو کہ وصیت کے مطابق آپ کو بطور کفن پہنائی گئی۔ (سیرت حلبیہ ص ۲۳۷ ص ۲۳۸)

وفات و تدفین | آپ باپس ^{۲۲} ص ۲۲۲ ص ۲۲۳ ص ۲۲۴ ص ۲۲۵ ص ۲۲۶ ص ۲۲۷ ص ۲۲۸ ص ۲۲۹ ص ۲۳۰ ص ۲۳۱ ص ۲۳۲ ص ۲۳۳ ص ۲۳۴ ص ۲۳۵ ص ۲۳۶ ص ۲۳۷ ص ۲۳۸ ص ۲۳۹ ص ۲۴۰ ص ۲۴۱ ص ۲۴۲ ص ۲۴۳ ص ۲۴۴ ص ۲۴۵ ص ۲۴۶ ص ۲۴۷ ص ۲۴۸ ص ۲۴۹ ص ۲۵۰ ص ۲۵۱ ص ۲۵۲ ص ۲۵۳ ص ۲۵۴ ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ ص ۲۵۷ ص ۲۵۸ ص ۲۵۹ ص ۲۶۰ ص ۲۶۱ ص ۲۶۲ ص ۲۶۳ ص ۲۶۴ ص ۲۶۵ ص ۲۶۶ ص ۲۶۷ ص ۲۶۸ ص ۲۶۹ ص ۲۷۰ ص ۲۷۱ ص ۲۷۲ ص ۲۷۳ ص ۲۷۴ ص ۲۷۵ ص ۲۷۶ ص ۲۷۷ ص ۲۷۸ ص ۲۷۹ ص ۲۸۰ ص ۲۸۱ ص ۲۸۲ ص ۲۸۳ ص ۲۸۴ ص ۲۸۵ ص ۲۸۶ ص ۲۸۷ ص ۲۸۸ ص ۲۸۹ ص ۲۹۰ ص ۲۹۱ ص ۲۹۲ ص ۲۹۳ ص ۲۹۴ ص ۲۹۵ ص ۲۹۶ ص ۲۹۷ ص ۲۹۸ ص ۲۹۹ ص ۳۰۰ ص ۳۰۱ ص ۳۰۲ ص ۳۰۳ ص ۳۰۴ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶ ص ۳۰۷ ص ۳۰۸ ص ۳۰۹ ص ۳۱۰ ص ۳۱۱ ص ۳۱۲ ص ۳۱۳ ص ۳۱۴ ص ۳۱۵ ص ۳۱۶ ص ۳۱۷ ص ۳۱۸ ص ۳۱۹ ص ۳۲۰ ص ۳۲۱ ص ۳۲۲ ص ۳۲۳ ص ۳۲۴ ص ۳۲۵ ص ۳۲۶ ص ۳۲۷ ص ۳۲۸ ص ۳۲۹ ص ۳۳۰ ص ۳۳۱ ص ۳۳۲ ص ۳۳۳ ص ۳۳۴ ص ۳۳۵ ص ۳۳۶ ص ۳۳۷ ص ۳۳۸ ص ۳۳۹ ص ۳۴۰ ص ۳۴۱ ص ۳۴۲ ص ۳۴۳ ص ۳۴۴ ص ۳۴۵ ص ۳۴۶ ص ۳۴۷ ص ۳۴۸ ص ۳۴۹ ص ۳۵۰ ص ۳۵۱ ص ۳۵۲ ص ۳۵۳ ص ۳۵۴ ص ۳۵۵ ص ۳۵۶ ص ۳۵۷ ص ۳۵۸ ص ۳۵۹ ص ۳۶۰ ص ۳۶۱ ص ۳۶۲ ص ۳۶۳ ص ۳۶۴ ص ۳۶۵ ص ۳۶۶ ص ۳۶۷ ص ۳۶۸ ص ۳۶۹ ص ۳۷۰ ص ۳۷۱ ص ۳۷۲ ص ۳۷۳ ص ۳۷۴ ص ۳۷۵ ص ۳۷۶ ص ۳۷۷ ص ۳۷۸ ص ۳۷۹ ص ۳۸۰ ص ۳۸۱ ص ۳۸۲ ص ۳۸۳ ص ۳۸۴ ص ۳۸۵ ص ۳۸۶ ص ۳۸۷ ص ۳۸۸ ص ۳۸۹ ص ۳۹۰ ص ۳۹۱ ص ۳۹۲ ص ۳۹۳ ص ۳۹۴ ص ۳۹۵ ص ۳۹۶ ص ۳۹۷ ص ۳۹۸ ص ۳۹۹ ص ۴۰۰ ص ۴۰۱ ص ۴۰۲ ص ۴۰۳ ص ۴۰۴ ص ۴۰۵ ص ۴۰۶ ص ۴۰۷ ص ۴۰۸ ص ۴۰۹ ص ۴۱۰ ص ۴۱۱ ص ۴۱۲ ص ۴۱۳ ص ۴۱۴ ص ۴۱۵ ص ۴۱۶ ص ۴۱۷ ص ۴۱۸ ص ۴۱۹ ص ۴۲۰ ص ۴۲۱ ص ۴۲۲ ص ۴۲۳ ص ۴۲۴ ص ۴۲۵ ص ۴۲۶ ص ۴۲۷ ص ۴۲۸ ص ۴۲۹ ص ۴۳۰ ص ۴۳۱ ص ۴۳۲ ص ۴۳۳ ص ۴۳۴ ص ۴۳۵ ص ۴۳۶ ص ۴۳۷ ص ۴۳۸ ص ۴۳۹ ص ۴۴۰ ص ۴۴۱ ص ۴۴۲ ص ۴۴۳ ص ۴۴۴ ص ۴۴۵ ص ۴۴۶ ص ۴۴۷ ص ۴۴۸ ص ۴۴۹ ص ۴۵۰ ص ۴۵۱ ص ۴۵۲ ص ۴۵۳ ص ۴۵۴ ص ۴۵۵ ص ۴۵۶ ص ۴۵۷ ص ۴۵۸ ص ۴۵۹ ص ۴۶۰ ص ۴۶۱ ص ۴۶۲ ص ۴۶۳ ص ۴۶۴ ص ۴۶۵ ص ۴۶۶ ص ۴۶۷ ص ۴۶۸ ص ۴۶۹ ص ۴۷۰ ص ۴۷۱ ص ۴۷۲ ص ۴۷۳ ص ۴۷۴ ص ۴۷۵ ص ۴۷۶ ص ۴۷۷ ص ۴۷۸ ص ۴۷۹ ص ۴۸۰ ص ۴۸۱ ص ۴۸۲ ص ۴۸۳ ص ۴۸۴ ص ۴۸۵ ص ۴۸۶ ص ۴۸۷ ص ۴۸۸ ص ۴۸۹ ص ۴۹۰ ص ۴۹۱ ص ۴۹۲ ص ۴۹۳ ص ۴۹۴ ص ۴۹۵ ص ۴۹۶ ص ۴۹۷ ص ۴۹۸ ص ۴۹۹ ص ۵۰۰ ص ۵۰۱ ص ۵۰۲ ص ۵۰۳ ص ۵۰۴ ص ۵۰۵ ص ۵۰۶ ص ۵۰۷ ص ۵۰۸ ص ۵۰۹ ص ۵۱۰ ص ۵۱۱ ص ۵۱۲ ص ۵۱۳ ص ۵۱۴ ص ۵۱۵ ص ۵۱۶ ص ۵۱۷ ص ۵۱۸ ص ۵۱۹ ص ۵۲۰ ص ۵۲۱ ص ۵۲۲ ص ۵۲۳ ص ۵۲۴ ص ۵۲۵ ص ۵۲۶ ص ۵۲۷ ص ۵۲۸ ص ۵۲۹ ص ۵۳۰ ص ۵۳۱ ص ۵۳۲ ص ۵۳۳ ص ۵۳۴ ص ۵۳۵ ص ۵۳۶ ص ۵۳۷ ص ۵۳۸ ص ۵۳۹ ص ۵۴۰ ص ۵۴۱ ص ۵۴۲ ص ۵۴۳ ص ۵۴۴ ص ۵۴۵ ص ۵۴۶ ص ۵۴۷ ص ۵۴۸ ص ۵۴۹ ص ۵۵۰ ص ۵۵۱ ص ۵۵۲ ص ۵۵۳ ص ۵۵۴ ص ۵۵۵ ص ۵۵۶ ص ۵۵۷ ص ۵۵۸ ص ۵۵۹ ص ۵۶۰ ص ۵۶۱ ص ۵۶۲ ص ۵۶۳ ص ۵۶۴ ص ۵۶۵ ص ۵۶۶ ص ۵۶۷ ص ۵۶۸ ص ۵۶۹ ص ۵۷۰ ص ۵۷۱ ص ۵۷۲ ص ۵۷۳ ص ۵۷۴ ص ۵۷۵ ص ۵۷۶ ص ۵۷۷ ص ۵۷۸ ص ۵۷۹ ص ۵۸۰ ص ۵۸۱ ص ۵۸۲ ص ۵۸۳ ص ۵۸۴ ص ۵۸۵ ص ۵۸۶ ص ۵۸۷ ص ۵۸۸ ص ۵۸۹ ص ۵۹۰ ص ۵۹۱ ص ۵۹۲ ص ۵۹۳ ص ۵۹۴ ص ۵۹۵ ص ۵۹۶ ص ۵۹۷ ص ۵۹۸ ص ۵۹۹ ص ۶۰۰ ص ۶۰۱ ص ۶۰۲ ص ۶۰۳ ص ۶۰۴ ص ۶۰۵ ص ۶۰۶ ص ۶۰۷ ص ۶۰۸ ص ۶۰۹ ص ۶۱۰ ص ۶۱۱ ص ۶۱۲ ص ۶۱۳ ص ۶۱۴ ص ۶۱۵ ص ۶۱۶ ص ۶۱۷ ص ۶۱۸ ص ۶۱۹ ص ۶۲۰ ص ۶۲۱ ص ۶۲۲ ص ۶۲۳ ص ۶۲۴ ص ۶۲۵ ص ۶۲۶ ص ۶۲۷ ص ۶۲۸ ص ۶۲۹ ص ۶۳۰ ص ۶۳۱ ص ۶۳۲ ص ۶۳۳ ص ۶۳۴ ص ۶۳۵ ص ۶۳۶ ص ۶۳۷ ص ۶۳۸ ص ۶۳۹ ص ۶۴۰ ص ۶۴۱ ص ۶۴۲ ص ۶۴۳ ص ۶۴۴ ص ۶۴۵ ص ۶۴۶ ص ۶۴۷ ص ۶۴۸ ص ۶۴۹ ص ۶۵۰ ص ۶۵۱ ص ۶۵۲ ص ۶۵۳ ص ۶۵۴ ص ۶۵۵ ص ۶۵۶ ص ۶۵۷ ص ۶۵۸ ص ۶۵۹ ص ۶۶۰ ص ۶۶۱ ص ۶۶۲ ص ۶۶۳ ص ۶۶۴ ص ۶۶۵ ص ۶۶۶ ص ۶۶۷ ص ۶۶۸ ص ۶۶۹ ص ۶۷۰ ص ۶۷۱ ص ۶۷۲ ص ۶۷۳ ص ۶۷۴ ص ۶۷۵ ص ۶۷۶ ص ۶۷۷ ص ۶۷۸ ص ۶۷۹ ص ۶۸۰ ص ۶۸۱ ص ۶۸۲ ص ۶۸۳ ص ۶۸۴ ص ۶۸۵ ص ۶۸۶ ص ۶۸۷ ص ۶۸۸ ص ۶۸۹ ص ۶۹۰ ص ۶۹۱ ص ۶۹۲ ص ۶۹۳ ص ۶۹۴ ص ۶۹۵ ص ۶۹۶ ص ۶۹۷ ص ۶۹۸ ص ۶۹۹ ص ۷۰۰ ص ۷۰۱ ص ۷۰۲ ص ۷۰۳ ص ۷۰۴ ص ۷۰۵ ص ۷۰۶ ص ۷۰۷ ص ۷۰۸ ص ۷۰۹ ص ۷۱۰ ص ۷۱۱ ص ۷۱۲ ص ۷۱۳ ص ۷۱۴ ص ۷۱۵ ص ۷۱۶ ص ۷۱۷ ص ۷۱۸ ص ۷۱۹ ص ۷۲۰ ص ۷۲۱ ص ۷۲۲ ص ۷۲۳ ص ۷۲۴ ص ۷۲۵ ص ۷۲۶ ص ۷۲۷ ص ۷۲۸ ص ۷۲۹ ص ۷۳۰ ص ۷۳۱ ص ۷۳۲ ص ۷۳۳ ص ۷۳۴ ص ۷۳۵ ص ۷۳۶ ص ۷۳۷ ص ۷۳۸ ص ۷۳۹ ص ۷۴۰ ص ۷۴۱ ص ۷۴۲ ص ۷۴۳ ص ۷۴۴ ص ۷۴۵ ص ۷۴۶ ص ۷۴۷ ص ۷۴۸ ص ۷۴۹ ص ۷۵۰ ص ۷۵۱ ص ۷۵۲ ص ۷۵۳ ص ۷۵۴ ص ۷۵۵ ص ۷۵۶ ص ۷۵۷ ص ۷۵۸ ص ۷۵۹ ص ۷۶۰ ص ۷۶۱ ص ۷۶۲ ص ۷۶۳ ص ۷۶۴ ص ۷۶۵ ص ۷۶۶ ص ۷۶۷ ص ۷۶۸ ص ۷۶۹ ص ۷۷۰ ص ۷۷۱ ص ۷۷۲ ص ۷۷۳ ص ۷۷۴ ص ۷۷۵ ص ۷۷۶ ص ۷۷۷ ص ۷۷۸ ص ۷۷۹ ص ۷۸۰ ص ۷۸۱ ص ۷۸۲ ص ۷۸۳ ص ۷۸۴ ص ۷۸۵ ص ۷۸۶ ص ۷۸۷ ص ۷۸۸ ص ۷۸۹ ص ۷۹۰ ص ۷۹۱ ص ۷۹۲ ص ۷۹۳ ص ۷۹۴ ص ۷۹۵ ص ۷۹۶ ص ۷۹۷ ص ۷۹۸ ص ۷۹۹ ص ۸۰۰ ص ۸۰۱ ص ۸۰۲ ص ۸۰۳ ص ۸۰۴ ص ۸۰۵ ص ۸۰۶ ص ۸۰۷ ص ۸۰۸ ص ۸۰۹ ص ۸۱۰ ص ۸۱۱ ص ۸۱۲ ص ۸۱۳ ص ۸۱۴ ص ۸۱۵ ص ۸۱۶ ص ۸۱۷ ص ۸۱۸ ص ۸۱۹ ص ۸۲۰ ص ۸۲۱ ص ۸۲۲ ص ۸۲۳ ص ۸۲۴ ص ۸۲۵ ص ۸۲۶ ص ۸۲۷ ص ۸۲۸ ص ۸۲۹ ص ۸۳۰ ص ۸۳۱ ص ۸۳۲ ص ۸۳۳ ص ۸۳۴ ص ۸۳۵ ص ۸۳۶ ص ۸۳۷ ص ۸۳۸ ص ۸۳۹ ص ۸۴۰ ص ۸۴۱ ص ۸۴۲ ص ۸۴۳ ص ۸۴۴ ص ۸۴۵ ص ۸۴۶ ص ۸۴۷ ص ۸۴۸ ص ۸۴۹ ص ۸۵۰ ص ۸۵۱ ص ۸۵۲ ص ۸۵۳ ص ۸۵۴ ص ۸۵۵ ص ۸۵۶ ص ۸۵۷ ص ۸۵۸ ص ۸۵۹ ص ۸۶۰ ص ۸۶۱ ص ۸۶۲ ص ۸۶۳ ص ۸۶۴ ص ۸۶۵ ص ۸۶۶ ص ۸۶۷ ص ۸۶۸ ص ۸۶۹ ص ۸۷۰ ص ۸۷۱ ص ۸۷۲ ص ۸۷۳ ص ۸۷۴ ص ۸۷۵ ص ۸۷۶ ص ۸۷۷ ص ۸۷۸ ص ۸۷۹ ص ۸۸۰ ص ۸۸۱ ص ۸۸۲ ص ۸۸۳ ص ۸۸۴ ص ۸۸۵ ص ۸۸۶ ص ۸۸۷ ص ۸۸۸ ص ۸۸۹ ص ۸۹۰ ص ۸۹۱ ص ۸۹۲ ص ۸۹۳ ص ۸۹۴ ص ۸۹۵ ص ۸۹۶ ص ۸۹۷ ص ۸۹۸ ص ۸۹۹ ص ۹۰۰ ص ۹۰۱ ص ۹۰۲ ص ۹۰۳ ص ۹۰۴ ص ۹۰۵ ص ۹۰۶ ص ۹۰۷ ص ۹۰۸ ص ۹۰۹ ص ۹۱۰ ص ۹۱۱ ص ۹۱۲ ص ۹۱۳ ص ۹۱۴ ص ۹۱۵ ص ۹۱۶ ص ۹۱۷ ص ۹۱۸ ص ۹۱۹ ص ۹۲۰ ص ۹۲۱ ص ۹۲۲ ص ۹۲۳ ص ۹۲۴ ص ۹۲۵ ص ۹۲۶ ص ۹۲۷ ص ۹۲۸ ص ۹۲۹ ص ۹۳۰ ص ۹۳۱ ص ۹۳۲ ص ۹۳۳ ص ۹۳۴ ص ۹۳۵ ص ۹۳۶ ص ۹۳۷ ص ۹۳۸ ص ۹۳۹ ص ۹۴۰ ص ۹۴۱ ص ۹۴۲ ص ۹۴۳ ص ۹۴۴ ص ۹۴۵ ص ۹۴۶ ص ۹۴۷ ص ۹۴۸ ص ۹۴۹ ص ۹۵۰ ص ۹۵۱ ص ۹۵۲ ص ۹۵۳ ص ۹۵۴ ص ۹۵۵ ص ۹۵۶ ص ۹۵۷ ص ۹۵۸ ص ۹۵۹ ص ۹۶۰ ص ۹۶۱ ص ۹۶۲ ص ۹۶۳ ص ۹۶۴ ص ۹۶۵ ص ۹۶۶ ص ۹۶۷ ص ۹۶۸ ص ۹۶۹ ص ۹۷۰ ص ۹۷۱ ص ۹۷۲ ص ۹۷۳ ص ۹۷۴ ص ۹۷۵ ص ۹۷۶ ص ۹۷۷ ص ۹۷۸ ص ۹۷۹ ص ۹۸۰ ص ۹۸۱ ص ۹۸۲ ص ۹۸۳ ص ۹۸۴ ص ۹۸۵ ص ۹۸۶ ص ۹۸۷ ص ۹۸۸ ص ۹۸۹ ص ۹۹۰ ص ۹۹۱ ص ۹۹۲ ص ۹۹۳ ص ۹۹۴ ص ۹۹۵ ص ۹۹۶ ص ۹۹۷ ص ۹۹۸ ص ۹۹۹ ص ۱۰۰۰ ص ۱۰۰۱ ص ۱۰۰۲ ص ۱۰۰۳ ص ۱۰۰۴ ص ۱۰۰۵ ص ۱۰۰۶ ص ۱۰۰۷ ص ۱۰۰۸ ص ۱۰۰۹ ص ۱۰۱۰ ص ۱۰۱۱ ص ۱۰۱۲ ص ۱۰۱۳ ص ۱۰۱۴ ص ۱۰۱۵ ص ۱۰۱۶ ص ۱۰۱۷ ص ۱۰۱۸ ص ۱۰۱۹ ص ۱۰۲۰ ص ۱۰۲۱ ص ۱۰۲۲ ص ۱۰۲۳ ص ۱۰۲۴ ص ۱۰۲۵ ص ۱۰۲۶ ص ۱۰۲۷ ص ۱۰۲۸ ص ۱۰۲۹ ص ۱۰۳۰ ص ۱۰۳۱ ص ۱۰۳۲ ص ۱۰۳۳ ص ۱۰۳۴ ص ۱۰۳۵ ص ۱۰۳۶ ص ۱۰۳۷ ص ۱۰۳۸ ص ۱۰۳۹ ص ۱۰۴۰ ص ۱۰۴۱ ص ۱۰۴۲ ص ۱۰۴۳ ص ۱۰۴۴ ص ۱۰۴۵ ص ۱۰۴۶ ص ۱۰۴۷ ص ۱۰۴۸ ص ۱۰۴۹ ص ۱۰۵۰ ص ۱۰۵۱ ص ۱۰۵۲ ص ۱۰۵۳ ص ۱۰۵۴ ص ۱۰۵۵ ص ۱۰۵۶ ص ۱۰۵۷ ص ۱۰۵۸ ص ۱۰۵۹ ص ۱۰۶۰ ص ۱۰۶۱ ص ۱۰۶۲ ص ۱۰۶۳ ص ۱۰۶۴ ص ۱۰۶۵ ص ۱۰۶۶ ص ۱۰۶۷ ص ۱۰۶۸ ص ۱۰۶۹ ص ۱۰۷۰ ص ۱۰۷۱ ص ۱۰۷۲ ص ۱۰۷۳ ص ۱۰۷۴ ص ۱۰۷۵ ص ۱۰۷۶ ص ۱۰۷۷ ص ۱۰۷۸ ص ۱۰۷۹ ص ۱۰۸۰ ص ۱۰۸۱ ص ۱۰۸۲ ص ۱۰۸۳ ص ۱۰۸۴ ص ۱۰۸۵ ص ۱۰۸۶ ص ۱۰۸۷ ص ۱۰۸۸ ص ۱۰۸۹ ص ۱۰۹۰ ص ۱۰۹۱ ص ۱۰۹۲ ص ۱۰۹۳ ص ۱۰۹۴ ص ۱۰۹۵ ص ۱۰۹۶ ص ۱۰۹۷ ص ۱۰۹۸ ص ۱۰۹۹ ص ۱۱۰۰ ص ۱۱۰۱ ص ۱۱۰۲ ص ۱۱۰۳ ص ۱۱۰۴ ص ۱۱۰۵ ص ۱۱۰۶ ص ۱۱۰۷ ص ۱۱۰۸ ص ۱۱۰۹ ص ۱۱۱۰ ص ۱۱۱۱ ص ۱۱۱۲ ص ۱۱۱۳ ص ۱۱۱۴ ص ۱۱۱۵ ص ۱۱۱۶ ص ۱۱۱۷ ص ۱۱۱۸ ص ۱۱۱۹ ص ۱۱۲۰ ص ۱۱۲۱ ص ۱۱۲۲ ص ۱۱۲۳ ص ۱۱۲۴ ص ۱۱۲۵ ص ۱۱۲۶ ص ۱۱۲۷ ص ۱۱۲۸ ص ۱۱۲۹ ص ۱۱۳۰ ص ۱۱۳۱ ص ۱۱۳۲ ص ۱۱۳۳ ص ۱۱۳۴ ص ۱۱۳۵ ص ۱۱۳۶ ص ۱۱۳۷ ص ۱۱۳۸ ص ۱۱۳۹ ص ۱۱۴۰ ص ۱۱۴۱ ص ۱۱۴۲ ص ۱۱۴۳ ص ۱۱۴۴ ص ۱۱۴۵ ص ۱۱۴۶ ص ۱۱۴۷ ص ۱۱۴۸ ص ۱۱۴۹ ص ۱۱۵۰ ص ۱۱۵۱ ص ۱۱۵۲ ص ۱۱۵۳ ص ۱۱۵۴ ص ۱۱۵۵ ص ۱۱۵۶ ص ۱۱۵۷ ص ۱۱۵۸ ص ۱۱۵۹ ص ۱۱۶۰ ص ۱۱۶۱ ص ۱۱۶۲ ص ۱۱۶۳ ص ۱۱۶۴ ص ۱۱۶۵ ص ۱۱۶۶ ص ۱۱۶۷ ص ۱۱۶۸ ص ۱۱۶۹ ص ۱۱۷۰ ص ۱۱۷۱ ص ۱۱۷۲ ص ۱۱۷۳ ص ۱۱۷۴ ص ۱۱۷۵ ص ۱۱۷۶ ص ۱۱۷۷ ص ۱۱۷۸ ص ۱۱۷۹ ص ۱۱۸۰ ص ۱۱۸۱ ص ۱۱۸۲ ص ۱۱۸۳ ص ۱۱۸۴ ص ۱۱۸۵ ص ۱۱۸۶ ص ۱۱۸۷ ص ۱۱۸۸ ص ۱۱۸۹ ص ۱۱۹۰ ص ۱۱۹۱ ص ۱۱۹۲ ص ۱۱۹۳ ص ۱۱۹۴ ص ۱۱۹۵ ص ۱۱۹۶ ص ۱۱۹۷ ص ۱۱۹۸ ص ۱۱۹۹ ص ۱۲۰۰ ص ۱۲۰۱ ص ۱۲۰۲ ص ۱۲۰۳ ص ۱۲۰۴ ص ۱۲۰۵ ص ۱۲۰۶ ص ۱۲۰۷ ص ۱۲۰۸ ص ۱۲۰۹ ص ۱۲۱۰ ص ۱۲۱۱ ص ۱۲۱۲ ص ۱۲۱۳ ص ۱۲۱۴ ص ۱۲۱۵ ص ۱۲۱۶ ص ۱۲۱۷ ص ۱۲۱۸ ص ۱۲۱۹ ص ۱۲۲۰ ص ۱۲۲۱ ص ۱۲۲۲ ص ۱۲۲۳ ص ۱۲۲۴ ص ۱۲۲۵ ص ۱۲۲۶ ص ۱۲۲۷ ص ۱۲۲۸ ص ۱۲۲۹ ص ۱۲۳۰ ص ۱۲۳۱ ص ۱۲۳۲ ص ۱۲۳۳ ص ۱۲۳۴ ص ۱۲۳۵ ص ۱۲۳۶ ص ۱۲۳۷ ص ۱۲۳۸ ص ۱۲۳۹ ص ۱۲۴۰ ص ۱۲۴۱ ص ۱۲۴۲ ص ۱۲۴۳ ص ۱۲۴۴ ص ۱۲۴۵ ص ۱۲۴۶ ص ۱۲۴۷ ص ۱۲۴۸ ص ۱۲۴۹ ص ۱۲۵۰ ص ۱۲۵۱ ص ۱۲۵۲ ص ۱۲۵۳ ص ۱۲۵۴ ص ۱۲۵۵ ص ۱۲۵۶ ص ۱۲۵۷ ص ۱۲۵۸ ص ۱۲۵۹ ص ۱۲۶۰ ص ۱۲۶۱ ص ۱۲۶۲ ص ۱۲۶۳ ص ۱۲۶۴ ص ۱۲۶۵ ص ۱۲۶۶ ص ۱۲۶۷ ص ۱۲۶۸ ص ۱۲۶۹ ص ۱۲۷۰ ص ۱۲۷۱ ص ۱۲۷۲ ص ۱۲۷۳ ص ۱۲۷۴ ص ۱۲۷۵ ص ۱۲۷۶ ص ۱۲۷۷ ص ۱۲۷۸ ص ۱۲۷۹ ص ۱۲۸۰ ص ۱۲۸۱ ص ۱۲۸۲ ص ۱۲۸۳ ص ۱۲۸۴ ص ۱۲۸۵ ص ۱۲۸۶ ص ۱۲۸۷ ص ۱۲۸۸ ص ۱۲۸۹ ص ۱۲۹۰ ص ۱۲۹۱ ص ۱۲۹۲ ص ۱۲۹۳ ص ۱۲۹۴ ص ۱۲۹۵ ص ۱۲۹۶ ص ۱۲۹۷ ص ۱۲۹۸ ص ۱۲۹۹ ص ۱۳۰۰ ص ۱۳۰۱ ص ۱۳۰۲ ص ۱۳۰۳ ص ۱۳۰۴ ص ۱۳۰۵ ص ۱۳۰۶ ص ۱۳۰۷ ص ۱۳۰۸ ص ۱۳۰۹ ص ۱۳۱۰ ص ۱۳۱۱ ص ۱۳۱۲ ص ۱۳۱۳ ص ۱۳۱۴ ص ۱۳۱۵ ص ۱۳۱۶ ص ۱۳۱۷ ص ۱۳۱۸ ص ۱۳۱۹ ص ۱۳۲۰ ص ۱۳۲۱ ص ۱۳۲۲ ص ۱۳۲۳ ص ۱۳۲۴ ص ۱۳۲۵ ص ۱۳۲۶ ص ۱۳۲۷ ص ۱۳۲۸ ص ۱۳۲۹ ص ۱۳۳۰ ص ۱۳۳۱ ص ۱۳۳۲ ص ۱۳۳۳ ص ۱۳۳۴ ص ۱۳۳۵ ص ۱۳۳۶ ص ۱۳۳۷ ص ۱۳۳۸ ص ۱۳۳۹ ص ۱۳۴۰ ص ۱۳۴۱ ص ۱۳۴۲ ص ۱۳۴۳ ص ۱۳۴۴ ص ۱۳۴۵ ص ۱۳۴۶ ص ۱۳۴۷ ص ۱۳۴۸ ص ۱۳۴۹ ص ۱۳۵۰ ص ۱۳۵۱ ص ۱۳۵۲ ص ۱۳۵۳ ص ۱۳۵۴ ص ۱۳۵۵ ص ۱۳۵۶ ص ۱۳۵۷ ص ۱۳۵۸ ص ۱۳۵۹ ص ۱۳۶۰ ص ۱۳۶۱ ص ۱۳۶۲ ص ۱۳۶۳ ص ۱۳۶۴ ص ۱۳۶۵ ص ۱۳۶۶ ص ۱۳۶۷ ص ۱۳۶۸ ص ۱۳۶۹ ص ۱۳۷۰ ص ۱۳۷۱ ص ۱۳۷۲ ص ۱۳۷۳ ص ۱۳۷۴ ص ۱۳۷۵ ص ۱۳۷۶ ص ۱۳۷۷ ص ۱۳۷۸ ص ۱۳۷۹ ص ۱۳۸۰ ص ۱۳۸۱ ص ۱۳۸۲ ص ۱۳۸۳ ص ۱۳۸۴ ص ۱۳۸۵ ص ۱۳۸۶ ص ۱۳۸۷ ص ۱۳۸۸ ص ۱۳۸۹ ص ۱۳۹۰ ص ۱۳۹۱ ص ۱۳۹۲ ص ۱۳۹۳ ص ۱۳۹۴ ص ۱۳۹۵ ص ۱۳۹۶ ص ۱۳۹۷ ص ۱۳۹۸ ص ۱۳۹۹ ص ۱۴۰۰ ص ۱۴۰۱ ص ۱۴۰۲ ص ۱۴۰۳ ص ۱۴۰۴ ص ۱۴۰۵ ص ۱۴۰۶ ص ۱۴۰۷ ص ۱۴۰۸ ص ۱۴۰۹ ص ۱۴۱۰ ص ۱۴۱۱ ص ۱۴۱۲ ص ۱۴۱۳ ص ۱۴۱۴ ص ۱۴۱۵ ص ۱۴۱۶ ص ۱۴۱۷ ص ۱۴۱۸ ص ۱۴۱۹ ص ۱۴۲۰ ص ۱۴۲۱ ص ۱۴۲۲ ص ۱۴۲۳ ص ۱۴۲۴ ص ۱۴۲۵ ص ۱۴۲۶ ص ۱۴۲۷ ص ۱۴۲۸ ص ۱۴۲۹ ص ۱۴۳۰ ص ۱۴۳۱ ص ۱۴۳۲ ص ۱۴۳۳ ص ۱۴۳۴ ص ۱۴۳۵ ص ۱۴۳۶ ص ۱۴۳۷ ص ۱۴۳۸ ص ۱۴۳۹ ص ۱۴۴۰ ص ۱۴۴۱ ص ۱۴۴۲ ص ۱۴۴۳ ص ۱۴۴۴ ص ۱۴۴۵ ص ۱۴۴۶ ص ۱۴۴۷ ص ۱۴۴۸ ص ۱۴۴۹ ص ۱۴۵۰ ص ۱۴۵۱ ص ۱۴۵۲ ص ۱۴۵۳ ص ۱۴۵۴ ص ۱۴۵۵ ص ۱۴۵۶ ص ۱۴۵۷ ص ۱۴۵۸ ص ۱۴۵۹ ص ۱۴۶۰ ص ۱۴۶۱ ص ۱۴۶۲ ص ۱۴۶۳ ص ۱۴۶۴ ص ۱۴۶۵ ص ۱۴۶۶ ص ۱۴۶۷ ص ۱۴۶۸ ص ۱۴۶۹ ص ۱۴۷۰ ص ۱۴۷۱ ص ۱۴۷۲ ص ۱۴۷۳ ص ۱۴۷۴ ص ۱۴۷۵ ص ۱۴۷۶ ص ۱۴۷۷ ص ۱۴۷۸ ص ۱۴۷۹ ص ۱۴۸۰ ص ۱۴۸۱

کونڈوں کی حقیقت

معزز مکرم میرے بھولے بھالے سنی بھائیو۔ آپ نے سن رکھا ہوگا بلکہ دیکھا بھی ہوگا کہ اکثر ہمارے ہاجر بھائی اور پھران کے دیکھا دیکھی یہاں کے بعض باشندے گھرانے بھی بائیس رجب کو "امام جعفر صادق کے کونڈے" کے نام سے موسوم ایک ختم دلواتے ہیں۔ دراصل ان بھولے بھالے سنیوں کا یہ پروگرام محبت اہل بیت کرام کے تحت ہوتا ہے۔ لیکن یہ بے چارے سادہ لوح مسلمان یہ نہیں سمجھتے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نام کا لیبیل لگا کر انہیں بغض صحابہ پر مشتمل کس رسم کی ترویج کا سبب بنایا جا رہا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی بزرگ کے نام پر ایصال ثواب (ختم شریف) کا اہتمام یا تو اس ہستی کی ولادت یا سعادت کے دن کیا جاتا ہے یا پھر بلکہ اکثر اس شخصیت کے وصال شریف کے دن (عرس شریف۔ سالانہ ختم یا برسی وغیرہ) کیا جاتا ہے۔ لیکن آپ یہ جان کر حیران و حیران ہوں گے کہ مذکورہ تاریخ ۲۲ رجب المرجب نہ تو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تاریخ پیدائش ہے اور نہ ہی تاریخ وفات۔ بلکہ معروف بارہ ائمہ اہل بیت میں سے یہ کسی کی بھی تاریخ وفات نہیں ہے۔ آپ ضرور یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ پھر یہ ختم کیسا ہے۔ اور اس کے متعلق مگر ہمارے کی کہانی یا کئی اور قسم کے "معجزات" کے نام پر خرافات جو مشہور کئے جاتے ہیں۔ ان کی حقیقت کیا ہے ؟

آ۔ میرے پیارے اور بھولے سنی۔ میں تجھے اس کی حقیقت بتاتا

ہوں۔ میرے عزیز۔ یہ مذکورہ تاریخ (۲۲ رجب) دراصل جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال ہے (تحفۃ العوام لاہوری شیعہ ص ۱۳۷) اسی لئے یہ حضرات اس تاریخ کو "یوم سعد" اچھا دن، خوشی والوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چونکہ پنجابی زبان میں اور بعض مقامات پر عام اردو میں بھی کسی شخص کے مرجانے، ہلاک ہو جانے، تباہ و برباد ہو جانے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ "فلاں شخص کا کونڈا ہو گیا"۔ اب آپ اندازہ فرمائیں کہ "امام جعفر صادق کا کونڈا" کرنے والا شخص۔ کیا وہ اہل بیت کرام کا یا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا محب اور مخلص ہو سکتا ہے ؟ نہیں نہیں حاشا وکلا ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ کے متعلق "کونڈہ" کا لفظ استعمال کرنے والا آپ کا گستاخ اور منکر ہی ہو سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

دراصل تقریباً ۱۹۷۶ء میں مکھنور (ہندوستان) میں کسی ذاکر کے بیان کرنے اور اس دن میں خوشی منانے کا شیعانہ مشورہ دینے پر اس "طلوہ پڑی" والے کونڈے کے پروگرام کا آغاز ہوا۔ اس دور کے بعض ہندوستان کے جرائد کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس مذموم رسم کے اجرا پر کافی فتنہ و فساد بھی ہوا تھا۔ بالآخر سنیوں کی اکثریت سے خوف زدہ ہو کر اور اپنے عقیدہ "تقیہ" پر عمل کرتے ہوئے اس پروگرام کو خفیہ طور پر کرنا شروع کر دیا۔ اور اگر کوئی غیر شیعہ پوچھتا تو لقیہ کرتے ہوئے کہہ دیتے کہ ہم امام جعفر صادق کا ختم دلواتے ہیں۔" کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ ختم کو ماننے والے ہیں اور امام جعفر صادق کو چھاننے والے ہیں اس لئے ہمیں اس نام سے دھوکا دیا گیا۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ختم صرف "طلوہ پوری" پر ہی ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو جناب سیدنا علی المرتضیٰ، سیدہ خاتون

جنت، سیدہ زینب، جناب سیدنا امام حسن، جناب سیدنا امام حسین، جناب سیدنا امام زین العابدین، جناب سیدنا علی اکبر، جناب سیدنا علی اصغر، جناب سیدنا قاسم، جناب سیدنا عباس علیہ السلام، جناب سیدنا امام باقر، جناب سیدنا امام کاظم، جناب سیدنا امام رضا، جناب سیدنا امام تقی، جناب سیدنا امام نقی، جناب سیدنا امام عسکری اور دیگر تمام اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ختم شریف پر حلوہ پوری کیوں تقسیم نہیں کی جاتی؟ اور پھر ختم کوئی ناجائز اور غیر قانونی کام تو نہیں کہ راتوں رات ہی دلایا جائے اور اندر اندر دلایا اور کھلایا جائے۔ باقی تمام آئمہ کرام کے دن تو مجلسوں اور بڑے اشتہارات و اعلانات کے ساتھ منائے ہو صرف امام جعفر کے ساتھ ہی یہ رویہ کیوں؟

کچھ تو بے حس کی پروردہ داری ہے۔

ہاں ہاں میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ علی پور چھوٹے کئی میری واقفیت والے شیعہ حضرات نے میرے سامنے بعض دوستوں کی موجودگی میں اعتراض کیا ہے کہ ہم یہ "معاویہ" کے مرنے کی خوشی مناتے ہیں اور باقی لوگوں کو اصل بات اس لئے نہیں بتاتے کہ "معاویہ" کے ماننے والے ہمارے خلاف ہو جائیں گے اور شاید کوئی لڑائی جھگڑا ہو جائے۔ اور ویسے بھی آج تک کائنات میں کسی بھی شخص نے کبھی بھی اپنے کسی بزرگ کی وفات پر یا کسی بھی صدمہ پر کبھی حلوہ پوری تقسیم نہیں کیا۔ ہاں یہ دیکھا ہے کسی مخالفت کے مرنے پر خوشی کا اظہار کرنے کے لئے حلوہ پوری تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً ذوالفقار علی بھٹو کے مرنے پر ظہور الہی گروپ نے حلوہ پوری تقسیم کی تھی اور ظہور الہی کے مرنے پر پیپلز پارٹی والوں نے حلوہ پوری تقسیم کی تھی۔ حق واضح ہو گیا کہ یہ لوگ "کونڈول" کے نام پر امام جعفر صادق کا ختم نہیں دلواتے بلکہ جناب سیدنا امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر خوشی مناتے ہیں۔ اب ذرا آپ اپنے ایمان کو حاضر جان کر دل کی گہرائی سے جواب دیں کہ کیا آپ کسی صحابی رسول کی دشمنی پر مبنی پروگرام میں شامل ہوں گے؟ اس مذموم رسم کی ترویج کا باعث بنیں گے؟ اس ملعون سازش کا آلہ کار بن کر صحابہ دشمن عناصر کے ساتھ شامل ہونا گوارا کریں گے؟ حاشا وکلا کوئی ایمان والا ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

تو آج سے یہ پکا عہد کر لیں کہ۔ آج کے بعد ہم "کونڈول" کے نام پر امام جعفر صادق کی توہین نہیں کریں گے۔ ہم صحابی رسول، خالوئے امت کاتب وحی الہی، ہمز مصطفیٰ، امین مصطفیٰ، مدبر اسلام، مجاہد اسلام ہادی و مہدی مومن۔ جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما نے جن کی بیعت کی۔ جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جن کو اپنے بجائے خلیفہ المسلمین بنایا اور تسلیم کیا اور لوگوں سے آپ کی خلافت سختی سے تسلیم کروائی۔ ان جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کسی توہین کسی سازش میں شامل نہیں ہوں گے۔ ورنہ پھر آپ بھی فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام **مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ** (جو کسی قوم کے مخصوص طریقہ کو اپنائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی قوم جیسا سمجھا جائے گا) کے مطابق بارگاہِ خداوندی میں منکرین صحابہ جیسے ہی سمجھے جائیں گے۔ **نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ**

بعض بھولے بھالے سنی "ختم" اور "امام جعفر صادق" کے نام پر دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اور کئی سطحی ذہن کے مولوی بھی اس کو ایک "ختم" سمجھ کر اور اس کی مخالفت کو "ختم کی مخالفت" سمجھ کر اس کے جواز کے فتوے جاری کرتے رہتے ہیں۔ میں عرض کر دوں گا۔ اگر آپ نے ختم ہی دلوانا ہے

تو شوق سے دلائل لیکن روافض سے تشبہ کیوں؟ ان کی قائم کردہ قیودات کی پابندی کیوں؟ اور پھر آپ نے جناب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ختم دلانا ہے تو آپ کے یوم وصال پر دلائل نہیں۔ اور اگر بائیس رجب ہی کو ختم دلانا ہے تو یہ تاریخ جس ہستی یعنی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال ہے۔ علی الاعلان آپ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے ختم دلائل۔ انشاء اللہ ہم بھی شامل ہوں گے۔

ویسے ہمارا طریقہ یہ ہے کہ ہم جب بھی کبھی کسی بھی بزرگ کے لئے ایصال ثواب ختم کرتے ہیں۔ تو بالخصوص اس صاحب ختم بزرگ کے لئے ایصال ثواب کرنے کے بعد بالعموم دعائیں تمام بزرگوں، بلکہ تمام ایمان والوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔ لہذا اگرچہ بائیس رجب کو بالخصوص ایصال ثواب ختم، تو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام پر ہی کیا جائے گا۔ لیکن دعا میں ایک امام جعفر صادق تو کیا۔ تمام آئمہ کرام کو، تمام اہل بیت اطہار کو، تمام ازواج مطہرات کو، تمام انبات مقدسات کو، تمام صحابہ کرام کو، تابعین کرام، تبع تابعین عظام تمام اولیائے کرام بلکہ تمام مومنین کو بھی شامل کر لیا کریں۔ اور یہی ہم اہل سنت و جماعت کا طریقہ ہے۔

وَمَا عَلَيَّ إِلَّا الْبَلَاغُ
وَالسَّلَامَةُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ

دعوت و ارشاد

از مؤلف

قارئین کرام۔ آپ نے قرآن کریم اور احادیث مقدسہ سے صحابہ کرام کا تہرہ و مقام ملاحظہ فرمایا۔ اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم المرتبت صحابی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی الہی اور میر منشی ہونے کے ناطے آپ کے راز دار اور امانت دار بھی تھے۔ لہذا بحیثیت ایک صحابی کے آپ کو وہ تمام مراتب و مقامات حاصل ہیں جو کہ ایک صحابی کے لئے ثابت ہیں۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے سارے اور ہم زلف بھی تھے۔ لہذا احادیث مقدسہ میں جو جو امتیازات اور فضائل و مناقب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سسرال کے لئے بیان فرمائے ہیں وہ سب کے سب بھی آپ کو حاصل ہیں۔ اور چونکہ آپ صلح حدیبیہ کے دن ایمان لائے تھے یعنی کہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے ہیں اس لئے آپ سَابِقُونَ الْأَدْلُونَ میں بھی شامل ہیں۔ اور آپ کی بیعت رضوان بھی حضور نے قبول فرمائی ہے۔ لہذا آپ بیعت رضوان میں شامل ہیں اور بیعت رضوان کے تمام فضائل و مناقب بھی آپ کو حاصل ہیں۔ اس کی پختہ دلیل بخاری کی وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ آپ نے منیٰ کے مقام پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کاٹے تھے اور ان میں سے کچھ بال آپ نے بطور تبرک اپنے پاس محفوظ بھی کر لئے تھے جو کہ بوقت وصال آپ نے اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔ باقی بال دیگر صحابہ نے لے لئے۔ اور مسند امام احمد کی حدیث سے ثابت ہے کہ یہ واقعہ

۱۷۵
 عمرۃ القضاء یعنی صلح حدیبیہ کے بعد اگلے سال کا ہے ثابت ہوا کہ اس سے پہلے
 آپ مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن چونکہ آپ نے اپنے ایمان کا اعلیٰ اعلان اظہار
 باپ کے ایمان لانے کے بعد فتح مکہ کے بعد کیا تھا اس لئے بعض حضرات آپ
 کا فتح مکہ کے دن ایمان لانا بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔

نیز آپ کا نام لیکر جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے
 خصوصی فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں یا آپ کے لئے دعائیں فرمائی ہیں وہ
 ہر اس اہل ایمان کو جس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان وحی ترجمان
 اور آپ کی دعا پر ایمان و یقین ہے اس بات پر مجبور کرے گی کہ وہ جناب
 سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو - ہدایت والا، ہدایت دینے والا، کاتب وحی
 الہی، حضور کا سالار، ہم زلف، امیر المؤمنین اور خلیفۃ المؤمنین تسلیم کرے۔
 روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ اور
 اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول آپ سے محبت فرماتے ہیں۔ نیز آپ سے بغض
 رکھنے والے سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہیں اور اس
 کو سزا بھی دیتے ہیں۔ بخاری، مسلم وغیرہما کے مطابق امت محمدیہ میں سے پہلا
 اسلامی لشکر جو کہ بحری جنگ لڑے گا۔ اس کے متعلق حضور کا فرمان ہے
 کہ ان کے لئے جنت واجب ہوگی۔ اور تواریخ اسلام، احادیث مقدسہ
 اور تفاسیر معتبرہ یہ واضح کرتی ہیں کہ بحری بیڑا سب سے پہلے آپ ہی نے
 تیار کروایا تھا۔ اور بحری جنگ بھی کی۔ جس جنگ میں شامل راویہ حدیث سیدہ
 ام حرام رضی اللہ عنہا کا بعد میں انتقال بھی ہو گیا تھا۔ لہذا اس فرمان مصطفیٰ کے
 مطابق آپ ان تمام جنتیوں کے سردار اور آقا بن کر ان سب کے آگے آگے
 جنت میں جائیں گے۔ جن کا فرمان مصطفیٰ کے مطابق یقینی قطعی ہونا ثابت ہے۔

نیز اگر بخاری جلد ۱ ص ۴۱ کی ام حرام ولی روایت کا الحاق فی فقرہ بھی صحیح سمجھ
 لیں تو اس طریق سے بھی آپ کے جنتی اور بخشے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ دوسری
 جنگ یعنی قسطنطنیہ پر پہلا حملہ بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہی
 کیا تھا۔ لہذا بشرط صحت روایت وہ بشارت بھی آپ کو ہی نصیب ہوگی۔
 نہ کہ نزیہد لعین کو۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”أَوَّلُ جَنَّتِہِ“ فرمایا ہے۔
 لہذا یہ بشارت بھی بشرط صحت جمیش اولیٰ ہی کے شامل اصحاب کیلئے ہوگی۔
 کیونکہ آپ نے قیامت تک کے لوگ ”یاسب حملہ کرنے والے“ بیان
 نہیں فرمایا بلکہ آپ نے اس واقعہ کو پہلے لشکر کے ساتھ مخصوص فرمادیا ہے۔
 اور قسطنطنیہ پر پہلا حملہ خلافت عثمانی میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ
 عنہ ہی نے ۳۲ھ میں کیا تھا جبکہ نزیہد بھی چھ یا سات سال کا ہوگا۔ کیونکہ
 اس کی پیدائش ۲۵ھ یا ۲۶ھ بلکہ الہدایہ کی ایک روایت کے مطابق
 تو اس کی ولادت ۲۷ھ میں ہوئی ہے۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب ”گردار نزیہد“
 میں ملاحظہ فرمائیں۔
 اگر جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی دعاؤں یا حضور کی آپ کے متعلق بیان کی گئیں فضیلتوں پر ایمان
 اور یقین نہ رکھا جائے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقی دعائیں اور آپ
 کی تمام بیان فرمائی ہوئی سب کے متعلق فضیلتیں بھی مشکوک بلکہ غلط ہو
 جائیں گی۔ مثلاً آپ نے فرمایا۔ سیدہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ
 نے فرمایا۔ حسن بن کریمان جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ آپ نے عشرہ مبشرہ
 کا ذکر فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ”عَلَىٰ فِي الْجَنَّةِ كَمَا ان ذوات مقدسہ کے
 متعلق حضور کے بیان فرمائے ہوئے یہ ارشادات صحیح ہیں؟ یہ سب کیوں
 صحیح ہیں؟ ان پر ہمارا کیوں ایمان اور یقین ہے؟ صرف اس لئے کہ یہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مقدمہ سے نکلے ہوئے ہیں۔ تو پھر جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور کے فرامین۔ اپنے صحابہ کے بارے میں حضور کے فرامین، اپنے کسرال کے متعلق حضور کے فرامین اور اعلان، وعدہ یا خداوندی وہ سب کیونکر صحیح نہ ہوں گے۔ یقیناً صحیح ہیں اور بالکل صحیح ہیں۔ اسی طرح آپ کی دعاؤں کا معاملہ ہے۔ مثلاً آپ نے حضرت علی۔ سیدہ فاطمہ اور حسین کریمین کو چادر میں لیکر دعا فرمائی۔ اللہم ہولاء اہل بیتی فطہرہم قطہیرا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اللہم وال من والاک وعاد من عاداک۔ آپ نے جناب حسین کریمین کے متعلق دعا فرمائی۔ اللہم انی احبہما فاحبہما واحب من یحبہما۔ آپ نے واقعہ کربلا کے متعلق دعا فرمائی۔ اللہم اعط الحسین صبورا واجبرا۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں بارگاہ خداوندی میں منظور ہیں یا نامنتظر؟ اگر یہ منظور ہیں۔ جیسا کہ واقعی منظور ہیں تو پھر جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کی ہوئی آپ کی دعائیں کیوں منظور نہ ہوں گی۔ یقیناً منظور ہیں اور بالکل منظور ہیں۔ بہر حال قانون ایک رکھو یا تو آپ کی تمام دعائیں اور تمام فرامین صحیح اور مؤثر ہیں یا پھر ایک بھی نہیں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

یہ کسی ناانصافی اور بے ایمانی ہے کہ اور کسی کے متعلق حضور کچھ ارشاد فرمادیں تو اسے قبول کیا جائے اور اسے منبر و محراب میں بیان کیا جائے۔ اس پر لمبی چوڑی تقریریں کی جائیں۔ کتابیں لکھی جائیں اور لوگوں کو بھی ان باتوں کے ماننے پر مجبور کیا جائے۔ لیکن اسی زبان مصطفوی سے اگر جناب سیدنا امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی بات نکل جائے یا آپ کوئی دعا فرمادیں تو اس کو نہ مانا جائے۔ یہ کیسا دوغلا ایمان ہے۔

اَفْتُوْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضِ

اگر تو یہ بہانہ بنایا جائے کہ جی۔ انہوں نے جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی ہے لہذا اچھے آدمی نہیں ہیں۔ تو گزارش ہے کہ اگر بالفرض ان کے درمیان جنگیں ہوئیں تو جب انہوں نے آپس میں صلح کر لی تھی تو اب ہمارے لئے ناراضگی یا کسی اعتراض کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔ اَلْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ وَعَلِيٌّ مَعَ الْحَقِّ کالغیرہ گمانے والے یہاں حضرت علی کو کیوں حق پر نہیں مان رہے؟ یعنی جس سے حضرت علی نے صلح کر لی تھی اس سے صلح نہ کرنے والا اور اس کو اچھا نہ سمجھنے والا درحقیقت حضرت علی پر اعتراض کر رہا ہے کہ آپ غلط آدمیوں سے صلح کرتے رہے ہیں۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ

جناب حسین کریمین نے صرف آپ کی بیعت ہی نہیں کی بلکہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ خود ان کو اپنی ذاتی خلافت بھی لکھ کر دے دی۔ اس لئے اس سال کو تاریخ میں عام الجماعۃ۔ یعنی آپس میں مل بیٹھنے والا سال کہتے ہیں۔

اگر غلط آدمی سے صلح کر لینا اور اس کی بیعت کر لینا اور اس سے لاکھوں روپے نذرانے قبول کرنا جائز تھا تو پھر واقعہ کربلا کا کیا جواز رہ جاتا ہے۔ کیا جناب امام حسین کے نزدیک جناب امیر معاویہ کے غلط ہونے کے باوجود ان کی اطاعت، اعانت، بیعت اور صلح جائز تھی۔ اگر حضرت امیر معاویہ کے غلط ہونے کے باوجود جناب امام حسین کے نزدیک ان کی بیعت جائز تھی تو پھر یزید ملعون کی بیعت پر آپ کو کیوں اعتراض ہوا؟ یہاں تک کہ اپنے خدام اور تمام خاندان کو بھی شہید کروا دیا لیکن بیعت یزید قبول نہ کی۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
 دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین
 سر داد نہ داد دست در دست یزید
 حقا کہ بنائے لالہ ہست حسین
 اور اگر کوئی نامعقول خوف وغیرہ کو وجہ جواز بنانا چاہے تو اسے سمجھایا جائے
 گا کہ حضرت امام حسن کے مقابلہ میں حضرت امام حسین زیادہ خوف میں مبتلا تھے۔
 نیز پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ خاندان نبوت و رسالت سے غلط لوگوں کی بیعت بھی
 کر لیا کرتا تھا۔ یہ ایک ناممکن اور قاطح ایمان بات ہے۔
 ہزار خوف ہو سیکن زبان ہو دل کی رفیق
 یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق
 لہذا کیوں نہ اصل حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے کہ اس پاک گھرانے
 نے جب تک اپنے لوگوں کو برسرِ اقتدار دیکھا ان کی بیعت و معاونت کرتے
 رہے۔ مثلاً جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جناب سیدنا ابوبکر صدیق و جناب
 سیدنا عمر فاروق اور جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی بیعت و اعانت
 کی اور جناب حسنین کریمین نے جناب سیدنا امیر معاویہ کی بیعت و اعانت
 کی بلکہ انہیں اپنی خلافت بھی تفویض فرمادی۔ لیکن تھوہی برا شخص سامنے آیا
 ہزار حالات کی ناسازگاری کے باوجود اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اس
 سے برسرِ پیکار ہو کر اور اپنے تقریباً ۱۲۰ ساتھی شہید کروا کر اپنے ایمان کی
 عزیمت کا اظہار کر دیا اور قیامت تک کے لئے ایک نمود قائم کر دیا۔ اور
 یہ سبق دے دیا۔ لوگو جب بھی وقت کا کوئی یزید تمہارے سامنے آجائے
 تو اپنا مال جان اطوار بلکہ سب کچھ قربان کر دینا لیکن کسی یزید کے ہاتھ میں ہاتھ

نہ دینا۔ اس طرح جہاں واقعہ کربلا یزید ملعون کی بدبختی ظاہر کر رہا ہے وہاں سیدنا امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ کی شرافت و دیانت اور خلافت و امارت کی صحت پر بھی جناب امام
 حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔
 کیونکہ اگر آپ حضرات انہیں غلط سمجھتے تو حضور ان کے خلاف بھی برسرِ پیکار ہو
 جاتے اور واقعہ کربلا کی طرح کبھی بھی ان سے صلح نہ کرتے اور تا دمِ آخریں باطل کے
 خلاف جنگ جاری رکھتے۔ لیکن جب جناب امام حسن اور جناب امام حسین
 رضی اللہ عنہما نے جناب امیر معاویہ سے صلح کی اور تا دمِ آخریں قائم رکھی۔ آپ
 کی بیعت فرمائی۔ اور آپ کو امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین تسلیم کیا تو معلوم
 ہوا کہ آج بھی جو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت اور عقیدت
 نہیں رکھتا ان کو خلیفہ برحق اور امیر المؤمنین نہیں مانتا۔ اس کا جناب امام حسن
 اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔
 کیونکہ دنیا کا عام دستور ہے کہ دوست کا دشمن بھی اپنا دشمن ہی ہوتا ہے۔
 تو جو حسنین کریمین کے دوست اور ان کے خادم سے دشمنی رکھے گا۔
 جناب حسنین کریمین اس بدبخت کو کب اپنے خادموں میں شامل فرمائیں
 گے۔ وہ شخص سیدنا علی المرتضیٰ، جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام
 حسین رضی اللہ عنہم کا ماننے والا کب اور کیسے ہو سکتا ہے۔ جس سے یہ
 ذواتِ مقدسہ صلح فرمائیں اور حسنین کریمین جس کی بیعت فرمائیں اور یہ اس
 ہستی کو برا بھلا کہے اس سے بغض و عناد رکھے یا معاذ اللہ ان پر لعن طعن
 کرے۔ یعنی یہ شخص ان ہستیوں کے نام کو تو چومتا ہے اس کا وظیفہ کرتا ہے
 لیکن ان کے کام کو غلط سمجھتا ہے اور جس پر وہ حضرات آج سے ۱۴۰۰ سال
 پہلے راضی ہو گئے تھے یہ اس پر آج تک راضی نہ ہو سکا۔ خالی اللہ المشتکی

جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بعض لوگوں نے جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو جناب سیدنا امیر معاویہ کے خلاف ٹھہرانا چاہا تو جناب سیدنا امام حسین نے یہی جواب دیا تھا کہ جب میں جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا امام مان چکا ہوں تو جس سے آپ نے صلح فرمائی ہے میں اس کے خلاف کیسے ہو سکتا ہوں۔ سبحان اللہ! جناب امام کا یہ تاریخی فقرہ ہر ایک صاحب ایمان کو یاد رکھنا چاہیے۔ ورنہ آپ کو امام کہنا چھوڑ دے۔

دیئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امیر شام مقرر فرمایا تھا۔ پھر جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم نے بھی انہیں امدت شام پر بحال رکھا۔ اور ایک غلط آدمی کو اتنے بڑے عہدے پر فائز کرنا ان جلیل القدر صحابہ کرام کی شان کے خلاف ہے۔ یقیناً انہوں نے آپ کو اس قابل سمجھا تھا تب ہی اتنا بڑا عہدہ دیا۔ لیکن اگر کوئی ان خلفائے راشدین کے فیصلے کو نہ بھی مانے تو کم از کم ۳۱ھ میں جب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جو اس وقت خلیفہ راشد برحق اور امیر المؤمنین تھے۔ نے اپنی خلافت جناب سیدنا امیر معاویہ کو لکھ کر دی تھی اور خود دونوں شہزادوں نے آپ کی بیعت فرمائی تھی۔ اس کے بعد تو آپ کی خلافت یقیناً برحق تھی۔ کیونکہ ایک خلیفہ برحق نے آپ کو اپنی خلافت عطا کی تھی جسکے آپ تازندگی ممنون رہے اور ہمیشہ لاکھوں کے نذرانے دونوں شہزادوں کی خدمت میں پیش کرتے رہے وہ شخص کیسے امانوں کا ماننے والا ہو سکتا ہے کہ جس کو یہ امام اپنا خلیفہ اور پیشوا مان کر اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت بھی فرمائیں اور یہ اس کو ایک مومن کامل بھی نہ مانتا ہو۔ بلکہ ان اماموں کے منتخب کردہ خلیفۃ المسلمین اور امیر المؤمنین کو برا بھلا کہے یا اس پر لعن طعن کرے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اور جو لوگ اس بات کو حیرت و بغض و عناد قرار دیتے ہیں کہ جی آپ نے حضرت علی سے جنگیں کی ہیں تو اس کے متعلق اولاً تو مرشد حقانی قطب ربانی قیوم ربانی حضور قبلہ عالم سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیا نوالہ شریف کا وہ مشاہدہ ذاتی پر مبنی فرمان ہدایت نشان ہی کافی ہے جو کہ حضور شہنشاہ ولایت نے آپ پر کرم فرماتے ہوئے آپ کو دولت دیدار نصیب فرمائی۔ اور پھر آپ کے ذہن میں محبت حیدر کرار کے تحت آنے والے اسی خیال پر اصلاح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ”امیر معاویہ سے جنگ میری ہوئی تھی یا تمہاری“ یعنی جب میں نے جنگ جو کہ ایک غلط فہمی پر مبنی تھی کے بعد ان سے صلح کر لی تھی۔ حسین کریمین جو اپنے والد ماجد کی طرف سے امیر معاویہ کے مقابل جنگ میں شامل تھے انہوں نے صلح کر لی اور دوسروں کو بھی ان سے صلح اور بیعت کی ترغیب فرمائی۔ اب تمہارے لئے میرا نام لے کر ان سے اختلاف کرنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ شانینا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں (شکر علی المرتضیٰ اور لشکر امیر معاویہ رضی اللہ عنہم) کو مسلمان فرمایا ہے۔ اب آپ کو مسلمان بھی نہیں سمجھے گا جس کا فرمان رسالت پر ایمان نہ ہوگا۔ ثالثاً۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود فرما دیا ہے کہ ان کا اور ہمارا ایمان اور اسلام میں کوئی فرق اور اختلاف نہیں ہے۔ رابعاً۔ جناب حیدر کرار کا فرمان ہے کہ دونوں طرف کے شہید بنتی ہیں۔ (کیونکہ اپنے اپنے گمان کے لحاظ سے دونوں حق پر اڑ رہے تھے۔ اور یہ ان کی خطا اجتہادی تھی جس پر شریعت کی طرف سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک ثواب ملتا ہے) خامساً۔ جناب علی المرتضیٰ نے دونوں طرف کے شہیدوں پر نماز جنازہ پڑھی۔ اگر معاذ اللہ قتیلان لشکر

امیر معاویہ شریعت کی نظر میں ملعون و ملعون ہوتے تو جناب شہنشاہ ولایت ان حضرات پر کبھی بھی جنازہ نہ پڑھتے۔ سنا۔ جناب علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں نہ وہ کافر ہیں نہ مشرک نہ فاسق و فاجر نہ منافق اور نہ ظالم۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ایک غلط فہمی اور خطا اور اجتہاد کی بنا پر ہم سے جنگ جائز سمجھی۔ سابعاً۔ شاہ روم نے جب جناب علی المرتضیٰ پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو دھمکی دی کہ اگر تو نے کوئی ایسی حرکت کی تو ہم دونوں ^{معاہدہ} حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ (یا مل کر) تجھ پر حملہ کر دیں گے اور تجھے تباہ فریاد کر دیں گے۔ آپ کا یہ فرمان سن کر وہ واپس بھاگ گیا۔ اگر ان رستوں کا کوئی ذاتی یا اسلامی اختلاف ہوتا تو جناب امیر معاویہ تو شاہ روم کا حوصلہ بڑھاتے۔ ثامناً۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑائی کا تذکرہ فرمایا تھا تو ساتھ ہی آپ نے حضرت علی اور جناب امیر معاویہ کے سامنے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے گا۔ اور تمہاری مغفرت فرمادے گا۔ اور جناب عمر بن عبدالعزیز نے خواب میں اس بات کا مشاہدہ بھی فرمایا تھا۔ تاسعاً۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ہدایت والا، ہدایت دینے والا، یعنی ہادی اور مہدی فرمایا ہے۔ تو جس کو حضور کی دعا پر یقین ہے وہ ضرور آپ کو ہادی اور مہدی مانے گا۔ عاشراً۔ خلیفہ راشد خاص جناب عمر بن عبدالعزیز سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہنے والے کو کوڑے مارا کرتے تھے۔

تکلیف عشرتہ کاملتہ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ فاقفوا یا اولی الالباب ان تمام باتوں سے قطع نظر کر کے یہ بھی تو دیکھیں کہ کیا حضرت علی کے مقابلہ میں اکیلے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کھڑے ہیں کہ ان کو اس جرم میں لعن طعن

کیا جائے اور ان کے متعلق طرح طرح کے غلط الفاظ استعمال کئے جائیں۔ نہیں نہیں اس خون سیدنا عثمان ذوالنورین کے مطالبہ میں آپ کے ساتھ تقریباً ۲۰ اور صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ جناب طلحہ اور جناب زبیر۔ جن کے متعلق حضور ممبر شریعت پر کھڑے ہو کر۔ ان کا یقینی جنتی ہونا بیان فرمایا چکے ہیں (از عشرہ مبشرہ) بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ صدیقہ بنت صدیق۔ ام المؤمنین۔ جن کو جبریل نے بھی سلام عرض کیا۔ جن کے بستر پر حضور پر وحی بھی آجایا کرتی تھی۔ جو حضور کو تمام ازواج مطہرات میں سے زیادہ محبوب تھیں۔ جن کی طہارت و عفت اور عصمت و نزہت کیلئے اللہ کے قرآن کی بہت سی آیات نازل ہوئیں۔ جنکے خاندان اقدس میں اللہ کے نبی نے انتقال فرمانا پسند فرمایا۔ جن کی آغوش مطہرہ میں پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثناء نے وصال فرمایا۔ جن کے حجرہ پاک کو حضور کا دفن بننے کا شرف حاصل ہوا۔ جو جگہ آج گنبد خضریٰ کے نام سے جانی اور پہچانی جاتی ہے وہ آپ ہی کا حجرہ پاک ہے۔ جن کے حجرہ پاک کو حضور نے جنت کا باغیچہ فرمایا تھا۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے فرمان کے مطابق یہ جگہ حقیقت جنت ہی کی زمین میں آئی گئی ہے۔ جن کے حجرہ پاک کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہاں ستر ہزار فرشتہ دن کو اور ستر ہزار رات کو حاضر ہوتا ہے۔ جن کے متعلق فرمان مصطفوی ہے کہ آپ دنیا و آخرت میں میری بیوی ہیں۔ آپ کا رشتہ اشارہ خداوندی سے مانگا گیا وغیرہ وغیرہ۔ وہ سیدہ طیبہ، طاہرہ، زاہدہ، صائمہ، موقنہ، قانتہ ام المؤمنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اس مطالبے میں جناب امیر معاویہ کی ہم نوا ہیں۔ تو کیا حضرت علی سے جنگ کرنے کے جرم میں صرف اکیلے جناب امیر معاویہ ہی کو ملعون کیا جائے گا یا آپ کے باقی تمام ساتھیوں تقریباً ۲۰ صحابہ کرام (جو کہ قرآن و حدیث کی رو سے

یقینی جنتی اور نشتے ہوئے ہیں۔ جناب طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی وہی الزام آئے گا جو جناب امیر معاویہ کے لئے مشہور کیا گیا ہے اور ان ذوات مقدسہ کے متعلق بھی وہی الفاظ استعمال کئے جائیں گے جو جناب امیر معاویہ کے لئے بعض نا عاقبت اندیش، اہل بیت کے فیصلوں کو نہ ماننے والے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرامین مقدس پر ایمان نہ رکھنے والے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ کیا ان مستیوں کے متعلق بھی وہی عقیدہ رکھا جائے گا یا رکھا جاتا ہے جس کا اظہار جناب سیدنا امیر معاویہ کے متعلق کیا جاتا ہے، اور اگر محاذ اللہ آپ کی یہ خطائے اجتہادی اتنی ہی بڑی غلطی، ناقابل معافی جرم اور اسلام اور کفر کا امتیازی نشان تھا تو کیا۔ اس دور کے تمام موجود صحابہ کرام۔ حتیٰ کہ خود جناب حیدر کرار اور حسنین کریمین کو بھی اس کا اندازہ نہ ہو سکا۔ پھر وہ تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام جو آپ سے حدیثیں بیان کرتے ہیں، تبع تابعین، ائمہ کرام، اولیاء کرام بالخصوص جناب سیدنا غوث اعظم، جناب سیدنا داتا گیلانی، بھویری، جناب سیدنا محمد و العتباتی، محدثین کرام بشمول امام بخاری و امام مسلم و امام ترمذی، مفسرین کرام بشمول جناب سیدنا عبد اللہ بن عباس، جناب مجاہد، خلیفہ راشد خامس جناب سیدنا عمر بن عبد العزیز، علامہ عبد العزیز قرطبی، امام قرظی، امام نسفی، علامہ ملا علی قاری، قاضی القضاة قاضی عیاض، امام نقاشی، علامہ عبد العزیز نابلسی، علامہ ابو العالی صاحب شرح مواقت، امام حاکم، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن عساکر، علامہ ابن حجر مکی، صیغتی، امام جلال الدین سیوطی، امام ابن ہمام، امام شعرانی، حضور قبلہ حضرت صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیانوالہ شریف اور دیگر تمام ان اکابرین

اسلام کو جنہوں نے اپنی اپنی تصانیف میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں وہ بھی ان اسرار مخفی سے بے خبر رہے جو کہ آج کے تبرہ بازوں اور لعان و طعان لوگوں پر ظاہر ہو گئے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

نیز جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی موجود ہے۔ کہ میرے صحابہ سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں ہی کسی آزمائش میں ڈال کر اس کے بدلہ میں ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ نیز فرمایا کہ صحابہ کرام میں باہم کوئی لڑائی چھگڑا ہو گیا تو میں قیامت کو ان کی شفاعت فرما کر انہیں بخشا دوں گا۔ (تظہیر الجنان ص ۶) اللہ اکبر! جس کو حضور کی شفاعت کا وعدہ مل گیا اس کے جنتی ہونے میں کوئی کافر بھی شک کر سکتا ہے۔

حدیث ابن عساکر نقل فرماتے ہیں کہ جناب ابو زرعہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں امیر معاویہ سے دشمنی رکھتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کس وجہ سے۔ وہ کہنے لگا کیونکہ انہوں نے حضرت علی سے جنگیں کی ہیں تو جناب ابو زرعہ فرماتے ہیں۔ اے شخص (ارے نادان) امیر معاویہ کا رب بھی بڑا مہربان ہے (اس نے بھی ان کی اس خطا اجتہادی پر انہیں معاف فرما دیا) اور امیر معاویہ کا مد مقابل (جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) بھی بڑا کرم کرنے والا تھا۔ (انہوں نے بھی اسی دن اعلان فرما دیا تھا کہ وہ اور ان کے ساتھی نہ کافر ہیں نہ مشرک ہیں نہ فاسق و فاجر ہیں اور نہ ظالم ہیں۔ ہمارا ان کا خدا، رسول، دین۔ ایمان ایک ہے بس انہیں کچھ غلط فہمی ہو گئی تھی۔ یعنی یہ جنگیں ان کی خطا اجتہادی کی وجہ سے واقع ہوئی ہیں اس سبب سے ان پر کوئی گناہ نہیں

ہے۔ نیز آپ نے فرمایا دونوں طرف کے شہید بنتی ہیں۔ اور آپ نے دونوں طرف کے شہیدوں پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور ان کے لئے دعا فرمائی تو جناب ابو زرعہ فرماتے لگے اب تو کون ہوتا ہے ان کے معاملہ میں بدخلت کرنے والا۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۲۹)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی ان جنگوں کا ذکر فرماتے ہوئے جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے سامنے بیان فرمادیا تھا کہ تمہارے درمیان ایک غلط فہمی کی بناء پر لڑائی ہوگی (شرح فقہ اکبر ص ۸۲) نیز جناب ملا علی قاری حنفی بیان فرماتے ہیں۔
واما ما وقع من امتناع جماعة من الصحابة من نصرة
علی والمخروج معه الی المحاربة طائفة منهم کما فی حرب
الجمل والصفین فلا یدل علی عدم صحۃ خلافتہ ولا علی
تضلیل مخالفیہ فی ولایتہ اذ لم یکن ذالک عن نزاع
فی حقیقۃ امامتہ بل کان عن خطاء فی اجتہادہم حیث
انکرو علیہ ترک القود من قتله عثمان بل نہ عم
بعضہم انہ کان ماثلا الی قتله والمخطی فی الاجتہاد
لا یضلل ولا یفسق علی ما علیہ الاعتقاد..... الخ
(شرح فقہ اکبر ص ۷۹) یعنی جنگ جمل اور صفین میں جو جناب سیدنا امیر معاویہ اور
سیدنا علی المرتضیٰ کے درمیان نزاع واقع ہوا ہے۔ یہ نہ تو ان کی (حضرت علی) کی
خلافت کے عدم صحت پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی اس معاملہ میں ان کے مخالفین
کی گمراہی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ اختلاف درحقیقت حکومت و امارت
کے متعلق تھا ہی نہیں۔ (کہ جناب امیر معاویہ جناب علی المرتضیٰ کی خلافت کو

تسلیم نہیں کرتے تھے یا ان سے حکومت چھیننا چاہتے تھے بلکہ آپ نے
تو حضرت علی کو خط لکھا تھا۔ "خدا کی قسم۔ ہم آپ کی خلافت و امارت کو تسلیم
کرتے تھے۔ اور آپ کے علاوہ کسی اور کا خلیفہ بننا ہم بالکل پسند نہیں کرتے
آپ جناب عثمان کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی مزا دیں یا انہیں ہمارے
حوالے کریں اور اگر کوئی آپ کی مخالفت کرے گا تو ہم آپ کی مدد کریں گے۔
بلکہ زبان سے آپ کی خلافت کی گواہی دیں گے۔ (اخبار الطوال ص ۱۶۲) بلکہ
وہ اختلاف تو محض جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت
کے بدلہ میں خطائے اجتہادی کے طور پر واقع ہوا تھا۔ اور خطائے اجتہادی پر
کسی کو گمراہ یا فاسق و فاجر نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ جتہد مخطی کا اجتہاد بھی
کسی دلیل پر مبنی ہوتا ہے۔ لہذا ان گناہگار نہیں ہوتا۔ چنانچہ جناب عمارت
بیان فرماتے ہیں کہ لما رجع علی من صفین۔۔۔۔۔ فقال یا ایہا
الناس لا تکرہوا امامۃ معاویۃ فواللہ لو فقد تموت
لقد راہتہم الرووس قتلہ من کواہلہا کا کنظل
(ابن عساکر ۲۵ ص ۳۳) جب جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
صفین کی جنگ سے واپس آئے تو آپ نے فرمایا۔ لوگو۔ امیر معاویہ کی
بادشاہی کو برا نہ سمجھو۔ خدا کی قسم۔ جب آپ انتقال فرما جائیں گے تو تم دیکھو
گے کہ (اتنا قتل وغارت گری کا بازار گرم ہوگا کہ) لوگوں کے سر حنظل (تمہر)
کی طرح کولہوں سے کٹ کٹ کر گریں گے۔ اکبر شاہ نجیب آبادی نے اس
سے ملتا جلتا فرمان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ منسوب
کر کے بیان کیا ہے۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۲۶)

جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بنی امیہ کو حکم اور نصیحت فرمایا

کرتے تھے کہ قریشیوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور تحمل کا رویہ رکھنا۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۵۹) فقیہ ابو ظاہر الحسین بیان فرماتے ہیں کہ میں (بعض غلط فہمیوں کی بنا پر) جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ اور آپ کو شب و نستم کیا کرتا تھا۔ ایک رات کو مجھے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چال جہاں آرا نصیب ہو گیا۔ آپ کے ساتھ ایک خوبصورت رنگ والا شخص بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مخاطب ہو کے فرمانے لگے۔ اے ابو ظاہر! اس سے بغض نہ رکھا کر۔ اور نہ ہی اس پر لعن طعن کیا کر۔ میں نے عرض کی آقا۔ یہ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ میرا کاتب وحی (میرا لادار) اور میرا بھائی معاویہ بن ابوسفیان ہے۔ پھر آپ کی بارگاہ میں ایک اور شخص پیش کیا گیا۔ اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شکایت کی۔ آقا۔ یہ شخص ہماری توہین کرتا ہے اور ہماری شان میں گستاخیاں کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے (اس فعل بد پر) چھڑکا تو وہ کہنے لگا۔ آقا۔ میں تو آپ کے کسی بھی صحابی کی گستاخی نہیں کرتا۔ بس صرف امیر معاویہ کے متعلق کچھ کہہ لیتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ سے فرمانے لگے۔ **وَلَيْسَ مَعَاوِيَةَ مِنْ أَصْحَابِي - وَ لَيْسَ مَعَاوِيَةَ مِنْ أَصْحَابِي - وَ لَيْسَ مَعَاوِيَةَ مِنْ أَصْحَابِي**۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۶۰) یعنی تیرا ستیاناس ہو۔ کیا معاویہ میرا صحابی نہیں ہے۔ تیری بربادی ہو کیا معاویہ میرا صحابی نہیں ہے۔ تو ظارت ہو۔ کیا معاویہ میرا صحابی نہیں ہے۔ اور زید کی دی عہدی کے وقت کی ہوئی آپ کی دعا بھی آپ کے خلوص نیت کا ثبوت ہے۔ **اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي وَكَيْتُهُ لِرَأْسِهِ فِيهَا أَمْرًا وَ أَهْلٌ لِدَالِكِ فَأَتِمِّمْ لَهُ مَا وَكَيْتُهُ وَإِنْ كُنْتُ وَكَيْتُهُ**

لَأَنِّي أُحِبُّهُ فَلَا تَسْتَمِرْ لَهُ مَا وَكَيْتُهُ۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۸۰) اے میرے اللہ اگر تو مجھ سے کہ جو اس کے متعلق میں نے دلچسپی کا فیصلہ کیا ہے وہ واقعی اس کا اہل ہے تو اس کی حکومت کو پورا فرما (برکت دینا) اور اگر تو دیکھے کہ میں نے محض محبت پدیدی میں اس پر بھروسہ کر لیا تھا۔ حالانکہ وہ اس لائق نہیں تو پھر اس کی بادشاہی جلد ختم کر دینا۔

نیز۔ ہزاس۔ شرح۔ شرح عقائد ص ۴۲ پر تو آپ کی اس دعا میں واضح طور پر یہ الفاظ بھی ہیں۔ **فَعَجَلْ مَوْتَهُ**۔ یعنی یا اللہ اگر زید میرے گمان پر یو را نہ اترے تو اسے جلد ہلاک کر دینا۔ چنانچہ علامہ عبدالعزیز فرھاروی اس کے بعد رقم طراز ہیں۔ **وَقَدْ اسْتَجِيبَ دُعَاؤُهُ فَلَمْ يَطَّلْ مُدْكُهُ**۔ (اليضنا) یعنی اللہ تعالیٰ نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرمایا اور اس بد بخت کی حکومت جلد ہی ختم ہو گئی۔ جبکہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمادی تھی تو آپ کی حکومت تقریباً بیالیس (۱۵) برس تک قائم رہی اور ہر آن پہلے سے وسیع اور مضبوط ہوتی گئی۔ یعنی آپ کے بھائی مشہور صحابی رسول جناب زید الخیرؓ میں دور فاروق اعظم میں فوت ہوئے تو آپ ان کے جانشین بنے۔ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۳ھ میں ہوئی۔ اس طرح چھ سال آپ دور فاروقی میں حاکم رہے۔ جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے۔ اس طرح آپ تقریباً گیارہ سال خلافت عثمانی میں حاکم رہے۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۴۰ھ میں شہید ہوئے اس طرح آپ تقریباً پانچ سال تک خلافت متضوی میں حاکم رہے۔

پھر ۳۱ھ میں جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے صرف چھ ماہ حکومت کرنے کے بعد اپنے شیعہوں کی بے وفائی بلکہ ظلم سے دلبرداشتہ ہو کر اپنی خلافت بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کھ کر دے دی۔ اور پھر آپ ۳۸ھ تک تقریباً بیس سال تک تمام مملکت اسلامیہ کے واحد حاکم اور خلیفہ رہے۔ یعنی (۵ + ۱۲ + ۵ + ۲۰ = ۴۲) جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کو ہر سال بلکہ بعض دفعہ ایک سال میں کئی کئی بار بھی لاکھوں کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ (مستدرک حاکم ۲ ص ۱۶۴) اور ام المؤمنین صدیقہ بنت صدیق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما اور دیگر ازواج مطہرات کی خدمت میں بھی لاکھوں کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۶۴ وغیرہ) یاد رہے یہ وہی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے متعلق یار لوگوں نے کنوئیں کا افسانہ گھڑ رکھا ہے۔ تعجب ہے کہ اتنا بڑا سانحہ ہو گیا اور کائنات کے کسی ایک بھی مؤرخ اسلام کو معلوم نہ ہو سکا۔ جبکہ اس کے خلاف اپنے مقام پر وضاحت کر دی گئی ہے۔ ان دونوں گروہوں کے آپس میں ایسے گہرے مواخاتی تعلق تھے کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ایک معروف اور ذمہ دار سپاہی جناب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف کوئی بات کر دی۔ (جنگ کے بعد) تو جناب عمار غضبناک ہو گئے اور فرمایا خدا تجھے ذلیل و خوار کرے بجز اس بندہ کر۔ خدا کی قسم آپ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا و آخرت میں زوجہ محترمہ ہیں۔ (البدایہ ۲ ص ۲۳) جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جنگ کے بعد جناب سیدنا

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئیں تو دین کے اس سپوت نے بڑی گرم جوشی اور عزت سے آپ کا استقبال کیا تھا۔ (البدایہ ۲ ص ۲۳۸) اور آپ بھی ایسی سخی تھیں کہ اگر صبح کو ایک لاکھ روپیہ آپ کی خدمت میں آیا تو شام تک تمام کا تمام خرچہ و مساکین میں تقسیم فرمایا۔ بعد میں خادم نے آکر شام کے کھانے کے لئے عرض کی تو آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ اگر پہلے آجاتیں تو تم بھی کچھ لیتیں۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۶۴) اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے جلیل القدر، معتبر، مقصد اور فقیہ صحابی تھے کہ جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسے مفسر قرآن صحابی بھی آپ کی نقاہت کا اقرار کرتے تھے۔ اسی لئے آپ سے جناب سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلي، جناب سیدنا سائب بن زید، جناب سیدنا عبد اللہ بن عباس، جناب سیدنا معاویہ بن خدیج، جناب سیدنا زید بن جاریہ، جناب سیدنا ابو عامر بن سہل بن حنیف، جناب سیدنا ابو ادریس الخولانی، جناب سیدنا سعید بن مسیب (وہ جلیل القدر تابعی جو زید بن فوج کے مدینہ طیبہ پر حملہ کے وقت جبکہ تین دن تک مسجد نبوی میں گھوڑے بندھے رہے اذان اور نماز نہ ہو سکی۔ مدینہ طیبہ میں صحابہ و تابعین کا خون بارش کے پانی کی طرح بہ رہا تھا۔ مدینہ طیبہ کی مخدرات عصمت فوج میں بانٹ دی گئیں اور یہ سب کچھ تین دن تک زید ملعون کے حکم سے مدینہ طیبہ میں روا رکھا گیا۔ اس وقت یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور (حجرہ شریف) میں چھپ کر بیٹھے رہے اور ہر نماز کے وقت آپ قبر نبوی علیہا الصلوٰۃ والسلام سے اذان اور اقامت کی آواز سن کر وہیں تیمم سے تین دن تک نمازیں ادا فرماتے رہے تھے) (دارمی ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۵۳، جذب القلوب ص ۱۵۸، اشعة اللمعات ص ۲۴، مظاہر حق ص ۳۲۵، اوجز المناسک

۵ ص ۳۵، احیاء المیت ص ۲۳، البیہ ص ۸ ص ۲۲۳، ازالۃ الخفا ص ۵۹،
حاشیہ تاریخ صغیر امام بخاری ص ۶۶، تاریخ ابن خلدون ص ۲۵۲، ارشاد الساری
شرح بخاری ص ۱۰ ص ۲۰۰ وغیرہ پر اسی واقعہ کا ذکر موجود ہے)

جناب سیدنا قیس بن ابی عازم، جناب سیدنا عیسیٰ بن طلحہ، جناب سیدنا
ابو جلیز، جناب سیدنا حمید بن عبدالرحمان بن عوف، سیدنا محمد بن جیسر بن مطعم،
رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے علاوہ (بہت زیادہ صحابہ کرام، تابعین عظام،
تابع تابعین، آئمہ کبار، اکابرین اسلام، مفسرین کرام اور مفکرین اسلام بالخصوص،
امام بخاری، امام مسلم اور دیگر آئمہ صحاح ستہ وغیرہ نے آپ کی روایات احکام اور
عقائد تک میں قبول کی ہیں اور بیان فرمائی ہیں۔ اور آپ کی روایات سے کئی
مسائل میں استدلال پکڑا اور استنباط کیا ہے۔ تو ان کو معاذ اللہ آپ ایسے
ہی تھے جیسا کہ آج کے بعض جاہل اور حاسد باوجود کرانے کی کوششیں کر رہے
ہیں تو ان اتنے بڑے بڑے مفکرین اسلام کو ان کے یہ عجیب معلوم نہ ہوسکے
کہ وہ ان کی روایات لینا چھوڑ دیتے۔

فافہموا یا اولی الابصار والالباب لعلکم تتقون

اور بھی بہت سے اکابرین اسلام نے ان کی روایات قبول کی ہیں اور ان
کی روایات بیان کی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ص ۱۰ ص ۲۰۷) عزاد مصطفیٰ
مفسر قرآن جناب سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کو "امیر المؤمنین"
کہہ کر پکارتے تھے۔ (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۵۰) جناب سیدنا عبدالرحمان بن ابی
الحکم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو "امیر المؤمنین کہہ کر پکارا (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۵۹)
جناب ضحاک بن قیس فہری علیہ الرحمہ نے "امیر المؤمنین" کہا۔ آپ کو "رحمۃ
اللہ علیہ" کہا۔ (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۸۰) جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نے آخری وقت میں یزید کی عدم موجودگی میں (کیونکہ اس وقت وہ بلاد حجاز گیا ہوا تھا)
اس کے لئے ایک وصیت نامہ لکھ دیا۔ اس میں یہ بھی تھا۔ بیٹا مجھے یقین ہے کہ
کوئی جناب سیدنا امام حسین کو ضرور تیرے مقابلہ پر لائیں گے۔ فَإِنْ تَقَفَرْتَ
بِهِ فَأَحْفِظْ قَرَابَتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهٖ وَسَلَّمَ
وَإَعْلَمْ أَنَّ أَبَا خَيْرٍ مِّنْ أَيْكٍ وَجَدَّكَ خَيْرٌ مِّنْ جَدِّكَ وَأُمَّةٌ
خَيْرٌ مِّنْ أُمَّتِكَ۔ (مقتل ابی مخنف ص ۷) پس بیٹا اگر تجھے ان پر غلبہ
حاصل ہو جائے تو ان کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرابت کا لحاظ
رکھنا۔ ان سے کسی طرح کی کوئی زیادتی نہ کرنا بلکہ ان کا احترام و پاس کرنا اور
یہ بات بھی تو اچھی طرح سمجھ لے کہ ان کا باپ تیرے باپ سے افضل ہے۔
ان کے نانا جان تیرے نانا سے افضل ہیں اور ان کی ماں بھی تیری ماں سے افضل و
بہتر ہے۔ (اور تجھ سے وہ افضل ہوئے لہذا ان کی کوئی گستاخی نہ کرنا)
یقیناً یزید کی ولیعددی اور اہل بیت کرام کے متعلق جناب سیدنا امیر معاویہ رضی
اللہ عنہ کے خیالات و نظریات اور اس بارہ میں آپ کی نیت آپ کا خلوص
کسی بھی غیر متعصب انصاف پسند شخص پر مخفی نہیں رہ گیا ہوگا۔ باقی آپ کے
وصال خلیفہ کے بعد یزید ملعون نے جو کچھ کیا وہ اس کے خبیث باطن کے اظہار کے
لئے کافی ہے اور اس کا مدینہ منورہ کی حرمت اور مکہ مشرفہ کی حرمت کو پامال کرنا،
ہزاروں پاک باز مقدس ہستیوں کو ظلم و جبر کی تلوار سے فوج کرنا، ہزاروں مخدرات
کی عصمتیں لوٹنا، مسجد نبوی اور جنت کی کیاری کی توہین کرنا وغیرہ وغیرہ اس کے
یقینی جنمی اور لعنتی ہونے کے لئے براہین لاریب ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی دلچسپی
میں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی قانون خداوندی فہم میں رکھیں۔ لَا تَسْرِزُوا نِسْرَةَ تَجْرٍ
زُرٍّ أُخْرَى۔ (انعام ص ۱۵ وغیرہ) یعنی جو کرے گا وہی بھرے گا۔ یہ نہیں کر

کرے کوئی اور مبرے کوئی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ - (نساء ص ۱۲۳) یعنی جو برائی کرے گا اسی کو اس کی سزا ملے گی۔ لہذا یزید کے ظلم و شقاوت کی سزا یزید ہی کو ملے گی۔ یا اس ظلم و جور میں جو اس کے معاند ہوئے تھے وہ سزائیں شامل ہوں گے۔ (یزید پلیدی کے عقائد و نظریات اس کے افعال و کردار اور اس کے متعلق آیات و احادیث سے استدلال اور اس کا دندان شکن جواب اور یزید کے متعلق اخلاف، ممالک، شوائف اور جناب اکابرین اسلام محدثین و مفسرین کرام کے نظریات و فتاویٰ پر مشتمل اس فقیر کی مفصل و مدلل کتاب ”گوردار یزید“ کا مطالعہ فرمائیں (نفاذ اللہ اس مسد پر شافی و کافی ہوگی)۔ یزید کی بدکرداریوں کا جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ آپ تو آخر وقت تک اسے نیکی اور احسان کی تلقین فرماتے رہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ آپ کی زندگی میں محتاط ہی رہا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ آپ کے وصال شریف کے بعد ہی کیا۔ یزید دوست حضرات اس کی صفائی میں جو واقعات اور روایات پیش کرتے ہیں اکثر تو وہ غلط ہیں۔ اور جو کچھ صحیح بھی ہیں وہ اسی پہلے دور کے ہیں۔ مؤرخ صحابہ جناب مولانا محمد نافع صاحب دیوبندی بھی لکھتے ہیں۔ ”جس دور میں یزید کا انتخاب اور تائید کی گئی اس دور میں اس کے مفاسد اور قبائح علانیہ طور پر موجود نہیں تھے۔ (سیرت حضرت امیر معاویہ ص ۲۱۳) اس دور میں یزید کے قبائح اور معائب ظاہر نہیں ہوئے تھے اور اس کا کردار درست تھا۔ (ص ۲۲۳) مولانا رشید احمد گنگوہی (دیوبندی) کی رائے بھی یہی ہے کہ یزید پہلے فاسق نہیں تھا بلکہ بعد میں ہوا (ص ۲۳۵) بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب بھی لکھتے ہیں کہ جب جناب امیر معاویہ نے یزید کو ولی عہد منتخب فرمایا اس وقت تک وہ فاسق

اور محسن نہیں تھا۔ اور اگر کچھ غلط کام کرتا بھی تھا تو خفیہ طور پر کرتا تھا تاکہ جناب امیر معاویہ کو ان کی خبر نہ ہو سکے (ص ۲۳۵) جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے بعد جو یزید کے کارنامے مثلاً واقعہ کربلا، واقعہ حرہ اور مکہ شریف پر چڑھائی وغیرہ جو کتابوں میں پائے جاتے ہیں ان کا ذمہ دار خود یزید ہے نہ کہ جناب امیر معاویہ۔ اس کی وجہ سے جناب امیر معاویہ کو مطعون کرنا ظہری زیادتی ہے۔ (ص ۲۳۵) زیادہ سے زیادہ اگر آپ پر کوئی الزام رہ جاتا ہے تو یہ کہ بعض کتابوں میں آپ سے متعلق ”یعنی“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تو اس کے متعلق اول تو فیصلہ قرآنی ہی کافی ہے (پہلے بھی گزر چکا ہے) کہ وہ دونوں گروہ (خلیفہ برحق کے خلاف یعنی دشمنوں کرنے والا اور خلیفہ موقت) مومن ہی کہلائیں گے اور رہیں گے۔ (المحجرات ص ۹) جنگ کے بعد صلح کر لینی چاہیے کیونکہ دونوں گروہ ایمانی بھائی ہیں۔ (یعنی نہ جنگ کرتے وقت وہ ایمان سے خارج ہوئے نہ ہی جنگ کے بعد وہ مومن ہونے سے محروم ہوئے) (محجرات ص ۱۰) نیز ایک حدیث شریف بھی اس کی وضاحت فرماتی ہے۔ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں سے جو گروہ یا شخص کسی مسلمان پر ”یعنی“ کرے گا تو وہ دن جنگ اگر ان میں کوئی بھاگ نکلے تو اس کا پیچھا نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کے زخمیوں کا مال نہیں چھینا جائے گا۔ اور ان کے قیدیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کا چھوڑا ہوا مال مال غنیمت بنا کر تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ (معنی ابن قدامہ ص ۵۳۲) اور جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے بھی فیصلہ نبوی کے مطابق جنگ صفین میں ایسا ہی کیا تھا۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ عن ابی عمامة قال شهدت صفین فکانزالا یجھزون علی جریح ولا یطبون مولیا ولا یسلبون قتیلًا (مصنف

ابن ابی شیبہ کتاب الجہاد ۱۳۷ ص ۲۲۳ ، طبقات ابن سعد ذکر الی امامہ (۱۳۷ ص)
 معلوم ہوا کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک آپ کے ساتھ جنگ کرنے
 والے بچے اور سچے مومن اور حکم قرآنی آپ کے ایمانی بھائی تھے۔ رد کھینچو خطبہ علی
 المرتضیٰ) اسی لئے آپ نے ان سے کافروں اور مشرکوں والا معاملہ نہیں کیا بلکہ وہ معاملہ
 کیا جو مسلمانوں کی کسی آپس کی لڑائی میں کیا جاتا ہے۔

فافہموا یا اولی الابصار - واستبروا یا اولی الالباب

تعجب ہے کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو ان کے ہم عصر تھے۔ جن سے
 جناب امیر معاویہ کی جنگیں ہوئیں۔ آپ کو یا آپ کے صاحبزادگان (جناب سیدنا
 امام حسین اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما) کو بلکہ آپ کے تمام ساتھی صحابہ
 کرام، تابعین عظام کو بھی آپ میں کفر، شرک اور نفاق بلکہ فسق و فجور تک کا شائبہ
 تک نہ ہو۔ ورنہ جناب حیدر کرار۔ اس لشکر۔ ان کے زخمیوں، ان کے قیدیوں
 اور ان کے مقتولوں کے ساتھ مسلمانوں والا معاملہ نہ کرتے اور ان کے لئے دعائیں نہ
 کرتے، ان کے جنازے نہ پڑھتے اور ان کا جنتی ہونا بیان نہ فرماتے۔ اور آج
 کے ان منکرین و شاتمین صحابہ کو چودہ سو سال بعد خورد بین بغض و حسد سے کٹرے
 نظر آنے لگے۔ اور تعجب و تعجب اس بات پر ہے کہ اس بغض و عناد کے
 لئے ایک خود ساختہ سہارا انہیں حضرت علی کی ذات کو بنانے کی کوشش کی
 جاتی ہے جو آپ کو ایمان دار، بخشا ہوا اور جنتی فرماتے ہیں۔ آپ کی محبت
 حیدری کا یہیں امتحان ہو جاتا ہے۔ ابھی آپ کے اس دعوے کا سچا یا جھوٹا
 ہونا معلوم ہو جاتا ہے۔ میرا ایک آخری مطالبہ اور گزارش ہے کہ

اگر تم جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے واقعی سچی محبت کرتے ہو۔ اگر
 آپ کو امام برحق مانتے ہو تو ان حضرات کے متعلق آپ ہی کے اقوال و

افعال کو محبت اور فیصل مان لو۔ آپ کے فرامین کے مطابق ہی اپنا ایمان اور عقیدہ
 بنا لو۔ ان حضرات کا نام لے کر جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کو اپنا ایمان اور عقیدہ
 بنا لو۔ **لَتَعَالَىٰ آلُ الْكَافِرِينَ سَوَاءٌ يَبِينُوا وَ يَدِينُوا**۔
 آؤ اور اسی بات (ذات) پر ہی فیصلہ کر لو جس کو ہم بھی مانتے ہیں اور تم
 بھی ان کو مانتے کا دعویٰ کرتے ہو۔

کیا جناب علی المرتضیٰ کے نام کو مانتے ہو اور آپ کے کلم، آپ کے فرمان، آپ کے
 احکام و قضایا آپ کے طریق کار کا انکار کرتے ہو۔ **فَاللّٰهُ الْمَشْتٰكِي**
 ان دلائل و براہین سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جناب سیدنا امیر معاویہ
 اور جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو محاربات ہوئے ہیں وہ اسلام
 اور کفر کی بنیاد پر نہ تھے بلکہ محض ایک غلط فہمی کی بنا پر تھے۔ اور اس اجتہاد کی غلطی
 پر اللہ تعالیٰ۔ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو معاف فرما چکا۔
 اللہ کے رسول ان کی معافی کا اعلان فرما چکے اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی
 اس کا اعلان فرما چکے ان سے صلح فرما چکے۔ حسین کریمان رضی اللہ عنہما آپ کی
 بیعت فرما چکے۔ اکابرین اسلام اور معتمد اولیاء کرام رحمہم اللہ عنہم اس کی توثیق
 فرما چکے۔ لہذا ہم سب کو بھی ان تمام ہستیوں کے فرمان و ایمان کے سامنے سر
 تسلیم خم کر کے اپنی ناقبت سنوار لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ حق و واضح ہو جانے
 کے بعد ہر ایک کو اس پر ایمان لے آنے اور اس کے مطابق اپنا ایمان اور عقیدہ بنا لینے
 کی توفیق عطا فرمائے۔ **آمِينَ يَا رَبُّ الْعَالَمِينَ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ**
وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنْ الشَّيْخِ الْهَدٰى۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينِ
 وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

(نوٹ)

خدم یہ تراجم
(نوٹ کر لیں)

وصیت نامہ

(چند الفاظ کی ترمیم کے ساتھ)

قدوة السالکین، عمدۃ الواصلین، حجة الکاملین قبلہ عالم حضور الحجاج حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ شریف وارث فیضان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نے آج مورخہ ۶ کعبہ نماز جمعہ شریف چٹ خدام کی موجودگی میں اپنا وصیت نامہ لکھوایا ہے۔ اس وقت موجود معتقدین میں حاجی محمد رفیق صاحب آف نجن کسانہ، حاجی مشتاق احمد صاحب سرگودھا، محمد اثرن چوہان صاحب گجرات، حاجی علی نواز صاحب آف کوٹ فخری، جناب صوفی محمد صادق صاحب ہرکپوٹی، میاں غلام غوث صاحب وریاہ، مولوی محمد زمان صاحب اور ماقم احرار و محمد رفیق کیلانی حاضر خدمت ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اس وصیت نامے پر چند بیسی علماء کرام کو گواہ کے طور پر بلوا کر دستخط کرواؤں گا۔ جن میں استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد نواز صاحب کیلانی (حال مقیم گوجرانوالہ)، مفتی آستانہ عالیہ شیخ الحدیث جناب علامہ مفتی حافظ محمد سعید احمد صاحب نقشبندی مجددی کیلانی آف علی پور چیمپ، شیخ الحدیث جناب مولانا محمد شریف صاحب آف حافظ آباد، جناب صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب آف بھکھی، جناب علامہ مولانا ظہور احمد صاحب کیلانی فاضل بریلی شریف آف میرے، جناب مولانا حافظ محمد حنیف صاحب آف ڈنگر، جناب مولانا صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب آف مانگٹ، مصنف کتب کثیرہ جناب مولانا

حاجی محمد علی صاحب کیلانی شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور اور مولانا مفتی محمد حسین صاحب صدیقی آف گوجرانوالہ شامل ہوں گے (آپ نے خود ہی اسٹامپ پر یہ وصیت نامہ تحریر کرنے کا حکم فرمایا۔ بلفظ وصیت نامہ درج ذیل ہے)

۱- "من کہ سید محمد باقر علی شاہ بخاری ابن اعلیٰ حضرت سید نورا محسن شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز محض اس لئے یہ وصیت نامہ لکھوارہا ہوں تاکہ مستقبل قریب اور بعید میں آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نورانیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے حمد امور تولیت، انتظام، سلسلہ طریقت نیز دربار شریف کے خزانہ، عرس گاہ کی زمین، لنگر خانہ، بیٹھک شریف، مسجد اعلیٰ حضرت اور مسجد شریف سے ملحقہ تمام جہول کا انتظام مکمل طور پر اس وصیت میں واضح کر جاؤں۔ تاکہ اگلی نسلیں اس وصیت پر عمل کر کے آستانہ عالیہ کے تقدس کو قائم رکھیں اور کبھی انتشار کی نوبت ہی نہ آئے۔"

۲- میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے خلیفہ، جانشین اور سجادہ نشین صرف میرے تحت جگر، نور نظر صاحبزادہ السید عظمت علی شاہ صاحب بخاری ہیں۔ ان کی خلافت اور جانشینی کی وصیت میں نے اس بنا پر صرف نہیں کی کہ وہ میرے صاحبزادے ہیں، بلکہ یہ ان کی باطنی استعداد و صلاحیت کی وجہ سے کی ہے۔ اور ان کی اس استعداد روحانی کی تصدیق میرے آقا و مولا، میرے قبلہ و کعبہ حضور پر نور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی پیدائش سے قبل ہی فرمادی تھی۔ انہوں نے ان کی والدہ کو ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جو نعمت عطا فرمانے والا ہے وہ ٹبری عظیم نعمت ہوگی۔ جب ان کی پیدائش ہوگئی تو ان کی والدہ کو مزید تاکید فرمائی کہ اس بچے کو عام بچوں جیسا نہ سمجھنا اور کوشش کرنا کہ

سوتے وقت ان کی طرف تمہاری پشت نہ ہو۔ چنانچہ ان کی والدہ بتاتی ہیں کہ اگر کسی وقت ایام رضاعت میں سہواً بھی میری ان کی طرف پشت ہو جاتی تو مجھ پر خوف و ہیبت طاری ہو جاتی۔ مجھے فرزا قبیلہ عالم کا فرمان یاد آتا اور میں ان کی طرف مز کر لیتی۔ علاوہ ازیں حضور قبلہ والدہ کی ماجری رحمۃ اللہ علیہ نے جب مجھے دولت روحانیت سے نوازا تو فرمایا تھا کہ اگر تو دین کا بیٹا بنا تو ٹھیک ہے۔ اور اگر دنیا کا بیٹا بنا تو پھر ایسے بیٹوں کی مجھے ضرورت نہیں۔ حضور والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ واضح کر رہا ہے کہ آپ نے جو کچھ قبل ازیں صاحبزادہ السید عظمت علی شاہ صاحب کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا وہ دراصل میرے لئے ان کا حکم تھا کہ تمہارا جانشین اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ ان کے متعلق سینکڑوں اور بھی امور ہیں جو میرے مشاہدہ میں آئے۔ لہذا ان کے کامل واکمل ہونے کی وجہ سے میں نے انہیں اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحانی اور مہمانی زندگی سے اپنی مخلوقات کو مستفیض و مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۳۰۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ قطعاً اراحتی تقریباً چھ کنال جہاں عرس شریف ہوتا ہے۔ اور جس کے مغرب میں قبرستان۔ جنوب اور شمال اور مشرق میں کھیت واقع ہیں۔ یہ زمین میں نے علم دین کی تدریس اور عرس گاہ کے لئے عزیز سید عظمت علی شاہ صاحب بخاری کو بہہ کر دی ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ سید عظمت علی شاہ بخاری، ان کے بعد ان کے بیٹے سید محمد حسنین علی بخاری اور ان کے بعد نسل در

نسل مقرر ہونے والے سجادہ نشین حضرات کے ہی زیر انتظام وزیر تصرف یہ جگہ اور اس پر تعمیر ہونے والی درگاہ رہے گی۔ خاندان کے کسی فرد کو اس جگہ یا اس پر تعمیر ہونے والے کمرے یا محن کو استعمال کرنے کی اجازت کبھی نہ ہوگی۔ صرف اہل خاندان وقت کے سجادہ نشین کی اجازت سے شادی کے موقع پر صرف تین دن کے لئے اس جگہ کو استعمال کر سکیں گے۔ یہ جگہ محض دربار شریف کے نام نہیں لگوائی گئی کہ کسی وقت حکمہ اوقاف میں دربار شریف چلے جانے کی صورت میں سجادہ نشین صاحب کے پاس علم دین کی تدریس اور عرس شریف کرائے کے لئے مخصوص جگہ نہیں رہے گی۔ سالانہ عرس شریف کے موقع پر تین دن پہلے اور تین دن بعد تک شادی کے لئے بھی اس جگہ کو استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۳۱۔ حضرت اعلیٰ۔ میرے حضور نجد و عسیر۔ حضور پر نور پیر کیلانی حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف کا خزانہ، آپ کی مسجد شریف، مسجد شریف کے تمام حجرے، سنگرخانہ اور بیٹھک شریف صرف اور صرف سجادہ نشین صاحب کے زیر انتظام وزیر تصرف رہیں گے۔ خاندان کے کسی فرد کو ان چیزوں میں بغیر سجادہ نشین کی اجازت کے کسی قسم کے تصرف کی اجازت نہ ہوگی۔ امام و خطیب مسجد صرف سجادہ نشین مقرر کرے گا۔ جو صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت بریلوی ہوں گے۔ کسی زمانے میں کسی خطیب کو مسجد میں سیاسی تقریر کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ مسجد صرف اور صرف دین کے لئے استعمال ہوگی۔

۵۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ صرف اور صرف عقائد اہل سنت و جماعت ہی سچے ہیں۔ جنہیں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے اپنے مکتوبات شریف میں اور امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں تحریر فرمایا ہے۔ میرے عقائد کی تفصیل اسی آستانہ عالیہ سے چھپنے والی تمام کتب اور میرے حکم اور اجازت سے چھپنے والی حافظہ شفقات احمد کیلانی آف علی پور جیلپور اور مولانا قمر علی صاحب کی کتاب "تحفہ جعفریہ" اور "دشمنان امیر معاویہ کا جلی مجاہد" اور "مسک امام ربانی وغیرہم میں موجود ہے۔ میں نے ان کا حرف بحرف مطالعہ کیا ہے لہذا آستانہ عالیہ کے مجدد ارادتمندوں کے لئے ان عقائد کا پابند رہنا بہت ضروری ہے۔

۶۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ خدا نخواستہ صدیوں بعد بھی کسی زمانے میں اگر کوئی سجادہ نشین عقائد اہل سنت و جماعت سے منکر ہو کر بد مذہب ہو جائے یا غیر شرعی حرکات شروع کر دے یا خلاف آداب سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ حرکات از قسم ڈھول و ہمکا یا ساز۔ گانا وغیرہ جیسے کام در بد شریف پر شروع کر دے تو اس زمانے میں موجود اس سلسلہ عالیہ کے شیخ اکھریٹ حضرات اور علمائے کرام کو اختیار ہوگا کہ اسے سمجھائیں اور اس معاملہ میں آستانہ عالیہ مکان شریف اور آستانہ عالیہ شہر قہر شریف سے بھی عرض کریں وہ پھر بھی نہ سمجھے تو اسے بٹھادیں۔ اس سلسلے میں اسے کسی عدالت سے رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ پھر اس کے بیٹے کی طرف رجوع کریں۔ اور اگر اسے عقائد اہل سنت و جماعت پر پابند اور عمل پیرا پائیں تو اسے مسند

پر بٹھادیں۔ خدا نخواستہ اگر وہ بھی بد مذہب ہو تو خدام آستانہ عالیہ حسب ذرا میں سے جسے اہل سمجھیں اسے مسند پر بٹھادیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آل پاک و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کی بھی گستاخی بے ادبی اور مخالفت کرنے والے کی نسبت نقشبندیہ مجددیہ فوراً سلب ہو جائے گی اور اس کا ہمارے سلسلہ عالیہ سے کوئی تعلق درہے گا۔ میرا شاہدہ ہے۔ کہ جو اہل بیت پاک و آل پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کرتا ہے وہ خارجی ہو کر مرتا ہے۔ اور جو ازواج مطہرات اہل بیت المؤمنین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض یا بے ادبی کرتا ہے وہ ہمیشہ رافضی ہو کر مرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مستیوں کی بے ادبی کرنے سے محفوظ رکھے۔

آخری وصیت :- میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے دنیا سے وصال کر جانے کے بعد کوئی بھی قریب و بعید کارہنہ والا میرا الگ عرس نہ منائے بلکہ میرے آقا و مولا حضور پر نور میرے قبلہ و کعبہ حضور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر دعائیں آپ کے اہم مبارک کے ساتھ ہی میرا نام بھی شامل کر لیا کریں۔ کیونکہ میں ایصالِ ثواب کا قائل ہوں۔ اور میرے پاس طریقت اور اعمال صالحہ کی جو بھی دولت ہے یہ سب آپ ہی کی عطا کر رہے۔ لہذا میں یہی چاہتا ہوں کہ میرا ہر معاملہ آپ سے منسوب رہے۔ کہ میری کوئی عیوب و بات نہ ہو۔ (شعر کچھ ترمیم کے ساتھ)

میں تجھ میں سجا جاؤں کہ میں۔ میں نہ ہوں اور تو تجھ میں سجا جائے کہ میں میں نہ ہوں

پر دم تو مایہ خویش را ب تو دانی صاب کم دیش را

والسلام :- ابوالعزت سید محمد باقر علی شاہ (صاحب) سجادہ نشین آستانہ عالیہ ہوا

عقیدہ کی اصلاح کے لیے ایک عمدہ کتاب

من هو معاویہ؟

مؤلف:

قاری محمد لقمان قادری

اس کتاب پر تقاریظ لکھنے والے علما

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی
حسن اہل سنت شیخ الحدیث و الشیخیر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول قاسمی
مصنف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی غلام حسن قادری
فاضل جلیل عالم نبیل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالشکور الباروی
باہر الفصائل طاہر الشماہل حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری
دافع رفض و خروج مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوروی
مناظر اسلام مجاہد اہل سنت حضرت مولانا محمد کاشف اقبال مدنی
منقبت: شاعر اہل سنت حضرت سفیر احمد سفیر علوی

دار الاسلام، داتا دربار مارکیٹ، لاہور



اہل سنت و جماعت کے اسلاف علما کے رسائل کا مجموعہ

دفاع امیر معاویہ

التاہیہ من طعن امیر المؤمنین معاویہ: علامہ عبدالعزیز پرہاروی، مترجم: علامہ محمد اعظم سعیدی
 صحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ: مولانا عبدالقادر بدایونی، مترجم: سید شاہ حسین گردیزی
 القول الرضی: مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی، مترجم: مولانا عدنان چشتی
 رسالہ فی فضل معاویہ: شیخ محمد حیات سندھی، مترجم: مولانا عبداللہ نعیمی
 حضرت امیر معاویہ کے متعلق چند سوالات کے جوابات: علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی
 صافیہ لمواقع ثین علی ومعاویہ: پیر سائیں غلام رسول قاسمی

تقدیم و ترتیب

محمد رضا الحسن قادری

دارالاسلام

8-C، پبلی منزل محمد الدین بلڈنگ، مائتاد ہار مارکیٹ، سخی بخش روڈ، لاہور

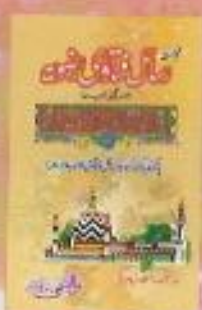
0321-9425765 darulislam21@yahoo.com

www.facebook.com/Razaulhassan Qadri

”دارالاسلام“ کی تراش علمیہ

260	حضرت سید محمد سلیمان اشرف بہاری	1	الشمین مع تنقید و تبصرہ
80	پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری	2	الرشاد
50	علامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری	3	نُزْهَةُ الْمَقَالِ فِي لِحْيَةِ الرَّجَالِ
200	مولانا عبدالحق خیر آبادی	4	شرح المرقاة
	مولانا برکات احمد ٹوکنی		مع: رسالہ وجود رابطی
10	کوثر نیازی	5	امام احمد رضا: ایک ہمہ جہت شخصیت مع محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کا پیغام
80	حافظ ولی اللہ لاہوری	6	ابحاث ضروری
	مولانا فقیر محمد چیملی، خورشید احمد سعیدی		
80	علامہ فضل حق خیر آبادی	7	الروض الجود (وحدة الوجود)
	مترجم: حکیم سید محمود احمد برکاتی		
160	خوشتر نورانی (ایڈیٹر جام نور)	8	علامہ فضل حق خیر آبادی: چند عنوانات
80	علامہ غلام سعیدی	9	حیاتِ اُستاد العلماء مولانا پار محمد بند پالوی
50 NET	مولانا قاری محمد لقمان قادری	10	مولود کعبہ کون؟
80 NET	مولانا قاری محمد لقمان قادری	11	من هو معاویہ؟
20 NET	مولانا غلام دیکگیر ہاشمی قصوری	12	الصلوة و السلام عليك يا رسول الله
40 NET	مولانا عبدالسیع بیدل رام پوری	13	نور ایمان
100 NET	فیصل خان	14	توثیق صاحبین
25 NET	مولانا عبدالقادر بدایونی	15	احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام
25 NET	ابھی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی	16	عقائد اہل سنت و جماعت
600	تحقیق: ڈاکٹر سلمہ فردوس سیہول	17	دیوان فضل حق خیر آبادی

200/-	علامہ مفتی شفاقت احمد نقشبندی مجددی	من قب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما
150/-	علامہ مفتی شفاقت احمد نقشبندی مجددی	افضلیت یحییٰ
200/-	محمد صادق قصوری	اقوال و افکار نقشبند
150/-	حبیب الرحمان شروانی	سیرت الصدیق مع سرکاری خطوط
160/-	مولانا محمد شہزاد قادری ترابی	بے مثل رسول اللہ کے بے مثل واقعات
240/-	حکیم محمد موسیٰ امرت سری	تذکرہ علمائے امرتسر
200/-	ندیم احمد ندیم نورانی	فہرست رسائل فتاویٰ رضویہ
300/-	فقیر ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی	خطبات محرم
120/-	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	حدائق بخشش
240/-	مولانا محمد عبداللہ قصوری	تقریفات علوم درسیہ (اردو)
160/-	خوشتر نورانی	دور جدید کے بعض مسلم مسائل ایک بازدید
30/-	امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	فلاح و نجات کی تدبیریں
300/-	مصنف: مولانا سجاد حیدر قادری خصوصی عنایت: جناب دلپزیر اعوان قادری	شمسیر بے نیام برگستاخ بے لگام سیرت غازی ممتاز حسین قادری
170/-	علامہ محمد ظفر قادری عطاری مدظلہ العالی	کنز التقریفات
80/-	حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	خلفاء راشدین
300/-	مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت
300/-	علامہ نور بخش توکلی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	سیرت رسول عربی
200/-	مفتی جلال الدین احمد امجدی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	انوار الہدیث
200/-	مولانا محمد کاشف اقبال مدنی	مصنف عبدالرزاق



والضحیٰ پبلیکیشنز

0300-7259263